

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

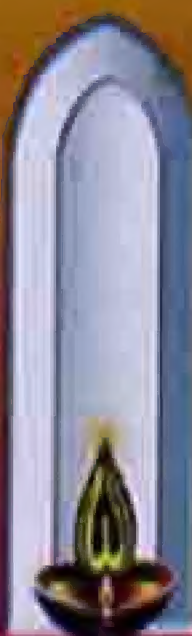
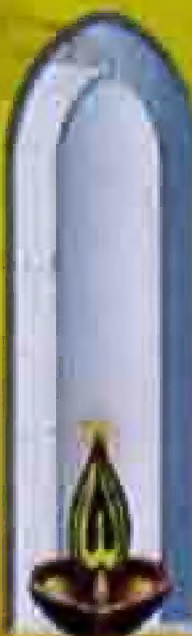
فتاویٰ حامد

تَکْوِیْنِی لَطِیْف

حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ

جمع و ترتیب

مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی
مرکزی دارالافتاء بریلی شریف



خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

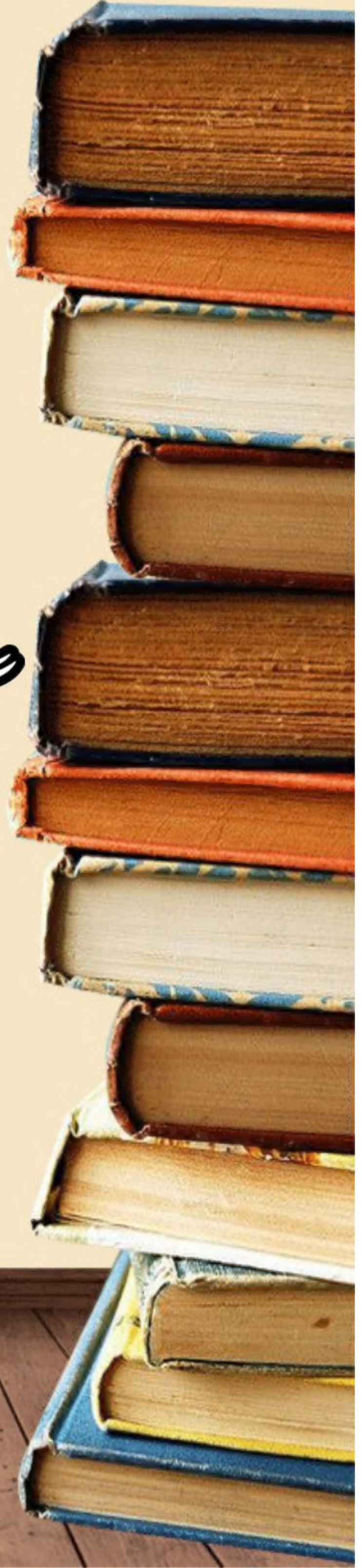
<https://t.me/tehqiqat>
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لے

<https://>

archive.org/details/

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا زوہیب حسن عطاری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

فتاویٰ حامدہ

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام حضرت مفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ

جمع و ترتیب

مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف



زاویہ پبلشرز

6- مرکز الاولیاء (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور

فون : 042-7248657 موبائل : 0300-9467047



جملہ حقوق محفوظ ہیں

۲۰۰۴ء

بار اول ۱۰۰۰

۲۰۰ روپے



زیر اہتمام نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور ۷۵۳۱۹۵۳-۷۵۳۱۹۵۳
- دارالخلاص۔ ۳-۴ صدف پلازہ محلہ جکی قصہ خوانی بازار۔ پشاور ۲۵۶۴۵۳۹-۲۵۶۴۵۳۹
- مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ۔ گوجرانوالہ ۲۳۷۴۹۹-۲۳۷۴۹۹
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل (پرانی سبزی منڈی) کراچی ۷۵۸۴۰۵۸۴-۷۵۸۴۰۵۸۴
- مکتبہ عثمانیہ۔ رامتلانی روڈ۔ سیالکوٹ ۸۳۱۲۰۸۳۱۲-۸۳۱۲۰۸۳۱۲
- احمد بک کارپوریشن۔ کھٹی چوک۔ راولپنڈی ۵۵۵۸۳۲۰-۵۵۵۸۳۲۰
- مکتبہ المجاہد۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ۔ بھیرہ شریف ۹۱۱۷۴۳-۹۱۱۷۴۳
- مکتبہ چشتیہ۔ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
- منہاج القرآن پبلی کیشنز۔ ضیاء مارکیٹ۔ سرگودھا ۷۵۱۰۷۵۱۰

کلماتِ ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دنیاۓ اسلام میں اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جیسے نام اور مقام ہے ویسے ہی بریلی شریف کو شہرت و عظمت حاصل ہے۔

جہاں فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کی مثال محال ہے جو تیس (30) ضخیم مجلدات پر مشتمل ترجمہ و تخریج کے ساتھ جدید دور کے تقاضا کے مطابق رضا فاؤنڈیشن کی طرف سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

شبیر برادری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاک و ہند میں موجودہ دور میں چھپنے والے قابل قدر فتاویٰ شائع کرنے کی سعادت میسر ہے۔ اس ادارہ نے اپنی شاندار روایتی طباعت کو برقرار رکھتے ہوئے درج ذیل کتب فتاویٰ شائع کی ہیں۔

فتاویٰ فیض الرسول (کامل ۳ جلد)

فتاویٰ المصطفویہ

اب فتاویٰ حامدِ ملک و قوم کو پیش کیا جا رہا ہے جسے حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ شہزادہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تفقہ کا شاہکار ہے جو جدید و قدیم مسائل کے مدلل و محقق جوابات کو اپنے دامن میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔

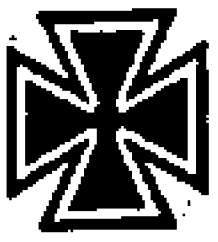
ساتھ ساتھ ”فتاویٰ مرکزی دارالافتاء“ بھی اشاعت کے حسین لباس سے مارکیٹ میں آچکا ہے۔

الحمد لله على مننه وكرمه تعالى هم اپنے کرم فرما حضرات کو یقین دلاتے ہیں کہ ہماری جملہ مطبوعات کا معیار بلند سے بلند تر ہوتا جائے گا اور مستقبل قریب میں مزید خدمات کا شرف حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

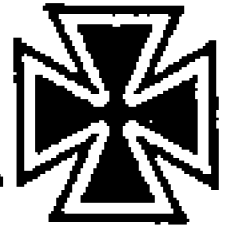
فقط

آپ کی دعاؤں کا طالب

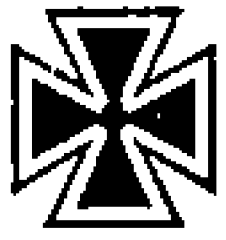
ملک شبیر حسین (لاہور)



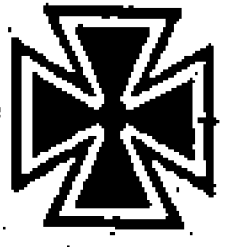
فہرست مضامین



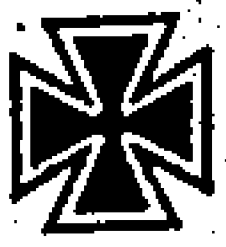
نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
۱	شرف انتساب	۳۳
۲	پیغام منانی (حضرت علامہ محمد منان رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ)	۳۴
۳	عرض سمنانی (حضرت مولینا محمد عمران رضا خاں قادری برکاتی سمنانی)	۳۶
۴	حجۃ الاسلام ایک مختصر تعارف (ڈاکٹر محمد عبدالنعیم عزیزی بلرام پوری)	۴۸
۵	تقریب (حضرت مولینا محمد عزیز الرحمن صاحب منانی بریلوی)	۸۰
۶	تقدیم (محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف)	۸۳
	کتاب العقائد	۱۰۶
۷	امام کے پاس بعد غسل کافرہ مسلمان کرنے کیلئے لائی گئی امام نے کہا جمعہ کے بعد، اس کے لئے حکم شرع کیا ہے؟	۱۰۷
۸	جتنی دیر اسے غسل کرایا پھر امام کے پاس لایا اتنی دیر کا اس کے ذمہ ”رصابقاء الکفر“ کا الزام ہے۔	۱۰۸
۹	زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس امام و مفت کے مفتی پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایسے اہم کام کیلئے تو نماز بھی توڑنے کی اجازت ہے۔	۱۰۸
۱۰	کافر نے مسلمان سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر، اس نے کہا ”فلاں کے پاس جا“ تو اس نے کفر کیا۔	۱۰۹
۱۱	چور کا ہاتھ کاٹنا جائز ہے اگرچہ ایک ہی درہم ہو اسی طرح اس شخص کا	



فہرست مضامین



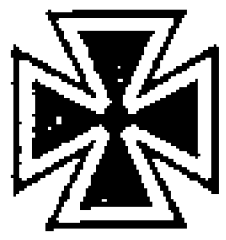
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۱۰	جس سے کافر نے اسلام طلب کیا اور اس نے نہیں پیش کیا۔	۱۲
۱۱۱	کافر نے واعظ سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر اس نے کہا ”مجلس ختم ہونے تک بیٹھارہ“ تو اس نے کفر کیا۔	۱۳
۱۱۳	کافر غیر جنبی اسلام لائے تو اس پر غسل مندوب ہے واجب نہیں۔	۱۴
۱۱۵	طالب اسلام کو نکتہ پڑھانے میں تاخیر کی تو تاخیر کا گناہ الگ اور اگر وہ اس درمیان میں مر گیا تو یہ کفر اسی کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔	۱۵
۱۱۶	اگر اس پر غسل فرض تھا تو نماز کے لئے نہ کہ اسلام لانے کے لئے؟	۱۶
۱۱۸	علماء نے سولہ چیزیں گنائیں جس کے بعد غسل مستحب ہے انھیں میں سے ایک یہ قبول اسلام بطہارت کے بعد غسل ہے۔	۱۷
۱۱۹	قبول اسلام کے لئے ہرگز غسل فرض نہیں یہ اس مفتی کے لئے شامت ایمان و اعمال ہے۔	۱۸
۱۲۰	رسالہ ”الصادر الربانی علی اسراف القادیانی“	۱۹
۱۲۰	کیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذی حیات آسمان پر اٹھائے گئے؟	۲۰
۱۲۶	مقدمہ اولیٰ: گمراہ فرقوں کی شناخت و پہچان وغیرہ۔	۲۱
۱۲۶	قرآن ہر چیز کا روشن بیان ہے۔	۲۲
۱۲۶	علم والوں سے پوچھوں اگر تمہیں علم نہیں۔	



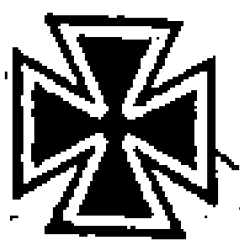
فہرست مضامین



نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
۲۳	ہم پر تقلید ائمہ واجب اور ائمہ پر تقلید رسول اللہ واجب ہے۔	۱۲۷
۲۴	اگر رسول اللہ قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ حدیث کی تشریح نہ فرماتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی۔	۱۲۷
۲۵	اللہ قرآن سے بہتروں کو ہدایت اور قرآن ہی سے بہتیرں کو گمراہ فرماتا ہے۔	۱۲۸
۶۶	حضرت عمر کا قول کہ ”عنفقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم قرآن کے کے متشابہات کے بارے میں جھگڑیں گے تم انھیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔“	۱۲۸
۲۷	امام سفیان ابن عیینہ کا قول کہ ”حدیث گمراہ کر دینے والی ہے سوائے ائمہ مجتہدین کے۔“	۱۲۹
۲۸	جو کہے کہ ”ہم حدیث کو نہیں جانتے ہمیں تو صرف قرآن و حدیث چاہیے“ تو جان لو کہ گمراہ بدوین اور منکر قرآن ہے۔	۱۲۹
۲۹	جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام فرمائی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام کی۔	۱۳۰
۳۰	جب بد مذہب و گمراہ تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تو تم حدیث کی پناہ لو اور اگر حدیث میں این و آں کریں تو ائمہ کا دامن پکڑو۔	۱۳۲
۳۱	مقدمہ ثانیہ: تسلیم شدہ امور کے اقسام کے بیان میں۔	۱۳۳
۳۲	ضروریات دین اور ضروریات مذہب اہلسنت کی تفصیلات۔	۱۳۳



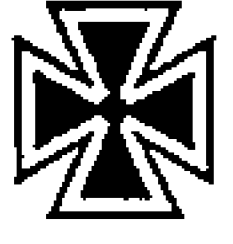
فہرست مضامین



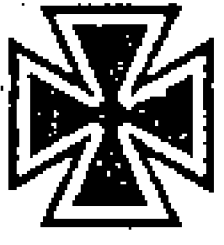
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۳۵	جو کہے کہ ”اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کے علم سے کوئی بھی ذرہ پوشیدہ نہیں مگر ممکن ہے کہ کسی بات سے جاہل ہو“ تو کافر ہے۔	۳۳
۱۳۶	نسب شہرت و تسامع سے بھی شرعاً ثابت ہو جاتا ہے۔	۳۴
۱۳۶	مقدمہ ثالثہ: اپنے دعویٰ پر دلیل دینا مدعی کی ذمہ داری ہے۔	۳۵
۱۳۷	مقدمہ رابعہ: مدعی کی خارج از موضوع بحثوں کا ردِ بلغ۔	۳۶
۱۳۷	مقدمہ خامسہ: کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا۔	۳۷
۱۳۹	جب چرند و پرند مر کر پھر دنیا میں پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہ الصلوٰۃ والسلام موت کے سو برس بعد دوبارہ دنیا میں تشریف لائے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال دنیا میں کیوں نہیں تشریف لا سکتے؟	۳۸
۱۴۰	تنبیہ اول: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مسئلہ ثلثہ کا بیان۔	۳۹
۱۴۰	مسئلہ اولیٰ: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے۔	۴۰
۱۴۱	ارشاد باری تعالیٰ: ہم نے لعنت کی یہودیوں پر ان کے یہ کہنے کے سبب کہ ”ہم نے عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا“۔	۴۱
	مسئلہ ثانیہ: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے دوبارہ دنیا میں اترنا اور دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت	۴۲



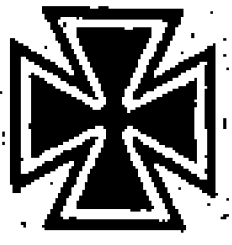
فہرست مضامین



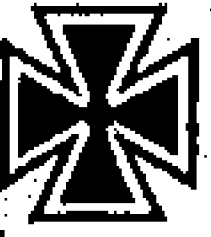
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۴۲	کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔	
۱۴۳	پہلی حدیث: نزول عیسیٰ علیہ السلام اور امامت مہدی کی بشارت۔	۴۳
۱۴۳	دوسری حدیث: موت عیسیٰ سے قبل سارے اہل ایمان کا ان پر ایمان لانا۔	۴۴
۱۴۴	تیسری حدیث: رومیوں سے مسلمانوں کا مقابلہ اور مسلمانوں کی فتح۔	۴۵
۱۴۵	نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انھیں دیکھ کر دجال کا مثل نمک پگھلنا۔	۴۶
	چوتھی حدیث: قیامت سے قبل دس نشانیوں مثل دھواں، خروج یا جوج و	۴۷
۱۴۶	ما جوج، دابة الارض و دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور۔	
	پانچویں حدیث: نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دنیا میں چالیس سال تک	۴۸
۱۴۶	آپ کی حکومت۔	
	چھٹی حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امیر المؤمنین امام	۴۹
۱۴۷	مہدی کا ان سے امامت کی درخواست کرنا۔	
	ساتویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شام و عراق کے درمیان نزول	۵۰
۱۴۸	اور ایک دن کا ایک سال اور دوسرے دن کا ایک مہینہ کے برابر ہونا۔	
	جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سر اٹھائیں گے موتی جھڑنے لگیں گے، کسی	۵۱
۱۴۹	کافر کو آپ کی سانس کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی۔	
۱۵۰	آٹھویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو ڈھونڈ کر قتل کرنا۔	۵۲



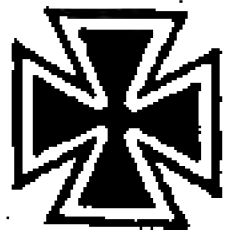
فہرست مضامین



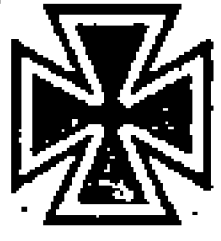
نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
۵۳	نویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے سوائے اسلام کے دنیا سے سارے مذاہب کا اٹھالیا جانا۔	۱۵۰
۵۴	دسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شہر لڈ کے دروازے پر دجال کو قتل کیا جانا۔	۱۵۱
۶۵	گیارہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی کی اقتدا کرنا۔	۱۵۲
۵۶	بارہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہ ”میں خروج دجال کے بعد (آسمان سے) اتر کر اسے قتل کروں گا۔“	۱۵۳
۵۷	تیرہویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد نزول دین محمدی کی تصدیق اور اس کی تبلیغ کرنا۔	۱۵۴
۵۸	چودھویں حدیث: خروج دجال کے بعد حضرت عیسیٰ کا نزول فرمانا اور اسے قتل کر کے دین محمدی کی تصدیق و تبلیغ اور حکومت وعدالت فرمانا۔	۱۵۵
۵۹	پندرہویں حدیث: دجال لعین کے شر سے تنگ آ کر اہل ایمان کا پہاڑیوں میں پناہ لینا۔	۱۵۵
۶۰	سولہویں حدیث: پہلے دجال کا خروج اس کے بعد حضرت عیسیٰ کا نزول۔	۱۵۶
۶۱	سترہویں حدیث: دمشق کے شرقی منار پر حضرت عیسیٰ کا نزول فرمانا۔	۱۵۷
۶۲	اٹھارہویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ کا حج یا عمرہ کو جانا روضہ حضور	



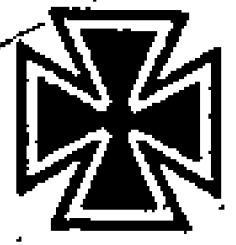
فہرست مضامین



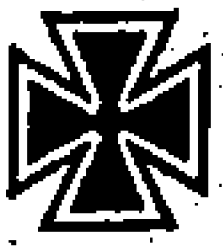
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۵۷	ﷺ پر حاضر ہو کر سلام کرنا اور حضور ﷺ کا جواب دینا۔	
۱۵۸	انیسویں حدیث: عہد رسالت ﷺ کے دو مردوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پانا اور دجال سے قتال میں شریک ہونا۔	۶۳
۱۵۹	بیسویں حدیث: اس امت کا محفوظ رہنا جس کے اوّل حضور ﷺ اور آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔	۶۴
۱۵۹	اکیسویں حدیث: دجال لعین کو سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔	۶۵
۱۵۹	بائیسویں حدیث: ان گروہوں کا ناردوزخ سے محفوظ رہنا ایک وہ جو کفار ہند سے جہاد کرے اور ایک وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو۔	۶۶
۱۶۰	تیسویں حدیث: بعد نزول عیسیٰ باذن الہی زمین و آسمان کا اسقدر مطیع ہو جانا کہ پتھر کی چٹھان بھی دانہ اگائے۔	۶۷
۱۶۱	چوبیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایسے لوگوں میں نزول فرمانا جو تمام روئے زمین کے لوگوں میں سب سے بہتر ہوں گے۔	۶۸
۱۶۱	پچیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس طور پر نزول فرمانا کہ آپ کے بالوں سے موتی جھڑ رہے ہوں گے۔	۶۹
۱۶۱	چھیسویں حدیث: حضور ﷺ کا صحابہ کرام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو	۷۰



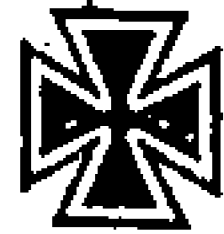
فہرست مضامین



نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
	سلام کہنے کی وصیت فرمانا۔	۱۶۱
۷۱	ستائیسویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شادی کرنا پھر اولاد ہونا اور بعد وصال روضہ انور ﷺ میں دفن ہونا۔	۱۶۲
۷۲	اٹھائیسویں حدیث: حضرت عمر کا ابن ضیاء پردجال ہونے کے شبہ میں حضور ﷺ سے قتل کی اجازت طلب کرنا اور حضور ﷺ کا منع فرمانا۔	۱۶۳
۷۳	اٹھائیسویں حدیث: یاجوج ماجوج کا دجلہ و فرات کو خشک کر دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انھیں ہلاک کرنا۔	۱۶۳
۷۴	تیسویں حدیث: اس امت کو بشارت جس کے اول حضور اور آخر حضرت عیسیٰ اور وسط امام مہدی ہیں۔	۱۶۵
۷۵	اکیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ کا امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھنا۔	۱۶۵
۷۶	بیسویں حدیث: حضرت امام مہدی کا عترت رسالت ﷺ اور بنی فاطمہ سے ہونے کا ثبوت۔	۱۶۵
۷۷	تینتیسویں حدیث: سب سے پہلے ستر ہزار یہود و نصاریٰ کا دجال لعین کی حمایت کرنا۔	۱۶۶
۷۸	چونتیسویں حدیث: اہل خراسان کی خلافت کی مداومت اور ان کا اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کرنا۔	۱۶۸



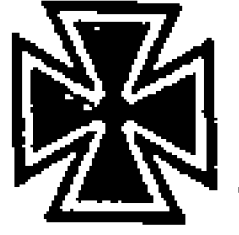
فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۶۸	سینتیسویں حدیث: حضور ﷺ کا اپنے روضہ انور کو حضرت ابو بکر و عمر اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدفن بتانا۔	۷۹
۱۶۸	چھتیسویں حدیث: ایک لاکھ عورتوں اور بائیس ہزار مردوں کا قبلہ اول "بیت المقدس" میں محصور ہونا۔	۸۰
۱۶۹	سینتیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ سے کلام کرنا۔	۸۱
۱۶۹	اڑتیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امت محمدیہ ﷺ کے سب سے اواخر کے لوگوں میں ہونا۔	۸۲
۱۷۰	انتالیسویں حدیث: توریت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ کے پاس دفن ہونا مذکور ہے۔	۸۳
۱۷۰	چالیسویں حدیث: حضور ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سواری پر حج یا عمرہ کو جاتے ہوئے ملاحظہ فرمانا۔	۸۴
۱۷۱	اکتالیسویں حدیث: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوہ ایتھنز پر نزول فرمانا۔	۸۵
۱۷۱	بیاالیسویں حدیث: بعد نزول عیسیٰ نہ کوئی بادشاہ ہوگا نہ کوئی قاضی و مفتی، سارے لوگوں کا آپ ہی کی طرف رجوع کرنا۔	۸۶
۱۷۲	تینتالیسویں حدیث: بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں کا امامت کی فرمائش کرنا اور ان کا امت محمدیہ کی فضیلت کا اقرار کرنا۔	۸۷



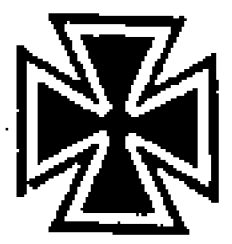
فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
	مذکورہ وقائع کے بعد حضرت عیسیٰ کا وصال فرمانا اور مسلمانوں کا ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور تجہیز و تکفین کرنا۔	۸۸
۱۷۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہونا۔	۸۹
۱۷۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہ جان لیا جائے گا کہ قیامت آنے والی ہے۔	۹۰
۱۷۶	مسئلہ ثالثہ: روح اللہ کی حیات کی بحث میں۔	۹۱
۱۷۷	ہر یہودی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے قبل ان پر ایمان لانے والا ہے۔	۹۲
۱۷۸	مصنف مدظلہ العالی کا شرح بخاری کی عبارت سے استدلال فرمانا۔	۹۳
۱۷۹	آیہ کریمہ ”متوفیک ورافعک“ کی تفسیر و تشریح۔	۹۴
۱۸۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر موت آسمان کی طرف اٹھالیا جانا۔	۹۵
۱۸۱	قتل و جان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا۔	۹۶
۱۸۲	امام بصری کا قول کہ ”ہر کتابی موت عیسیٰ سے قبل ان پر ایمان لانے والا ہے وہ خدا کی قسم زندہ ہیں“۔	۹۷
۱۸۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسے صحابی رسول ہونے کا ثبوت جو صحابہ میں تمام کے بعد وصال فرمائیں گے۔	۹۸
۱۸۴		



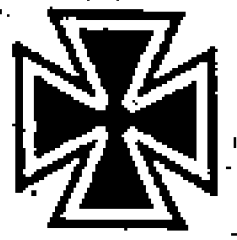
فہرست مضامین



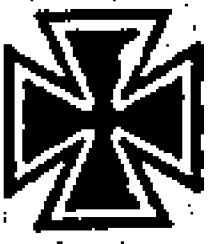
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۱۸۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحالت بیداری آسمان پر اٹھائے گئے نہ ان کا انتقال ہوا نہ سولی دیے گئے۔	۹۹
۱۸۷	حضرت ابو بکر کا روئے انور ﷺ کو بوسہ دینا اور روتے ہوئے عرض کرنا کہ ”اللہ حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا“۔	۱۰۰
۱۸۸	تنبیہ دوم: حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے مکر و فریب سے بچا کر آسمان پر اٹھائے گئے۔	۱۰۱
۱۸۹	پہلا افتراء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔	۱۰۲
۱۸۹	دوسرا افتراء حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔	۱۰۳
۱۸۹	تیسرا افتراء امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔	۱۰۴
۱۹۰	مدعی کی کذب بیانی کا آشکار ہونا۔	۱۰۵
۱۹۵	مدعی کی نری جہالت اور صریح غلط فہمیاں۔	۱۰۶
۱۹۷	حرف ”واو“ ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔	۱۰۷
۱۹۹	لفظ ”توفی“ خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں۔	۱۰۸
۱۰۰	”توفی“ استیفائے اجل کے معنی میں ہے۔	۱۰۹
۲۰۱	”وفات“ بمعنی خواب خود قرآن میں بھی وارد ہے۔	۱۱۰
۲۰۳	آیہ کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تین بشارتیں تھیں۔	۱۱۱



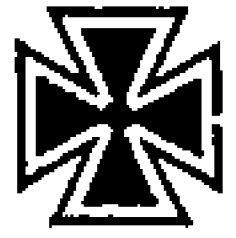
فہرست مضامین



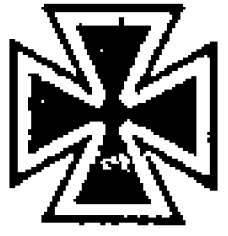
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۰۴	بعد نزول حضرت عیسیٰ سارے عالم میں صرف دین، دیر نمدی ہوگا۔	۱۱۲
۲۰۵	مدعی کا قول کہ ”ہمیں ثبوت حیات صرف قرآن سے چاہیے“ یکسر عقل سے بے گانہ ہے۔	۱۱۳
۲۰۶	تنبیہ سوم: مدعی کے قول ”حضرت عیسیٰ نبی نہ رہیں گے..... یا اللہ انھیں خود اس منصب جلیلہ سے معزول کر دے گا“ کی بخجہ دری۔	۱۱۴
۲۰۷	حضور ﷺ کا قول کہ ”اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرا زمانہ پاتے تو ضرور میری اتباع کرتے۔“	۱۱۵
۲۰۹	تمام انبیاء و رسل کے حضور ﷺ کے امتی ہونے کا ثبوت۔	۱۱۶
۲۱۰	وہ مبارک وقت قریب تر ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر تمام اہل بدعت کا قلع قمع فرمائیں گے۔	۱۱۷
۲۱۱	تنبیہ چہارم: انسان کو اللہ تعالیٰ نے صفات ملکی و بھیمی پر پیدا فرمایا ہے۔	۱۱۸
۲۱۳	ایسے ہی وہ لوگ ہوں گے جو دجال کی اتباع اور اس کا ساتھ دیں گے۔	۱۱۹
۲۱۴	قادیانی پیشوائے مدعی کے خیالات فاسدہ کار و بلیغ۔	۱۲۰
۲۱۵	تنبیہ پنجم: نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مراد مماثل عیسیٰ کا نزول ہے یا کچھ اور؟ اس سلسلے میں دل نشیں بحث؛	۱۲۱
۲۱۶	مسلمانوں کا ابلیس لعین کی زبانی خروج دجال کی غلط خبر سن کر پامنا۔	۱۲۲



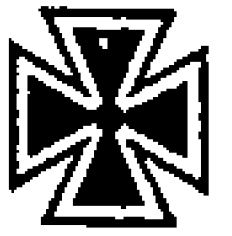
فہرست مضامین



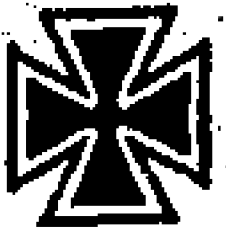
نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
۱۲۳	مقارنات: قلع بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ ”گھبراؤ نہیں فریادیں آپہنچا ہے۔“	۲۱۷
۱۲۴	واقعات عہد مبارک: صلیب توڑنے سے روئے زمین پر کسی بھی محتاج کے نہ ہونے تک کے واقعات کا تفصیلی ذکر۔	۲۱۸
۱۲۵	مصنف کی جرح پر مدعی کی بولتی کا بند ہونا۔	۲۱۹
	کتاب الطہارۃ	۲۲۲
۱۲۶	اشیاء میں اصل طہارت ہے۔	۲۲۳
۱۲۷	جب تک پڑیا میں اسپرٹ وغیرہ نجاست کی آمیزش یقینی طور پر ثابت نہ ہو اس پر حکم رجما بالغیب ہوگا۔	۲۲۳
۱۲۸	متاخرین اہل فتویٰ کو اصل مذہب سے عدول اور روایت آخری امام محمد کا قبول جائز نہیں۔	۲۲۴
۱۲۹	ہمارے یہاں پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑوں پر نماز بلا کراہت جائز ہے۔	۲۲۴
	کتاب الصلوۃ باب الاذان والاقامة	۲۲۶
۱۳۰	اذان ثانی زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہاں ہوتی تھی؟	۲۲۷
۱۳۱	کہیں منقول نہیں کہ حضور ﷺ نے اذان کبھی خارج مسجد دلوائی۔	۲۲۹
۱۳۲	خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں بھی اذان خارج مسجد فوق الباب محاذی خطیب ہوتی تھی۔	۲۲۹



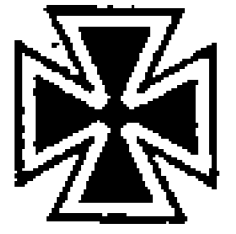
فہرست مضامین



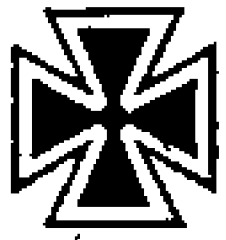
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۳۰	کتب میں فقہ میں اذان داخل مسجد کو صراحۃً مکروہ لکھا ہے۔	۱۳۳
۲۳۱	خطبہ جمعہ مثل اذان ذکر ہے حدود مسجد میں کیونکہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔	۱۳۴
۲۳۲	”بین یدی“ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہوا اندر یا باہر کی تخصیص اس سے مفہوم نہیں لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان باہر ہو تو وہی معنی مراد لئے جائیں گے جو سنت کے موافق ہو۔	۱۳۵
۲۳۳	ہم پر حکم شرع کی پیروی لازم ہے یا قدیم رسم و رواج کی؟	۱۳۶
۲۳۳	جو بات خلاف سنت اور متصادم حکم شرع ہو وہی نئی بات ہے۔	۱۳۷
۲۳۳	مکہ معظمہ میں اذان برکنارہ مطاف ہوتی ہے کہ زمانہ اقدس ﷺ میں مسجد حرام مطاف ہی تک تھی۔	۱۳۸
۲۳۴	اگر مکبرہ قدیم ہے تو وہ مثل منارہ ہوا جو اذان کے لئے مستثنیٰ ہے۔	۱۳۹
۲۳۵	موذنوں کے افعال ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتے۔	۱۴۰
۲۳۵	موذنین جو خطبہ کے وقت ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہتے ہیں باتفاق مکروہ ہے۔	۱۴۱
۲۳۵	کیا احادیث مبارکہ میں سنت کو زندہ کرنے کا حکم ہے؟ اور اس کا زندہ کرنے والا مستحق اجر و ثواب ہے؟	۱۴۲
۲۳۷	حدیث پاک ”جو میری کوئی سنت زندہ کرے جسے لوگوں نے چھوڑ دی ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور اس کے	۱۴۳



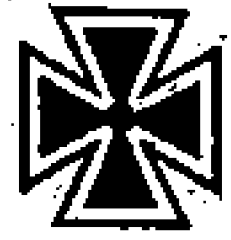
فہرست مضامین



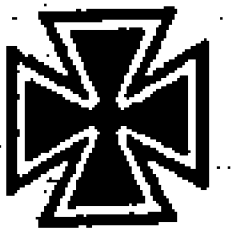
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۳۷	ثوابوں میں کوئی کمی بھی نہ واقع ہو۔	
۲۳۸	ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور شہیدوں کا ثواب حاصل کریں۔	۱۳۴
۲۳۹	قبل مسجدیت بانی مسجد نے حوض بنایا اگرچہ بیچ مسجد میں ہو تو وہ اور اس کی فصیل خارج مسجد کے حکم میں ہیں۔	۱۳۵
۲۳۹	جن مساجد میں منبر کے سامنے دیوار وغیرہ ہونے کے سبب محاذات ممکن نہ ہو تو وہاں لکڑی کا منبر بنا کر گوشہ محراب میں محاذی خطیب و مؤذن رکھیں۔	۱۳۶
۲۴۱	فتویٰ: سماحۃ الشیخ العلامة المفتی احمد الجزاوی مفتی مالکیہ مدینہ منورہ	۱۳۷
۲۴۶	فتویٰ: فضیلۃ الشیخ المفتی محمد توفیق الایوبی الحنفی استاد حرم نبوی شریف	۱۳۸
۲۵۰	باب القراءة والجمعة	
۲۵۱	اگر قرأت ثنائی الہی پر ختم ہو تو وصل بہتر ورنہ فصل ادلی ہے۔	۱۳۹
۲۵۲	استماع قرآن مجید فرض کفایہ ہے۔	۱۵۰
۲۵۳	جب سب مل کر پڑھیں گے تو فرض فرض اور ترک واجب کے سبب گنہگار ہوں گے۔	۱۵۱
۲۵۳	لوگوں کی مصروفیت کے وقت تلاوت ممنوع ہے پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔	۱۵۲
	جمعہ و عیدین کے لئے شہر یا متعلقات شہر مثلاً اسٹیشن، کچہری وغیرہ ہونا	۱۵۳



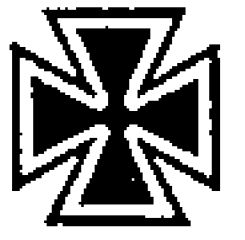
فہرست مضامین



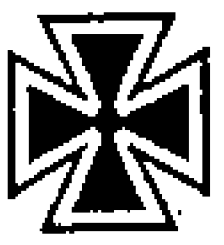
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۵۴	شرط ہے لہذا دیہات میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔	✓
۲۵۵	مفتی کو اپنے مذہب سے عدول نا جائز اور اتباع قول ارنج واجب ہے۔	۱۵۴
۲۵۵	عوام جہاں جمعہ وعیدین پڑھتے ہوں انھیں نہ روکا جائے۔	۱۵۵
۲۵۶	آفتاب نکلتے وقت نماز جائز نہیں مگر علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر عوام پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے۔	۱۵۶
۲۵۷	باب الوتر والنوافل	
۲۵۸	اگر فرض نماز تنہا پڑھی تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہو سکتا۔	۱۵۷
۲۵۸	علامہ قہستانی کا قول ”جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر میں امام کی اقتداء نہ کرے“۔	۱۵۸
۲۵۹	”در مختار“ کی عبارت اور مصنف کی تفہیم جمیل۔	۱۵۹
۲۶۰	رسالہ ”در الفرید“ کے حاشیہ سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ۔	۱۶۰
۲۶۲	فرض بلا جماعت اور وتر باجماعت سے متعلق مصنف کی تحقیق انیق۔	۱۶۱
۲۶۲	جنگ بلقان کے وقت امام صاحب نے نماز صبح میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا ایک مولوی صاحب نے فتویٰ لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے۔	۱۶۲
۲۶۳	کیا مذہب امام اعظم میں سوائے وتر کے کسی فرض نماز میں کسی حالت میں قنوت پڑھنا مشروع نہیں؟	۱۶۳



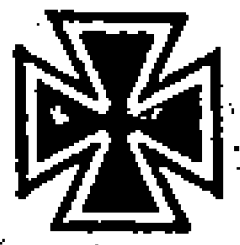
فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۶۵	کیا حضور کے مشرکین پر ایک مہینہ تک دعائے ہلاکت فرمانے کے بعد قنوت پڑھنا منسوخ ہو گیا؟	۱۶۴
۲۶۶	نقل اعتراض۔	۱۶۵
۲۶۷	جواب اعتراض۔	۱۶۶
۲۶۸	مجیب کا صاحب کبیری اور شامی کے حوالوں کی تغلیط کرنا۔	۱۶۷
۲۶۹	کیا آیہ کریمہ لیس لك من الامر سے قنوت فی الفجر منسوخ ہو گیا؟	۱۶۸
۲۷۰	مجیب کا عبارت عینی سے استدلال کرنا۔	۱۶۹
۲۷۲	کیا انس ابن مالک کی روایت ترک قنوت پر دلالت کرتی ہے؟	۱۷۰
۲۷۴	کیا قنوت فی الفجر کی تخصیص بلا دلیل ہے؟	۱۷۱
۲۷۴	کیا امام طحاوی نے قنوت فی الفجر کو منسوخ لکھا ہے؟	۱۷۲
۲۷۹	وقت نزول نوازل و حلول مصائب ان کے دفاع کیلئے قنوت فی الفجر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔	۱۷۳
۲۸۰	بب کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔	۱۷۴
۲۸۳	جب کوئی سختی نازل ہو تو امام جبری نمازوں میں قنوت پڑھے۔	۱۷۵
۲۸۴	قنوت کا منسوخ ہونا غیر نوازل میں ہے اور اگر کوئی سختی نازل ہو تو اس وقت قنوت پڑھنا باقی ہے۔	۱۷۶



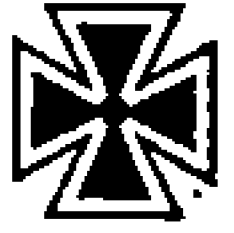
فہرست مضامین



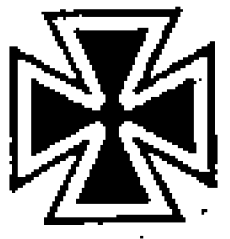
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۸۴	نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔	۱۷۷
۲۸۵	نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا مشروع ہے یہی ہمارا مذہب اور اسی پر جمہور علماء کا عمل ہے۔	۱۷۸
۲۸۶	اتنی سی نظر و فہم پر مجیب نے علامہ محقق ابراہیم حلبی کی تغلیط کر دی۔	۱۷۹
۲۸۷	مجیب کا امام طحاوی پر استدلال اور انہیں کی عبارت سے مجیب کا ردِ بلیغ۔	۱۸۰
۲۸۹	رسالہ اجتناب العمال	
۲۹۰	کیا غلبہ کفار کا ہونا قنوت نوازل کے لئے شرط ہے؟	۱۸۱
۲۹۱	ضروری سوال نام نہاد تحقیق اور مخالفت احناف پر مشتمل ایک پلندہ ہے۔	۱۸۲
۲۹۱	فقہاء مطلقاً نازلہ کے لئے قنوت کے قائل ہیں خاص غلبہ کفار کی قید کسی سے منقول ہرگز نہیں۔	۱۸۳
۲۹۲	اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام قنوت پڑھ سکتا ہے۔	۱۸۴
۲۹۳	امام عینی کا قول کہ ”جب کوئی سختی واقع ہو تو امام قنوت پڑھے“۔	۱۸۵
۲۹۳	علامہ آفندی کی تحقیق کہ ”سختیوں کے وقت نماز صبح میں منسوخ نہیں“۔	۱۸۶
۲۹۴	علامہ طحاوی کا قول کہ ”ہمارے یہاں نازلہ وحادثہ ہی محل قنوت ہیں“۔	۱۸۷
۲۹۶	علامہ حموی نے امام طحاوی کے قول کی تائید فرمائی کہ ”اگر کسی بلا کے سبب فجر میں قنوت پڑھے تو قبل رکوع پڑھے“۔	۱۸۸



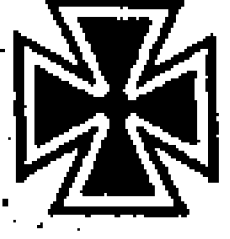
فہرست مضامین



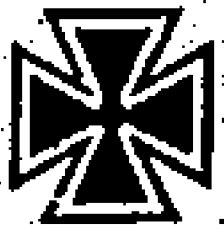
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۹۷	رد المحتار کی عبارت کہ قنوت ”نختی کے وقت ہمارے یہاں فجر میں خاص ہے“	۱۸۹
۲۹۸	عبارات فقہاء میں کہیں بھی نازلہ و بلیہ کے ساتھ ”غلبہ کفار“ کی تخصیص نہیں، نازلہ ہر وہ نختی ہے جو لوگوں پر نازل ہو۔	۱۹۰
۳۰۰	خطیب بغدادی کی روایت کہ ”حضور ﷺ قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے لئے دعا فرمائی ہوتی یا کسی قوم پر بد دعا فرمائی ہوتی تھی۔“	۱۹۱
۳۰۱	دفع قحط و وبا کے لئے قنوت ”دعا القوم“ کے اطلاق میں داخل یہ کہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے۔	۱۹۲
۳۰۳	امام نووی کا قول کہ ”قنوت فی الفجر ہمیشہ مسنون ہے۔“	۱۹۳
۳۰۴	امام ابن حجر کی تصریح کہ ”جس نازلہ کے لئے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ قحط و وبا اور طاعون سب کو شامل ہے۔“	۱۹۴
۳۰۶	علامہ مصری کا قول کہ ”قنوت یہی ہے کہ دفع بلا کے لئے دعا کی جائے اور کوئی شک نہیں طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔“	۱۹۵
۳۰۷	مصنف ”ضروری سوال“ کی کھلی ہوئی جہالت۔	۱۹۶
۳۰۸	اخیر زمانہ فتن میں مختلف اقسام کے منشیات، باجے گاجے، بدعات و منکرات پیدا ہوئے جن کی حرمت و حلت کا ذکر نہ تو کتاب و سنت نہ اقوال علماء و فقہاء میں ہے تو کیا انھیں حرام نہ کہا جائے گا؟	۱۹۷



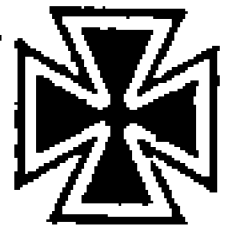
فہرست مضامین



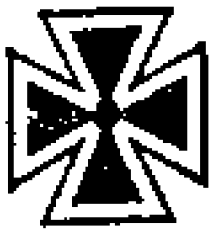
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۱۰	زید کا قول مردود کہ ”طاعون و وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے“ اور ردِ بلیغ۔	۱۱۹
۳۱۰	اگر بفرض باطل قنوت صرف امام شافعی کا مذہب ہوتا ہمارے ائمہ اس سے انکار کرتے تو زیادہ سے زیادہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا اس حال میں بھی جائز نہیں۔	۲۰۰
۳۱۲	زید کی ترکیب و بندش اور الفاظ و املا کی بے شمار فحش غلطیوں کے علاوہ پچاسوں جہالتوں ذکر۔	۲۰۱
۳۱۲	جہالت نمبر ۱: انکشاف اغلاط۔	۲۰۲
۳۱۳	جہالت نمبر ۲: انکشاف اغلاط۔	۲۰۳
۳۱۳	نسخ عموم اور عموم نسخ کی مباحث۔	۲۰۴
۳۱۴	آیہ کریمہ ”لیس لک الامر.....“ سے متعلق معنوی بحثیں۔	۲۰۵
۳۱۵	علامہ علی قاری کی مدلل بحث۔	۲۰۶
۳۱۹	زید کے اپنے ہی ایک کلام سے دوسرے کلام کے رد کا ثبوت۔	۲۰۷
۳۲۰	جہالت نمبر ۳: انکشاف اغلاط۔	۲۰۸
۳۲۰	زید کی صریح نافرہیاں اسے واحد و تشنیہ کی بھی خبر نہیں۔	۲۰۹
۳۲۱	جہالت نمبر ۴: انکشاف اغلاط۔	۲۱۰



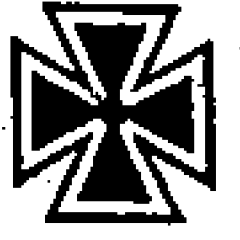
فہرست مضامین



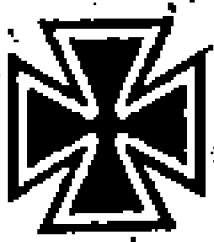
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
	جہالت نمبر ۵ تا ۸: زید کی عربی دانی کا پول کھلنا اور اول تاریخ اس کی بے	۲۱۱
۳۲۱	علمی و بے مائیگی کا ظہور۔	۲۱۲
۳۲۳	جہالت نمبر ۹: انکشاف اغلاط۔	۲۱۳
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف غلط انتساب کہ ”میں نے حضور	۲۱۴
۳۲۴	ﷺ اور دیگر صحابہ کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی۔	
۳۲۴	جہالت نمبر ۱۰: انکشاف اغلاط۔	۲۱۵
۳۲۵	جہالت نمبر ۱۱: انکشاف اغلاط۔	۲۱۶
	جسے ہر حرف سناس عربی بے تکلف سمجھ لے زید ایسی واضح عبارت کو بھی	۲۱۷
۳۲۷	خاک نہ سمجھ سکا۔	
۳۲۸	جہالت نمبر ۱۲: عبارت کچھ اور ترجمہ کچھ۔	۲۱۸
۳۲۹	جہالت نمبر ۱۳: سوال چنیس جواب چناں۔	۲۱۹
۳۲۹	جہالت نمبر ۱۴: انکشاف اغلاط۔	۲۲۰
	جہالت نمبر ۱۵: حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر	۲۲۱
۳۳۰	جاہلانہ افتراء پردازیوں۔	۲۲۲
۳۳۲	جہالت نمبر ۱۶: زید کی کج صریح فہمیاں۔	۲۲۳
۳۳۳	جہالت نمبر ۱۷: زید کی نادانیوں کا چٹہ۔	۲۲۴



فہرست مضامین



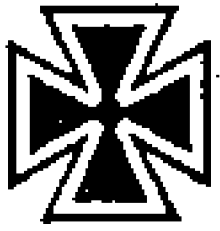
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۳۳	جہالت نمبر ۱۸: منسوبات کا ذبح اور غلط بیانیوں۔	۲۲۵
۳۳۴	جہالت نمبر ۱۹: صاحب اشباہ کی طرف غلط منسوبات۔	۲۲۶
۳۳۶	زید کی مجوٹ عنہ سے جدا گانہ اور لایعنی بحثیں۔	۲۲۷
۳۳۷	جہالت نمبر ۲۰: زید خود اپنا لکھا سمجھنے سے معذور۔	۲۲۸
	زید کا صرف پانچ ورق تحریر میں دس صفحہ نفی قنوت میں صرف کرنا اور	۲۲۹
۳۳۸	وقت طاعون قنوت پڑھنے کا طریقہ بھی لکھنا۔	
۳۴۰	اغلاط تصحیف: یعنی لکھنا کچھ اور سمجھنا کچھ۔	۲۳۰
۳۴۰	خلاف واقع نقل عبارت اور زید کی بددیانتی۔	۲۳۱
۳۴۲	اغلاط ترجمہ: زید سیدھی سادی عربی کا ترجمہ بھی کرنے سے قاصر۔	۲۳۲
۳۴۳	مصنف کی دل نشیں تحقیق۔	۲۳۳
۳۴۵	زید کی الٹی سمجھ کا نادر کرشمہ۔	۲۳۴
۳۴۶	اغلاط روایت: یعنی اصلیت کا خون۔	۲۳۵
۳۴۷	”حبیب خدا“ خاص کلمہ اسلامی ہے یہ عامر نے ہرگز نہیں کہا تھا۔	۲۳۶
۳۴۹	بیر معونہ کے شہدا کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بکثرت تلاوت کرتے تھے۔	۲۳۷
	اہل قبیلہ نے عامر کو کمک دینے سے صاف انکار کر دیا تھا کہ تیرے چچا	۲۳۸
۳۵۰	نے مسلمانوں کو پناہ دیدی ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔	



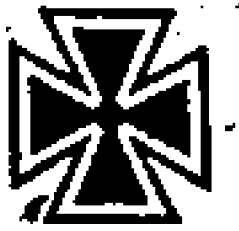
فہرست مضامین



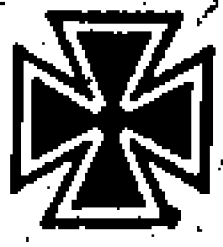
نمبر شمار	اشارات مضامین	صفحہ نمبر
۲۳۹	عامر بن طفیل کا حرام بن ملحان کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے۔	۳۵۱
۲۴۰	عامر کا فرمان اقدس ﷺ پڑھ کر آگ بگولہ ہونا یکسر غلط اس بد بخت کو تو	۳۵۱
	نامہ مبارکہ کی زیارت تک بھی نہ ہوئی۔	۳۵۳
۲۴۱	حضرت منذر کا قید کیا جانا بھی کذب ہے کہ آپ عین معرکہ میں شہید ہوئے۔	۳۵۴
۲۴۲	فریب دیہی عوام	۳۵۷
۲۴۳	فریب نمبر ۱: کہ سوا اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مصیبت میں	
	قوت نہیں پڑھتے تھے۔	۳۵۷
۲۴۴	فریب نمبر ۲: ترجمہ میں تصرف بیجا اور کلام فقہائے کرام میں من گڑھت	
	عبارتوں کا الحاق۔	۳۵۸
۲۴۵	زید کی بعض منقولہ عبارتوں کا کلام علماء میں اصلاً کہیں بھی پتہ نہیں۔	۳۵۹
۲۴۶	فریب نمبر ۳: اثبات نفی کے جلوے۔	۳۶۰
۲۴۷	صاحب ”اشباہ والنظائر“ پر افتر پردازی اور تحریف و بددیانتی۔	۳۶۱
۲۴۸	زید کی تقیہ بازی کے متعدد نمونے۔	۳۶۱
۲۴۹	جمہور علماء کی مخالفت کی بنا پر زید کی توبہ پھر توبہ شکنی۔	۳۶۲
۲۵۰	زید کی وہابیت پر متعدد دلائل و براہین۔	۳۶۴
۲۵۱	خلاصہ کلام و ترتیب مرام۔	۳۶۵



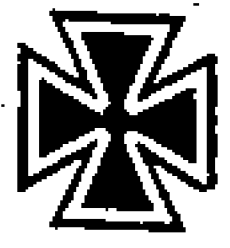
فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۳۶۶	جاہل کو مفتی بننا ہرگز حلال نہیں اور نہ عوام الناس کو اس کے فتوے پر اعتماد جائز و روا ہے۔	۲۵۲
۳۶۷	زید گمراہ اور گمراہ گر ہے اس کی اعانت کرنا ضلالت و گمراہی کی بنیاد تعمیر کرنا اور قعر مذلت میں گرنا ہے۔	۲۵۳
۳۶۷	زید سے میل جول ناجائز جب وہ از سرے نو اپنی تمام حرکات و منکرات سے تائب ہو جائے اور ایک عرصہ گزر جائے پھر اس کا اپنی توبہ پر قائم رہنا ظاہر ہو اس وقت اس سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔	۲۵۴
۳۶۸	تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ۔	۲۵۵
۳۶۸	تصدیق محدث سورتی حضرت علامہ مفتی وحی احمد صاحب پبلی بھیتی۔	۲۵۶
۳۷۰	تصدیق سراج العلماء حضرت علامہ مفتی سلامتہ اللہ صاحب رامپوری۔	۲۵۷
۳۹۳	تصدیق حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز حسین صاحب رامپوری۔	۲۵۸
۳۹۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفار خاں صاحب رامپوری۔	۲۵۹
۳۹۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی ظہورالحسین صاحب رامپوری۔	۲۶۰
۳۹۸	تصدیق حضرت علامہ مفتی خواجہ احمد صاحب رامپوری،	۲۶۱
۳۹۹	تصدیق حضرت علامہ مفتی ارشد علی صاحب رامپوری۔	۲۶۲
۴۰۰	تصدیق حضرت علامہ مفتی رکن الدین مبارک اللہ صاحب پپلسا نوی۔	۲۶۳



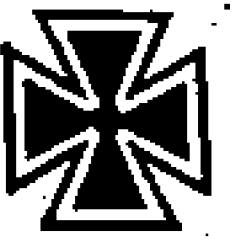
فہرست مضامین



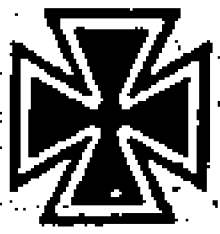
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۴۰۰	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالباقی صاحب لکھنوی۔	۲۶۴
۴۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی قیام الدین صاحب لکھنوی۔	۲۶۵
۴۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالمجید صاحب لکھنوی۔	۲۶۶
۴۰۱	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالحمد صاحب لکھنوی۔	۲۶۷
۴۰۲	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالعلی صاحب مدراسی لکھنوی۔	۲۶۸
۴۱۳	تصدیق حضرت علامہ مفتی ہدایت رسول صاحب لکھنوی۔	۲۶۹
۴۱۰	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبداللہ صاحب پٹنوی۔	۲۷۰
۴۱۱	تصدیق حضرت مفتی محمد نجم الدین صاحب دانا پوری۔	۲۷۱
۴۱۴	تصدیق حضرت علامہ مفتی وحید حنفی فردوسی عظیم آبادی۔	۲۷۲
۴۱۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی عبدالواحد قادری مجددی۔	۲۷۳
۴۱۵	تصدیق حضرت علامہ مفتی نبی بخش صاحب عظیم آبادی۔	۲۷۴
۴۱۶	تقریظ و قطع تاریخ حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء الدین صاحب پٹی بھیتی۔	۲۷۵
۴۲۰	کتاب البيوع	
۴۲۱	نفس عقد میں یہ شرط لگایا کہ نقد اتنے اور ادھار اتنے میں تو یہ بیع فاسد ہے۔	۲۷۶
۴۲۱	مشری کو قرض لیتا دیکھ کر دبا یا اور نقد قیمت سے زائد میں بیچا تو یہ بیع بلا کراہت جائز ہوئی لیکن خلاف اولیٰ۔	۲۷۷



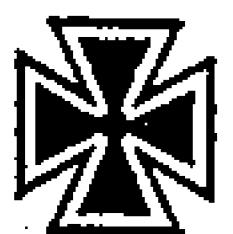
فہرست مضامین



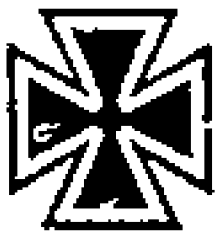
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۲۳	کتاب الحظرو الاباحۃ	✓
۲۲۴	مسلم لیگ کے زہر آلود اغراض و مقاصد کہ ”دیوبندی، وہابی، روافض و اہل سنت کے تفرقے مٹا دو!“	۲۷۸
۲۲۵	کیا سنی علماء پر فرض ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کا بھی واضح طور پر رد فرمائیں۔	✓ ۲۷۹
۲۲۷	جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔	۲۸۰
۲۲۷	حدیث پاک ”جس نے کسی مسلمان کو اذیت دیا بے شک اس نے مجھے اذیت دی۔“	۲۸۱
۲۲۸	جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔	۲۸۲
۲۳۰	مصنف کے تصلب فی الدین کی ایک عظیم مثال۔	۲۸۳
۲۳۰	مسلم لیگ قابل اصلاح ہے اس میں سینکڑوں شرعی خامیاں موجود ہیں۔	۲۸۴
۲۳۱	علیحضرت کا مصنف علیہ الرحمہ کو مولانا عبدالباری فرنگی مٹلی کی دعوت پر لکھنا ایک جلے میں بھیجا۔	۲۸۵
۲۳۲	عمل کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔	۲۸۶
	اگر ہماری کوئی منظم جماعت ہو تو اس کی آواز ملک و قوم کے کانوں تک	۲۸۷



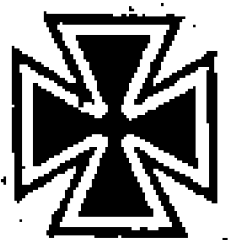
فہرست مضامین



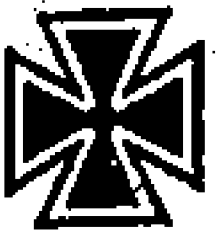
صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۳۳	ہی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں میں بھی اثر کرے گی۔	۲۸۸
	اسلام کے نام لیوا شخص اس بنا پر کہ وہ مسلمان ہیں ذبح کئے جا رہے ہیں	۲۸۹
۲۳۴	اب بھی ضرورت شرعی کا تحقق نہیں ہوتا؟	۲۹۰
۲۳۵	رورت شرعی داعی ہو تو مردار یا سور کا گوشت بقدر حاجت کھا سکتا ہے۔	۲۹۱
	ہوک و پیاس کا غلبہ اس قدر سخت ہو کہ اندیشہ ہلاکت ہو تو بقدر	۲۹۲
	زاحیات سور یا مردار کا گوشت کھانے کی رخصت ہے اگر نہ کھایا اور	
۲۳۶	اس حالت میں مر گیا تو گنہگار مرا۔	
	اگر زبان پر اجرائے کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے تو اطمینان قلب کے ساتھ	۲۹۳
۲۳۷	اجرا کر سکتا ہے۔	
	جب حضرت عمار کو کفار نے مجبور کیا تو آپ نے اپنی زبان پر کلمہ کفر کا	۲۹۴
۲۳۸	اجرا کیا مگر آپ کا قلب ایمان سے مملو تھا۔	
	علامہ مرغینانی کا قول کہ ”اللہ کے ساتھ کفر یا گستاخی رسول پر مجبور کیا	۲۹۵
	جائے اور اسے جان یا کسی عضو کے کاٹے جانے کا خوف ہو تو اسے جائز	
۲۳۹	ہے کہ جس پر مجبور کیا جا رہا ہے کرے۔	
۲۴۰	ضرورت شرعیہ سے محظورات یعنی ممنوعات شرعیہ مباح ہو جاتے ہیں۔	۲۹۶
	اگر کفار کے مذہبی میلہ مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً	۲۹۷



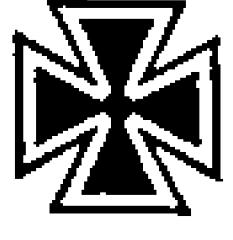
فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۲۱	جائز ہے۔	
۲۲۲	جو لوگ کسی غرض شرعی سے مسلم لیگ میں شریک ہو گئے انہیں کافر فاسق و گمراہ کہنے والا فقہ سے ناہلد ہے۔	۲۹۸
۲۲۳	مسلم لیگ میں ضرور شرعی مفاسد ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔	۲۹۹ ✓
۲۲۴	کانگریس کی شرکت کی حرمت پر ایک مدلل فتویٰ قرآنی براہین سے مزین بریلی شریف سے شائع ہوا تھا۔	۳۰۰
۲۲۵	مصنف کا تنظیم اہل سنت کے لئے بے لوث کوشش اور اسکی تخریب کاری جس کے مخرب ہمارے ہی بعض افراد تھے۔	۳۰۱
۲۲۶	کافر و فاسق، مرتد و مبتدع کو بے ضرورت ابتداً بسلام اور بلا وجہ شرعی میل جول حرام۔	۳۰۲
۲۲۷	پارلیمنٹری بورڈ کی اعانت اور اس میں شرکت جائز نہیں۔	۳۰۳ ✓
۲۲۸	جو جماعت اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کی جماعت ہو اس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں۔	۳۰۴
۲۲۹	ایکشن کی اہمیت ہرگز ناسخ احکام شرعیہ نہیں ہو سکتی۔	۳۰۵
۲۳۰	حدیث پاک ”جس سے مسئلہ پوچھا گیا اس نے بلا عذر شرعی اسے چھپایا تو اس کے منہ پر آگ کی لگام پڑھائی جائے گی۔“	۳۰۶
۲۳۱		



فہرست مضامین



صفحہ نمبر	اشارات مضامین	نمبر شمار
۲۴۸	جو حق بات کہنے سے باز رہے وہ گونگا شیطان ہے۔	۳۰۷
۲۴۹	بلا جہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینا حرام قطعی ہے۔	۳۰۸
	حدیث پاک ”جس نے کسی مسلمان کو اذیت دیا اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔“	۳۱۹
۲۵۰	زن محصنہ یعنی پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانے والے پرستی کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہو جائے گا۔	۳۱۰
۲۵۱	فتویٰ شرعیہ کی بے حرمتی کرنے والا کافر ہے۔	۳۱۱
۲۵۲	جس نے کہا ”یہ کیا شرع ہے“ وہ کافر ہو گیا۔	۳۱۲
۲۵۲	ایسے مرتد صریح کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام بالا جماع حرام ہے۔	۳۱۳

تہمت

تہمت

تہمت

تہمت

تہمت

انتساب

ترتیب و تہیض کی ہماری یہ حقیر کاوش افق اسلام پر چمکنے والے علم و

فضل کے اس

”سورج“

کے نام جسے دنیائے اسلام فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ
حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی
(متنا اللہ بطول حیاتہ) کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہچانتی
ہے۔

جن کے فیضان علمی نے مجھ ہیچ مدان کو کسی قابل بنا دیا!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نشرِ فناروقی

یکی از خدام حضور تاج الشریعہ و مرکز دارالافتاء

پیغام منانی

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مخدوم العلماء حجۃ الاسلام شہزادہ اعلیٰ حضرت جد اکرم علامہ الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں علم شریعت کی مہارت اور حدیث پاک کی تعلیم، علوم عقلیہ پر تعلیم و تدریس کا عبور اور تمام علوم دینیہ پر کامل دسترس، یہ ایسی باتیں ہیں جن کو سارے اہل علم و اہلسنت جانتے ہیں۔

حجۃ الاسلام متحدرہ ہندستان کے جید علمائے اعلام میں سے تھے جن کے علم و فضل زہد و تقویٰ کی روشنی نے پورے برصغیر میں چودہویں صدی کے نصف آخر کو روشن اور منور و مجلّی کر رکھا ہے جن کے خوان حکمت و دانائی کے ریزہ خوار اور آفتاب علم و معرفت کے مقتبس پوری دنیا میں ستاروں کی طرح روشن و منتشر ہیں، کردار سازی میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا کم ہی محروم القسمت لوگ ہوں گے جو آپ کی صحبت سے بے فیض اٹھے ہوں ورنہ جو ذرہ اٹھا آفتاب ہوا جو قطرہ چکا در شاہوار ہوا جو کلی چٹکی مشکبار ہوئی، آج پورا ہندو پاک کی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے منسلک ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے فتاویٰ کی تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم زیادہ تر آپ کی فرصت کے اوقات بھی سوال و جواب اور دینی تربیت میں ہی صرف ہوتے روزانہ زبانی طور پر سیکڑوں مسائل آپ سے خواص و عوام معلوم کرتے تھے لیکن کسی نے ان کو قلم بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی ورنہ ہمارے پاس دینی معلومات کا ایک شاندار ذخیرہ موجود ہوتا اسلئے فتاویٰ حجۃ الاسلام کی جو نقول احباب کے پاس ہیں انہیں حضرت حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ کسی طرح بھی قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن جو ہے وہ بھی ایک عظیم فقہی سرمایہ ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ میرے دادا حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فتاویٰ میرے فرزند ارجمند مولانا محمد عمران رضا خاں سمنانی میاں، مولانا نشتر فاروقی سلمہما اور ان کے احباب کتابی شکل میں منظر عام پر لا رہے ہیں ان حضرات کی کاوش سے علماء اور دیندار لوگوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا، ارکان ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی گراں بہا پیش کش پر لائق ضد تحسین و تبریک ہیں مولانا تعالیٰ ان حضرات کے ساتھ ساتھ فقیر کو بھی دین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے!

آمین و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

محمد منان رضا خاں قادری منانی

مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ عقب درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

عرض سمنانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس دنیائے رنگ و بو میں کوئی کتاب ایسی نہیں جس کی حفاظت کی ضمانت دی جا سکے۔ بجز قرآن مجید فرقان حمید کے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے تعالیٰ نے خود لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ یعنی ہم

نے اسے اتارا اور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

مولیٰ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے قرآن پاک کو قلوب انسانی میں محفوظ فرمادیا، قرآنی الفاظ اپنے وجود کیلئے صفحہ قرطاس کے محتاج نہیں بلکہ اسکا ایک ایک حرف اور ہر ہر لفظ قلب انسانی پر مرقوم ہے یہی وہ کتاب ہے جو پوری نسل انسانی کیلئے دستور حیات ہے، انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں قرآن مجید نے رہنمائی نہ فرمائی ہو اس لئے کہ قرآن کریم ہی ہر علم کا ماخذ و منبع ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں آیا:

”يَبَيِّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ“ یعنی جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔“

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں موجود نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

”وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعِلْمُونَ“ یعنی اس کی سمجھ نہیں مگر

عالموں کو۔

اس لئے فرماتا ہے:-

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ یعنی علم

والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے از خود کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں نہیں! بلکہ اس

کے متصل ہی فرمادیا:

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

إِلَيْهِمْ“ اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے

اتارا کہ لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو

ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات کبھی منتہی نہ ہوں گے۔

الغرض خدائے تعالیٰ نے ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور

رسول پر تقلید قرآن، اب ہم پر جو لازم ہے وہ تقلید ائمہ کرام ہے، ائمہ کرام نے ہماری

آسانی کیلئے تدوین فقہ فرمائی۔

علم فقہ کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس

دولت بے بہا سے سرفراز ہونے کے بعد انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی بلکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھی بھرپور کردار ادا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہو جاتا ہے، جب تک وہ علم فقہ کی دولت عظمیٰ سے مشرف نہیں ہوتا نہ صرف خود جہالت و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے بلکہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر دوسروں کو بھی غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسلام کی تبلیغ کیلئے علم فقہ کا حصول لازمی قرار دیا قرآن پاک میں فرمایا:

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ“
یعنی تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنا سکیں۔“

حدیث پاک میں بھی فقیہ کی عظمت و برتری کی جانب واضح اشارہ موجود ہے رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:

”فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد“
یعنی ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے۔“

ایک حدیث پاک میں فقہ کی عظمت کو یوں ظاہر فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ
جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا
فرماتا ہے“

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”تفقہوا قبل ان تسودوا یعنی حصول سیادت سے
پہلے فقہ (دین کی سمجھ) حاصل کرو“

فقہ اسلامی کی تاریخ، تاریخ اسلام یا نزول وحی کے دوش بدوش چلتی آرہی ہے
عہد رسالت ﷺ میں خود سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہادی برحق کی طرح
ایک فقیہ اعظم کی بھی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کوئی ایسی صورت حال پیش آتی یا ان کو کسی
معاملہ میں سرکار اقدس ﷺ کے ارشاد گرامی یا نص قرآنی تک رسائی نہ ہوتی یا اس وقت
تک کسی مخصوص صورت حال کیلئے وحی الہی کا نزول نہ پایا جاتا تو یہ حضرات سرور کونین
جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے رجوع فرماتے۔

حضور سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری سے جب مسلمانوں کو محرومی کا سامنا کرنا پڑا
تو پھر ان کے لئے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان
غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی

بن کعب، عمار بن یاسر، زید بن ثابت، حذیفہ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے مفتیان مطلق موجود تھے مسلمانان ان حضرات میں سے کسی کی طرف رجوع کرتے اور یہ حضرات نور مجسم سید عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، تقریرات یعنی احادیث کی روشنی میں ان کا فیصلہ صادر فرما دیتے صحابہ کرام کے زریں دور کے بعد تابعین ہوئے اور تابعین حضرات نے اس امر کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی کہ جیسے احادیث رسول کی تدوین کا کام شروع ہو گیا ہے اسی طریقہ پر امور شرعیہ اور مسائل فقہیہ کو بھی مرتب کیا جائے۔

اس اہم کام کی ضرورت کو سب سے پہلے ”تابعین کے سردار“ فقیہ اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس فرمایا اور آپ نے اس اہم کام کے لئے ایک ادارہ ۱۲۰ھ میں قائم فرمایا جسکو ”بیت العلماء“ کے نام سے جانا جاتا تھا جس میں حضرت ابو یوسف، امام زفر، امام محمد، حضرت حسن، شیخ طریقت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے چالیس کبار ائمہ، فقہاء شریک ہوتے تھے فقہ حنفی کی تدوین میں سب سے زیادہ حصہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے۔

امام محمد کی مؤلفہ کتب دو قسم کی ہیں ”کتب ظاہر الروایۃ یا مسائل اصول“ دوسری قسم کی کتب ”کتب نوادر“ یا ”مسائل النوادر“ کے نام سے مشہور ہیں اور دوسری قسم کی کتب میں سے ”مبسوط و جامع کبیر و صغیر و سیر کبیر و صغیر“ نے شہرت دوام حاصل کی۔

حضرات مجتہدین کے بعد فقہاء کرام کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جس نے اجتہاد نہ

کر کے متقدمین کی تائید میں عظیم فقہی کتب مرتب کیں اور اسکے ساتھ ہی فتاویٰ کی تدوین بھی ہوتی رہی، فقہ حنفی میں متقدمین نے بہت فتاویٰ لکھے اور متاخرین نے بھی لکھے۔

متاخرین فقہاء کی مشہور و معروف کتب فتاویٰ یہ ہیں:

(۱)..... فتاویٰ قاضی خان/ فتاویٰ خانہ

(۲)..... فتاویٰ ظہیریہ

(۳)..... فتاویٰ طرطوسیہ

(۴)..... فتاویٰ تاتار خانہ

(۵)..... فتاویٰ بزازیہ

(۶)..... فتاویٰ خیریہ

(۷)..... فتاویٰ عالمگیری/ فتاویٰ ہندیہ

(۸)..... فتاویٰ عزیزہ

(۹)..... فتاویٰ رضویہ

مصنف فتاویٰ رضویہ شریف مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

علیہ رحمۃ القوی کے بعد ان کے شہزادہ اکبر شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد المعروف بحامد رضا قدس سرہ العزیز فتاویٰ نویسی کے اہم منصب پر ”باضابطہ“

جلوہ فگن ہوئے۔

حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۶۲ھ تک لگاتار ۵۰ سال فتاویٰ نویسی فرمائی

یعنی حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کے دور میں ہی فتاویٰ نویسی کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا اور یہ سلسلۃ الذہب تادم حیات نہیں ٹوٹا چنانچہ اعلیٰ حضرت نے آپ کے بہت سے فتاویٰ ملاحظہ فرمائے اور داد تحسین سے نواز کر اکثر پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور اپنی نیابت اور جانشینی سے سرفراز فرمایا۔

مرجع العلماء الکرام، تاج الفقہاء العظام حجۃ الاسلام کی تاریخ ساز شخصیت عالم اسلام میں متاج تغارف نہیں، آپ علم و فضل، حسن اخلاق، عزت و عظمت، شان و شوکت، جاہ و جلال، حسن و جمال غرضکہ تمام ملی و مذہبی محاسن میں اپنی مثال آپ اور یکتائے روزگار تھے اور اپنے والد ماجد امجد الاماجد مجدد دین و ملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ القوی کے مظہر و جانشین تھے اسی لئے خود اعلیٰ حضرت نے ایک موقع پر یوں فرمایا:

”اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بنا پر حاضری سے

معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں ان کو حامد رضا

نہیں احمد رضا سمجھا جائے“ (تذکرہ جمیل ص ۱۲۲)

حجۃ الاسلام کے تفقہ فی الدین اور علمی جلالت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے اور ایسے ہی بہت سے واقعات حجۃ الاسلام کے معتمد اعلیٰ حضرت ہونے پر دال ہیں اور یہ بات تو معتمد خاص ہونے پر شاہد عدل ہے کہ ”جب لکھنؤ میں کسی سے مناظرہ و مباحثہ کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت کو مدعو کیا گیا اور وقت مانگا گیا تو آپ نے اپنی

مصرفیات کی بنا پر معذرت کر لی اور حضرت حجۃ الاسلام کو اپنا وکیل بنا کر روانہ فرمایا۔

فتاویٰ حامدیہ: حجۃ الاسلام جیسے اپنے ظاہری حسن و جمال میں بے مثال

تھے ویسے ہی ان کا قلم حق رقم بھی اپنی مثال آپ تھا، اسی قلم کے ذریعہ ”حجۃ الاسلام“ نے

دیگر معاملات (امور خانقاہ، اہتمام مدرسہ، درس و تدریس، مہمان نواز یو غیرہ) کی انجام

دہی کے علاوہ پچاس سال تک فتاویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔

ہم ان جوانہر پاروں میں سے بمشکل تمام حاصل شدہ چند ”فتاویٰ حامدیہ“ ہدیہ

ناظرین کر رہے ہیں جنہیں ان کے مجموعہ فتاویٰ کا ایک باب بھی نہیں کہا جاسکتا، آپ

کے فتاویٰ کی صحیح تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم آپ کی فرصت کے اکثر اوقات بھی دینی

و مذہبی سوال و جواب میں صرف ہوتے، کاش آپ کے فتوؤں کا ذخیرہ محفوظ ہوتا تو فقہ

حنفی کا ایک عظیم شاہکار ثابت ہوتا مگر افسوس حجۃ الاسلام کو عوام تو عوام خواص نے بھی

یکسر فراموش کر دیا اور آپ کے وہ زریں کارنامے جو ہماری نسل کے لئے مشعل راہ

ثابت ہوتے ایک قصہ پارینہ بن کر رہ گئے حالانکہ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھے۔

اہل سنت کیلئے یہ امر المیہ ہے کم نہیں کہ آپ کے رہے سہے فتاویٰ بھی منظر عام پر

نہیں آ سکے، آپ کے فتاویٰ حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا گنجینہ ہیں، بعض

فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع ہیں اور بعض فتاویٰ پر سیر حاصل کلام کر کے

نہایت تک پہنچا دیا ہے انداز بیاں عام فہم مگر دلائل کا انبار کثرت براہین آیات و

احادیث اور اقوال ائمہ سے مملو ہیں اور بہت سی جگہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ قلم حق رقم تو

مجدد اعظم امام احمد رضا کا ہے۔

چنانچہ جب میں نے ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“ کو پہلی مرتبہ دیکھا (جو آپ کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے، ارباب حل و عقد پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی کے مزخرفات کی جس نے باقاعدہ سب سے پہلے خبر لی وہ تنہا آپ کی ذات ستودہ صفات ہے) تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور میری نل رنگ رہ گئی کہ بلاشبہ اگر قاری کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس کی تصنیف ہے تو وہ اعلیٰ حضرت ہی کی تصنیف سمجھے گا کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں جو مقفی الفاظ ملتے ہیں بیعینہ اس قلم کی جولانیت و روانی آپ کے اس فتویٰ میں موجود ہے گویا آپ کے فتاویٰ الولد سرلابیہ کی سچی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

مجھ جیسے کم علم و بے بضاعت کا حضرت حجت الاسلام کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مانند مترادف ہے کہاں میں ہیچمدان اور کہاں حضرت حجت الاسلام چراغ علم و فضل کے آفتاب نیم روز جو کسی کو دیکھ کر اس پر روشن نہیں ہوا کرتا بلکہ جدھر چلا جاتا ہے ادھر اندھیرے سے اجالا اور گھٹا ٹوپ تاریکی کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

میرے پاس ”یادگار رضا“ کی کچھ کاپیاں ہیں ایک روز میں ان مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ حجۃ الاسلام کے ایک ”فتوے“ پر پڑی میں اسے دل چسپی کے ساتھ پڑھنے لگا فتویٰ پڑھنے کے بعد دل کی عجیب سی کیفیت ہو گئی دل میں شوق و اشتیاق کا ایک طوفان موجیں لینے لگا: کیا حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ اسی قدر اہم اور دلپذیر ہوں گے؟ یہ فتاویٰ منظر عام پر کیوں نہیں آئے؟ کیا ہوئے آپ کے تمام فتاویٰ؟ عجب عالم تھا دل کے ہیجان کا لیکن میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا، دل کے کسی گوشے سے امید کی ایک کرن پھوٹی، کیوں نہ آپ کے فتاویٰ کی تلاش شروع کی جائے اور زیور طبع سے آراستہ کر دیا جائے۔

جب میں نے ان فتاویٰ کا تذکرہ سیدنا الوالد امجد الامجد مجاہد اہلسنت قائد اسلام حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہم الاقدس اور استاذ گرامی حضرت العلامة مولانا حافظ وقاری محمد عزیز الرحمن صاحب منانی قادری رضوی بریلوی (وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف) سے کیا تو والد گرامی نے اظہار خوشی کے ساتھ فرمایا:

”سمنائی یہ ہمارے جد محترم حضرت حجۃ الاسلام کی عظیم علمی یادگار ہیں جس قدر بھی آپ کے فتاویٰ دیاب ہو سکیں ان کی طباعت نہایت اہتمام سے کراؤ“

جبکہ حضرت استاذ گرامی نے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا پھر میں نے اس اہم کام

کی انجام دہی کا غزم مصمم کر لیا اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی بندہ جب کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو غیبی امداد ضرور مل جاتی ہے اسی کے مصداق مجھے حضرت مولانا مفتی نشتہ فاروقی صاحب مل گئے جب اس سلسلے میں ان سے ہمارا تبادلہ خیال ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ:

”میں نے ”سوانح حجۃ الاسلام“ کی ترتیب کے دوران کچھ آپ کے فتاویٰ جمع کئے ہیں اگر آپ فرمائیں تو مزید فتاویٰ کی تلاش و جستجو شروع کر دوں مناسب سمجھیں تو ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کر لیں“

پھر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہ مجھ جیسے بے بضاعت کا کام نہ تھا اگرچہ میں نے ارادہ کر لیا تھا چنانچہ میں نے مفتی صاحب موصوف سے کہا کہ اس اہم کام کو آپ ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں لہذا یہ کام آپ ہی کریں تو بہتر ہوگا ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ ہماری اس گزارش پر انہوں نے اس عظیم کام کی انجام دہی کی ذمہ داری قبول فرمائی اور ملک کی مختلف جگہوں اور لائبریریوں کی خاک چھان کر اس مجموعے میں شامل فتاویٰ جمع کئے اور بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ اس کی تہیض و ترتیب فرمائی۔

آخر میں ہم حضرت مفتی محمد یونس رضا اویسی اور مولانا مفتی محمد احتشام الدین، مولانا محمد جمیل خاں بریلوی، حافظ وقاری ضیاء الحق صاحبان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حدیث شریف میں آیا: من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ان حضرات نے

پروف ریڈنگ وغیرہ میں ہمارا بھرپور تعاون کیا مولیٰ تعالیٰ ان سب لوگوں کو اجر جمیل اور
جزائے جزیل عطا فرمائے! آمین ثم آمین۔

ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد ”فتاویٰ حامدیہ“ کو پیش کر
کے اپنی زندگی کا احساس دلا رہا ہے اور اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے
شہزادہ اکبر کے فتاویٰ کو پہلی بار شائع کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کے
صدقہ و طفیل اسی طرح ادارہ سے اپنی رضا کے کام لیتا رہے، آمین!

بجاء سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ ازواجہ اجمعین۔

محمد عمران رضا قادری سمنانی

جنرل سیکریٹری اعلیٰ حضرت لاہور

درگاہ اعلیٰ حضرت ۳۴ رسوڈا گران بریلی شریف

حجۃ الاسلام، ایک مختصر تعارف

لارڈ اکثر محمد عبدالنعیم عزیز ایڈیٹر اسلامک ٹائمز اردو ۱۰۴ محلہ جسولی بریلی شریف
چودھویں صدی کے مجدد، مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل
بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۸۷۵ء محلہ
سوداگران بریلی شریف میں تولد ہوئے۔

محمد نام پر عقیقہ ہوا عرف حامد رضا رکھا گیا اس طرح پورا نام محمد حامد رضا ہوا، لفظ
محمد کے اعداد ۹۲ ہیں اور اس لحاظ سے عقیقہ کا یہ نام حجۃ الاسلام کا تاریخی نام بھی بن
جاتا ہے اسلئے کہ ۱۲۹۲ھ آپ کی سن ولادت بھی ہے۔

حجۃ الاسلام آپ کا خطاب ہے شیخ الانام اور جمال الاولیاء کے القاب سے بھی
آپ کو یاد کیا گیا۔

درس و تدریس :- حضرت حجۃ الاسلام نے جملہ علوم و فنون اپنے والد
گرامی سے حاصل کئے، درس کے وقت آپ کے بعض سوالات حضور اعلیٰ حضرت کو
ایسے پسند آتے کہ ”قال الولد الاعز“ لکھ کر سوال اور جواب قلمبند فرمادیتے۔

مدینہ طیبہ کے جید عالم حضرت علامہ عبدالقادر طرابلسی شامی سے حجۃ الاسلام
کا جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ اعلیٰ حضرت نے ملفوظات میں خود فرمایا۔

۱۳۲۳ھ میں حضور اعلیٰ حضرت کے دوسرے اور تاریخی حج و زیارت کے موقع پر

جب آپ پہلی بار ان کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ اعلیٰ حضرت علامہ محمد سعید البصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے، اکابر علماء نے انہیں سندیں عطا کیں حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔
 حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو خود سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سندات عطا فرمائیں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے درجہ اعلیٰ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا، آپ تفسیر ”بیضاوی شریف“ کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

بیعت و خلافت :- حضور حجۃ الاسلام کو بیعت و خلافت کا شرف نور

العارفین حضرت سیدنا ابوالحسنین احمد نوری نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے بھی جمیع سلاسل جس قدر خود ان کو اجازت تھی، اجازت

فرمائی اور تمام علوم و فنون، اور ادو اعمال اور اذکار و اشغال کا مجاز و ماذون کیا۔

حج و زیارت :- حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا

خاں صاحب علیہ الرحمہ نے پہلا حج تو اپنے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت کے ہمراہ

۱۳۲۳ھ میں کیا اور دوسری بار حج و زیارت کا شرف ۱۳۲۴ھ میں حاصل ہوا۔

آپ بھی اپنے والد ماجد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرح ہمہ وقت

مدینہ امینہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بیتاب رہتے تھے اپنی ایک نعت پاک کے مقطع

میں سرکارِ اعظم کی بارگاہ میں حاضری کیلئے اپنی بیقراری کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا

حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

اس مقطع سے جہاں آپ کی زیارتِ طیبہ کی بیتابی کا اظہار ہوتا ہے وہیں اپنے

برادرِ اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے غایت درجہ محبت اور

ساتھ میں ان کیلئے بھی حاضری کی تمنا کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

منظہرِ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام ہیں:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنے اس فرزندِ ارجمند سے بڑی محبت

تھی اور وہ ان پر بڑا ناز بھی کرتے تھے اور کیوں نہ ہو ایسا لائق و فائق، عالم و فاضل،

ادیب و خطیب، دیندار و پارسا اور حسین و جمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث و امین تھے، ان کی ہر

تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار، ان کے ہمد و ہمراز، قدم قدم پر ان کے

ساتھی اور پیروکار، ان کے دست راست اور وکیل تھے، تصدیقاتِ حسام الحرمین اور

الدولۃ المکیہ سے لے کر وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے رد اور ان کی سرکوبی نیز

بدایونیوں اور فرنگی مصلیوں کے تعاقب تک ہر موڑ پر اپنے والد گرامی کا ساتھ دیا۔

وہ تمام دینی خدمات جو اعلیٰ حضرت کے ساتھ مواجہہ اقدس میں آپ نے حرمین طیبین

میں سرانجام دیں ان کو اعلیٰ حضرت نے بیحد سراہا ہے، حضورِ اعلیٰ حضرت پوکھریا (جوابِ خلع

سیتامڑھی بہار میں اس وقت ضلع مظفر پور میں تھا) کے ایک جلسہ کیلئے حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مجھی نے دعوت دی، مصروفیت کے سبب اعلیٰ حضرت نے حضرت حجتہ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کر دیا جس میں یہ تحریر فرمایا:

”اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور

ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں یہ میرے قائم مقام ہیں ان

کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے“

اور کیوں نہ ہوا نہیں کیلئے تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے:

حامد منی انا من حامد

حمد سے ہمہ کماتے یہ ہیں

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔

اعلیٰ حضرت کا اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند اکبر سے ان کی از حد

محبت اور ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے ہی، اس میں اعلیٰ حضرت کی ایک کرامت بھی

پوشیدہ ہے، اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا کہ ان کا خاندانی سلسلہ ان کے بڑے بیٹے حامد رضا

خاں سے ہی چلے گا۔

اعلیٰ حضرت کے فرزند اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب

کے ایک ہی اولاد زریںہ ہوئی تھی جو بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی، آج اعلیٰ حضرت کا

خاندان حجتہ الاسلام علیہ الرحمہ ہی کی اولاد سے چل رہا ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے ”الاستمداد“ میں اپنے خلفاء کی فہرست حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے نام سے شروع کی اور بڑے پیارے الفاظ سے ان کو نوازا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حجۃ الاسلام کے ناموں میں اتحاد جملی ہے اسی بناء پر ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنا تعویذ حجۃ الاسلام کے گلے میں ڈال دیا، ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:

”مولوی حامد رضا خاں پسر کلاں جولائق، ہوشیار اور دیانتدار

ہیں متولی کر کے قابض و دخیل بحیثیت تولیت کاملہ کر دیا“

اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی انہیں کیلئے وصیت فرمائی، اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کیلئے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی:

”ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان

کا مرید میرا مرید، ان سے بیعت کرو“

علمی و تبلیغی کارنامے :- جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں

صاحب علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے دین متین کی تبلیغ و اشاعت، ناموس مصطفیٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبہ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر

آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو و کامران ہو کر گئے۔

اپنی صدی کے مجددان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے، ان پر ناز کیا ہے، حجۃ الاسلام نے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائے ہیں۔

گستاخان رسول و ہابیہ سے المناظرہ کئے ہیں، سیاستدانوں کے دام فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے، شدھی تحریک کی پسپائی کیلئے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد اور انسداد کیا ہے۔

مناظرہ لاہور :- ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر

۱۵ ارشوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۲ء میں لاہور میں جماعت اہلسنت اور دیوبندی جماعت کے سربراہ اور دہ لوگوں کی ایک میٹنگ رکھی گئی جو بعد میں مناظرہ میں تبدیل ہو گئی، دونوں طرف کے ذمہ داروں کی یہ خواہش تھی کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہو جائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہو جائیں۔

لہذا دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہلسنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کا، آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے، مگر ادھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے، اس موقع پر حجۃ الاسلام نے جو خطبہ دیا وہ بے مثال خطبہ تھا اور سننے والے بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

اسی موقع پر پنجابی مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، ان کے بھی چہرے دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف اشارہ کر کے) اور ان کے بھی چہرے دیکھ لو (دیوبندیوں کی جانب اشارہ کر کے) اور فیصلہ کر لو کہ حق کدھر ہے۔

اس مناظرہ کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی، حجۃ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات کا حال حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے، جس کا عکس ”دعوت فکر“ از علامہ منشائابش قصوری ص ۳۵ پر چھپا بھی ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو جب حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ شکر حیرت زدہ رہ گئے اور بیساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیے۔

اسی مناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید ایوب علی صاحب رضوی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک منقبت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے

لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا

سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رو گیا

تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا

ایوب قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر

تیرے مقابل من چلا حامد رضا حامد رضا

حجۃ الاسلام کی سیاسی بصیرت :- حجۃ الاسلام سیاستدانوں کی

چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانہ کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جدوجہد کرتے رہتے تھے ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم علماء قائدین اور دانشوروں سے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمانی کیلئے بھی تیار تھے، چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

ابوالکلام آزاد کی تھر تھر اہٹ :- بریلی شریف میں تحریک خلافت

کے اراکین نے ایک جلسہ رکھا جس میں چند علمائے اہل سنت بھی مدعو تھے اور بوقت جلسہ وہ بھی سیاسی نیتاؤں اور مولویوں کے ساتھ براجمان تھے اسی موقع پر مناظرہ کی ٹھن گئی، مخالفین کو ابوالکلام آزاد کی طلیق اللسانی اور زبان آوری پر بڑا ناز تھا، اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری علیہ الرحمہ جو اس وقت علی گڑھ یونیورسٹی میں کے شعبہ دینیات کے صدر تھے مناظر اور حجۃ الاسلام اپنی طرف کے صدر منتخب ہوئے۔

علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے سوالات کی بوچھاڑ شروع کی، حجۃ الاسلام

بیچ بیچ میں انھیں ضروری ہدایات دیتے رہے، تھوڑی ہی دیر میں ابوالکلام آزاد اور ان کے

رفقاء گھبرا اٹھے حتی کہ جس وقت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے تقریر شروع کی تو ابوالکلام گونگے بن گئے، ہر شخص اپنا اور بے گانہ متعجب تھا کہ آزاد اور ان کے رفقاء کو یہ سانپ کیوں سونگھ گیا؟ ابوالکلام اس موقع پر بید کی طرح کانپ رہے تھے۔

ابوالکلام آزاد نے ایک بار عربی زبان میں مناظرہ کا چیلنج دیا تو حجت الاسلام نے منظور کرتے ہوئے یہ شرط رکھی تھی کہ مناظرہ بے نقطہ عربی میں ہوگا، یہ شکروہ ہکا بکارہ گئے اور خاموشی سے نکل جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

مولانا عبد الباری فرنگی محلی کی توبہ: مولانا عبد الباری صاحب

فرنگی محلی پر ان کے کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بناء پر سیدنا اعلیٰ حضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرما دیا انہیں مولانا عبد الباری صاحب نے نجدیوں کے ذریعہ حرمین شریفین کے قہ جات گرانے اور ہجرت کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔

حضرت حجت الاسلام صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے چند مشہور علماء کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں عبد الباری صاحب اور ان کے متعلقین و

مریدین نے زبردست استقبال کیا، جب مولانا عبد الباری صاحب نے حجت الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جب تک میرے والد گرامی کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے آپ توبہ نہیں کر لیں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا لقب ”صوت الایمان“ تھا لہذا

انہوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کر لی اور یہ فرمایا:

”لاج رہے یا نہ رہے، میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ

کر رہا ہوں، مجھ کو اس کے دربار میں جانا ہے مولوی احمد

رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے

احکام شرعیہ اور جرح و بیباکی :- لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح

و طلاق کے معاملے میں قانون بنائے جانے کے سلسلے میں ایک کانفرنس کے موقع پر

حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا تقدس علی خاں علیہ

الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کیلئے گئے تھے، اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں

کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ

الرحمہ کے داماد بھتیجے عبدالوالی بھی تھے، حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ

پھینکا اور فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوا۔

حمایت اسلام اور شریعت مصطفیٰ و ناموس رسالت کے معاملہ میں حجۃ الاسلام

نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا، کبھی بھی کسی بھی مصلحت کو پاس پھینکنے نہیں دیا۔

مصلحانہ شان و عظمت :- ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی و قومی،

سیاسی و سماجی اور ملی و معاشی استحکام کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مراد

آباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے

فرمائی تھی اور اس موقع پر آپ نے جو فصیح و بلیغ، پر مغز و پرتدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی

بصیرت، علمی جلالت، مذہبی قیادت و سیادت اور ملی و قومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک

شاندار مثال ہے اور جس سے ان کے عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان و عظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

یہ خطبہ سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں شہزادہ حجت الاسلام مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے ”خطبہ صدارت جمعیت عالیہ“ کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خطبہ کی فوٹو کاپی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہوری نے فقیر کی درخواست پر روانہ فرمائی اور فقیر نے بحکم مخدوم مکرم موجودہ مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ادارہ سنی دنیا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

خطبہ ہذا عوام و خواص، علماء و طلبہ ہر ایک کیلئے لائق مطالعہ ہے، اس خطبہ سے حجت الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

زبان و ادب پر مہارت :- حجت الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان و ادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے ۱۳۴۲ھ میں حجت الاسلام کے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید حسن دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے :

”ہم نے ہندوستان کے اکناف و اطراف میں حجت الاسلام

جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا

عبور حاصل ہو“

حضور اعلیٰ حضرت کی عربی زبان کی کتب الدولۃ المملیہ اور کفل الفقہ الفہم کی طباعت کے وقت اعلیٰ حضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کر دیں جنہیں دیکھ کر اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے، خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

عربی دانی کا ایک اہم واقعہ: - حجۃ الاسلام کو ایک بار دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبہ کا امتحان لینے اور دارالعلوم کے معائنہ کیلئے دعوت دی گئی، طلبہ کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب نے دارالعلوم کے معائنہ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔

آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی، فارسی اور اردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں، مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام سے مکمل طور پر متعارف نہیں تھے، انہوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجئے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرمادیا، حجۃ الاسلام کے اس طرح قلم برداشتہ لکھنے پر معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کیلئے مولانا مرحوم بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے، بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے

بعد میں انہیں وہ الفاظ عرب علماء کی زبانی اور کچھ ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کر انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔

اسی لئے عرب کے بڑے بڑے علماء حجۃ الاسلام کے بازے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

ان کی عربی زبان، ان کی گفتگو اور تحریر سب کچھ اہل عرب جیسی بلکہ ان سے بہتر ہے۔

منظومات حجۃ الاسلام:۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ عربی کے زبر

دست عام، سونے کے علاوہ اردو کے بھی بہترین شاعر اور ادیب بھی تھے آپ نے حمد و نعت کے

علاوہ منقبتیں بھی کہی ہیں لیکن آپ کا دیوان آپ کی زندگی میں چھپ نہ سکا جس کی وجہ سے آپ

کے کلام محفوظ نہیں رہ سکے، صرف ایک حمد اور تین نعتیں موجود ہیں انہیں میں سے چند اشعار پیش

ہیں تاکہ شعروادب کے شائقین اور نعت خوان حضرات حجۃ الاسلام کے کلام کو ملاحظہ کریں، ان

سے محفوظ ہوں اور ایمان و عقیدہ تازہ کریں اور ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کریں۔

حمل

اللہ اللہ اللہ اللہ

دل مرا گد گداتی رہی آرزو آنکھیں پھر پھر کے کرتی رہیں جستجو

عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو نکلا اقرب ز جبل ورید گلو

اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا صاف موسیٰ سے فرما دیا لن ترا
اور انی انا اللہ شجر بول اٹھا تیرے جلووں کی نیرنگیاں چار سو

اللہ اللہ اللہ اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرما دیا اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسظام میں کون تھا کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو

اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفار ہے کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا

اللہ اللہ اللہ اللہ

نعت شریف

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دوہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گی نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرہ پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا
خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا

حضورِ روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سچ دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر آنکھیں بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

نعت پاک

محمد مصطفیٰ نورِ خدا نامِ خدا تم ہو
شہِ خیر الوریٰ شانِ خدا صلے علی تم ہو
نہ کوئی ماہ و شمس تم سانہ کوئی مہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو
حسینوں میں تمہیں تم ہونیوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوبِ خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو
انا من حامد و حامد رضا منی کے جلوؤں سے
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

نعت شریف

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشکفام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو
ان کے ہمین نور پر زلف سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو

پی کے پلا کے میکشو ہم کو بچی کچھی ہی دو
 قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو
 ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام مے نثار
 گردش چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو
 نام حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
 نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو
 تلووں سے انکے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
 ہیں یہ انہیں کی تابشیں ہیں یہ انہیں کے نام دو
 اب تو مدینے لے بلا گنبد سبر دے دکھا
 حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

تصانیف و تراجم :- حجۃ الاسلام کی تصانیف میں الصارم الربانی علی

اسراف القادیانی، سد الفرار، سلامة اللہ لا ہل النہ من سبیل العناد والفتنہ، الاجازات
 المتینہ، حاشیہ ملا جلال مشہور ہیں، الدولۃ المکیہ کا ترجمہ بھی ان کا علمی و ادبی شاہکار ہے اس
 کے علاوہ یہ مجموعہ ”فتاویٰ حامدیہ“ آپ کی فقہی شان و عظمت کا بین ثبوت ہے جسے فاضل
 نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب نے انتہائی محنت و مشقت
 اور کافی تلاش و جستجو کے بعد جمع فرمایا ہے جو اپنے آپ میں ایک عظیم کارنامہ ہے۔

نوٹ :- اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کی مشہور زمانہ کتاب ”خسام الحرمین علی

منحر الکفر والمین“ جسے انہوں نے اپنے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر ۱۳۲۲ھ کو عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اور جس پر علماء حرمین شریفین کی تقریظات و تصدیقات ہیں، اس کے ترجمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا ترجمہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے کیا ہے لیکن یہ غلط ہے اس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ یعنی ان کے بھٹلے بھائی استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

اس ترجمہ کا نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے مبین احکام و تصدیقات اعلام رکھایہ تاریخی نام ہے اور ۱۳۲۵ھ میں اس کا ترجمہ ہوا ہے، شروع سے اب تک حسام الحرمین کے جتنے بھی ایڈیشن چھپ چکے ہیں سب پر مترجم کی حیثیت سے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا ہی نام ہے یہ بھی اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں، اعلیٰ حضرت نے ”الاستمداد“ میں ان کیلئے اس طرح تحریر فرمایا ہے ع

وے حسنین وہ تقبیح ان کو

جس سے برے کھیاتے یہ ہیں

علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰ حضرت کا وصیت نامہ

بھی ”وصایا شریف“ کے نام سے مرتب کیا ہے، وصیت میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادگان کے ساتھ انھیں بھی شامل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے بیشتر کتب و رسائل انہیں کے اہتمام میں شائع ہوئے ہیں ان سے اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی بھی منسوب تھیں ان سے ایک صاحبزادی بھی تھیں جو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

فن تاریخ گوئی میں کمال :- آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کی طرح حجتہ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی تاریخ گوئی کے فن میں کمال حاصل تھا ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا عبدالکریم درس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حجتہ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ وصال ۱۳۴۴ھ

مولینا القرشی الصدیقی الکرانچوی ۱۳۴۴ھ

رحمة الله المولى تعالى برحمة واسعه ۱۳۴۴ھ

الشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم ۱۳۴۴ھ

حضرة مولینا وبکل مجد اولینا ۱۳۴۴ھ

ادخلوا خالدين بها ۱۳۴۴ھ

نمقه العبد امجانی حامد رضا ۱۳۴۴ھ

النورى الرضوى ۱۳۴۴ھ

درس عبدالکریم عبدالکریم کردجان خوش بخت تسلیم

موت العالم تمیة العالم ثمة دین احمد بے ميم

روح الراوحہ وسقاہ زاب کوثر و جعفر و تسلیم
 درس و وعظ و حمایت سنت رابدعات و طرفہ اہل حجیم
 امر معروف و نہی عن المنکر کارا و بود در حیات کریم
 درس دین بنی بگو حامد ختم شد در کراچی و التسلیم

۱۳۴۴ھ

نوری مسجد جنکشن بریلی شریف جب بن کرتیار ہوئی تو آپ نے برجستہ عربی
 میں درج ذیل تاریخیں کہیں:

انما یعمر المسجد من آمن بالله والاخری
 من بنی بنی له الله بیت در بجنۃ الماوی
 شکر الله سعی قیمہ ذی محمد رضانی رضی
 بخ لعمری بناہ ما اشمخ ارخ اسہ فایہ نجل رضی
 قلت سبحن ربی الاعلیٰ مسجد اسس علی تقویٰ

۱۳

۲۹

آپ نے اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کے وصال کے موقع پر درج ذیل
 تاریخیں کہیں:

تواریخ الوفاۃ ۱۳۴۰ھ

نور اللہ ضریح ۱۳۴۰ھ

شیخ الاسلام والمسلمین ۱۳۲۰ھ

امام ہدایۃ السنۃ الحاج احمد رضا ۱۳۲۰ھ

الہاوالبریروی القادری البرکاتی ۱۳۲۰ھ

رضی اللہ الخوز عنہ ۱۳۲۰ھ

راح شیخ الكل فی كل ۱۳۲۰ھ

مولوی معنوی قرآن زبانت ماوری ۱۳۲۰ھ

ہم اولیائی تحت قبائی لایعرفہم ۱۳۲۰ھ

مریدین، خلفا اور تلامذہ:- حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعداد یوں تو

لاکھوں میں تھی لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں، چنوڑ
گڑھ، بے پور، اودے پور، جودھپور، سلطان پور، بریلی و اطراف، کانپور، فتح پور، بنارس
اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں، کراچی اور پاکستان کے مختلف شہروں
میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

آپ کے خلفا و تلامذہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں
قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی، حضرت
علامہ محمد حماد رضا خاں قادری بریلوی، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد
گرداسپوری ثم لائل پوری، حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خاں قادری بریلوی، حضرت
علامہ محمد عنایت محمد خاں غوری، حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ محمد سعید شبلی

فرید کوٹی، حضرت علامہ احسان علی صاحب فیض پوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، حضرت علامہ ولی الرحمن پوکھر بریدی، حضرت علامہ حافظ محمد میاں اشرفی، حضرت علامہ ابوالخلیل انیس عالم صاحب بہاری، حضرت علامہ قاضی فضل کریم صاحب بہاری، حضرت علامہ رضی احمد صاحب وغیرہ سرفہرست ہیں۔

پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی بھی حضور حجۃ الاسلام ہی سے شرف بیعت و ارادت رکھتے ہیں، حضور حجۃ الاسلام اپنے تلامذہ اور خلفاء میں سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گرداسپوری سے محبت فرماتے تھے۔ حضرت علامہ سردار احمد صاحب جو میٹرک کر چکے تھے اور پٹواری کی ملازمت بھی اختیار کر لی تھی انھوں نے جب مناظرہ لاہور کے موقع پر حجۃ الاسلام کے چہرہ زیبا کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہو گئے آپ ہرزوزان کے رخ انور کی زیارت کو جلسہ گاہ میں حاضر ہو جاتے اور یک لخت حضور حجۃ الاسلام ہی کو دیکھتے رہتے۔

حضور حجۃ الاسلام کے استفسار پر انھوں نے ان کے ساتھ بریلی شریف چلنے کی تمنا ظاہر کی تو حجۃ الاسلام بکمال شفقت اپنے ہمراہ بریلی شریف لائے اور برسوں اپنی صحبت و خدمت میں رکھ کر ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ آپ ایک معمولی پٹواری سے محدث اعظم بن کر افاق عالم پر چھا گئے۔

محدث اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظر اسلام اور دارالعلوم مظہر اسلام میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں، تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے گئے اور لاکھ پور

میں ایک مدرسہ بنام ”مظہر اسلام“ قائم فرمایا اور تادم آخری وہیں دینِ متین کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کا مزار مبارک لاکل پور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حسن سیرت :- جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا وہ ہر اعتبار سے حسین تھے، صورت و سیرت، اخلاق و کردار، گفتار و رفتار، علم و فضل، زہد و تقویٰ سب میں بے مثل و بے نظیر تھے۔

حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم و کریم تھے، اپنے ہوں یا بیگانے سبھی ان کے حسن صورت و سیرت اور حسن اخلاق کے معترف تھے، البتہ وہ دشمنانِ دین و سنیت اور گستاخانِ خدا و رسول کے لئے برہنہ شمسیر تھے اور غلامانِ مصطفیٰ کے لئے شاخِ گل کی مانند چکدار و نرم خوتھے۔

شبِ برأت آتی تو سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں، خادماؤں، خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ ”اگر میری طرف سے کوئی بات ہو گئی ہو تو معاف کر دو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتا دو“ حضور حجۃ الاسلام الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اور اشداء علی الکفار و حماء بینہم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف و کرم اور محبت سے پیش آتے تھے اور لطف یہ کہ ہر مرید و شاگرد یہی سمجھتا کہ اسی سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کلکتہ کے طویل سفر سے بریلی شریف واپس ہوئے ابھی گھر پر اترے بھی نہ تھے کہ بہاری پور بریلی شریف کا ایک شخص آیا جس کا

بڑا بھائی آپ سے مرید تھا اور اس وقت بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا اس نے عرض کیا: حضور روز ہی دیکھ جاتا ہوں لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لئے دولت کدے پر معلوم کر کے واپس مایوس لوٹ جاتا تھا میرے بھائی حضور کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں چل نہیں سکتے، ان کی بڑی تمنا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کر لوں، اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے ٹانگہ رکوا کر اس پر بیٹھے بیٹھے ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں کو آوازی دی اور فرمایا کہ یہ سامان اتر والو میں بیمار کی عیادت کر کے ابھی آتا ہوں اور آپ فوراً اس شخص کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

اللہ اکبر! کلکتہ سے بریلی تک کا لمبا سفر طے کر کے کئی روز کے بعد گھر تشریف لائے، سفر کی تکان مگر اپنے آرام کا کچھ خیال نہیں فرمایا اور ایک غریب کے گھر اس کی عیادت کو اسی عالم میں تشریف لے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ایک بار انھوں نے آپ کی دعوت کی، احباب میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت پر کھانے میں نہیں پہنچ سکے ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگا کر بیوی کے ساتھ کہیں چلے گئے جو دم ختم ہونے کے بعد جب آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گھر میں تالا لگا ہوا ہے اور صاحب خانہ ندارد، آپ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے، بعد میں آپ سے ایک ملاقات میں انھوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا لیکن حجۃ الاسلام نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اپنی ہتک عزت محسوس کرنے کے انھیں الٹا مٹایا اور ان کی دلجوئی

فرمائی، یہ تھی احباب کے ساتھ آپ کی شان رحیمی و کریمی اور یہی شان ولایت بھی ہے۔
 آپ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت رکھتے تھے بلکہ
 ان کا احترام بھی کرتے تھے جبکہ بیشتر آپ سے عمر میں اور تقریباً علم میں بھی آپ سے
 چھوٹے اور کم پایہ کے تھے۔

سادات کرام خصوصاً مارہرہ شریف کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے
 اور ان کو آقاؤں کی طرح احترام دیتے تھے، حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کو
 بے پناہ انسیت و الفت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے، ان کو آپ ہی
 نے ”شبہ غوث اعظم“ کا لقب دیا تھا حجۃ الاسلام ہر جلسہ خصوصاً بریلی شریف کی
 تقریبات میں ان کا شاندار تعارف کراتے، حجۃ الاسلام کے محدث اعظم علیہ الرحمہ
 سے بھی خوشگوار تعلقات تھے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور صدر الشریعہ
 حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی کو بہت چاہتے تھے، شیریشہ اہلسنت حضرت علامہ
 محمد حشمت علی صاحب پبلی بھیتی سے بھی بڑے لطف و عنایت کے ساتھ پیش آتے تھے
 آپ نے شیریشہ اہلسنت کی شادی میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

حافظ ملت حضرت علامہ محمد عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ پر بھی آپ
 خصوصی توجہ فرماتے تھے حافظ ملت کی دعوت پر آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت مولانا حماد
 رضا خاں قادری نعمانی میاں کے ہمراہ ۱۹۳۴ء میں مبارکپور اعظم گڑھ تشریف لے گئے۔

آپ کو اپنے داماد و تلمیذ اور خلیفہ حضرت علامہ تقدس علی خاں قادری بریلوی سے بھی بڑی محبت تھی، علامہ تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔

الغرض حجۃ الاسلام کے بارے میں مختصر ایہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ زہرہ صورت اور مشتری سیرت انسان تھے۔

حسنِ صورت :- حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین و جمیل اور وجیہہ و شکیل تھے، جانے کتنے غیر مسلم حتیٰ کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کا چہرہ ہی برہان تھا اور آپ صورت و سیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت، حقانیت کی دلیل اور سچائی کی برہان تھے۔

جے پور، چٹوڑ گڑھ، اودے پور اور گوالیر کے راجگان آپ کے دیدار کیلئے بیتاب رہا کرتے تھے اور آپ جب ان راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلہ پروگرام یا مریدین و متوسلین کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے تو آپ کی زیارت کے لئے امنڈ پڑتے تھے۔

کئی بد مذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرہ زینا ہی کو دیکھ کر تائب ہوئے، آپ کو شہساری کا بھی شوق تھا آپ کی زمینداری میں اچھی نسل کے گھوڑے موجود تھے حجۃ الاسلام کی شہ سواری کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے نو جوانی کا عالم تھا، گرمی کی دوپہر میں آپ محلہ سوداگران کی مسجد کی فصیل پر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ اہلی کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے، ناگہا ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور چیلنج کرنے لگا کہ ہے کوئی جو

میرے اس سرکش گھوڑے پر سواری کر سکے؟

حضرت حجۃ الاسلام اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جست لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے، ابتداء میں تو گھوڑے نے شرارت کی لیکن آپ نے ایڑ لگا کر اسے دوڑنے پر مجبور کر دیا بالآخر گھوڑا آپ کو لے کر ہوا ہو گیا، احباب گھبرا اٹھے اور فوراً جا کر ان کے عم محترم حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو خبر کی، وہ آئے اور گھوڑے والے کو پکڑا اور فرمایا ”اگر میرے بچے کو کچھ ہو گیا تو تیری خیر نہیں“ ادھر سرکش گھوڑا حجۃ الاسلام کا مطیع ہو چکا تھا تھوڑی دیر میں وہ اس پر بڑی شان کے ساتھ سواری کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

گھوڑے کا مالک یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس نے آپ کی شہسواری کی بڑی تعریف کی اور آپ کے عم محترم سے معافی طلب کر کے چلا گیا۔

زہد و تقویٰ :- حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نہایت ہی متقی اور پرہیزگار شخصیت کے مالک تھے، علمی و تبلیغی کاموں سے فراغت پاتے ہی ذکر الہی اور اوراد و وظائف میں مصروف ہو جاتے، ایک بار آپ کے جسم اقدس میں ایک پھوڑا نکل آیا جس کا آپریشن ناگزیر تھا، ڈاکٹر نے بیہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو آپ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے کا انجکشن نہیں لے سکتا بالآخر ہوش کے عالم میں ہی دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ کسی بھی درد و کرب سے بے خبر درود شریف کا ورد کرتے رہے یہاں تک کہ آپریشن ہو گیا، یہ

دیکھ کر ڈاکٹر آپ کی ہمت واستقامت پر حیران و ششدر رہ گئے۔

حجۃ الاسلام بکثرت درود شریف کا ورد فرماتے تھے، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو سچا عشق تھا سرکار ہی کے دین کی خدمت میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا، آپ کی عزت و عظمت اور آپ سے عقیدت و محبت کو سرمایہ حیات تصور کرتے تھے اور مصطفیٰ کی عظمت و ناموس کی حفاظت و صیانت کرتے ہوئے آپ پر زندگی قربان کر دی۔

حجۃ الاسلام کو زیارت روضہ انور کی ہر دم تڑپ رہا کرتی تھی سرکار کی بارگاہ میں اپنی حاضری کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: ع

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سچ دھج یہ ہوگی حامد

خمیدہ سر آنکھیں بند لب پر میرے درود و سلام ہوگا

کشف و کرامات :- آپ کے علمی و تبلیغی کارنامے دین میں آپ کی استقامت، حق گوئی و بے باکی ہی کیا کسی کرامت سے کم ہے، آپ نائب رسول اکرم، شریعت میں نائب امام اعظم اور طریقت میں نائب غوث اعظم اور اپنے وقت کے حجۃ الاسلام تھے بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں۔

آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر نہ جانے کتنوں کو ایمان نصیب ہوا اور نہ معلوم کتنے مرتد تائب ہوئے، لیکن عوام عموماً جس بات کو کرامت کہتے اور سمجھتے ہیں یعنی خوارق عادات یا کسی ناممکن یا محال کام کو پورا کر کے دکھا دینا اس طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جس کا تفصیلی ذکر مفتی نثر فاروقی صاحب نے ”سوانح

حجۃ الاسلام“ (زیر ترتیب) میں فرمایا ہے چند واقعات یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔
 بنارس میں آپ کے تبلیغی دورے بہت ہوا کرتے تھے، یہاں کا ایک ہندو جس
 کی شادی کو برسوں ہو گئے تھے مگر کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، جب وہ اپنے پنڈتوں اور
 گروؤں سے مایوس ہو گیا تو آپ کا شہرہ سکر حاضر خدمت ہوا اور آپ سے اولاد کیلئے
 درخواست کی، آپ نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے شرط رکھی کہ اگر لڑکا ہو گیا تو
 مسلمان ہو جاؤں گا اس پر آپ نے فرمایا ”ایک نہیں دو“ اور نام بھی تجویز فرما دیا، ایک
 سال کے بعد اس غیر مسلم کے یہاں لڑکا ہوا اور اس کے چند سال بعد دوسرا لڑکا ہوا۔
 چنانچہ اولاد کی پیدائش کے بعد وہ آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور
 آپ سے مرید بھی ہو گیا، بنارس کی دعوت کا واقعہ آپ کی دعا سے پیدا ہونے والے اسی
 شخص کے بڑے لڑکے کا ہے۔



اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر حضور حجۃ الاسلام نے قبر کو ڈھکنے کیلئے
 اپنے خادم فدایار خاں سے پتھر لانے کو کہا، مگر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر لانے کو کہا
 (جبکہ ایک قبر کو ڈھکنے کے لئے ایک ہی بڑا پتھر کافی تھا)

فدایار خاں صاحب یہ سن کر پریشان ہو گئے اور وہ سمجھ گئے کہ دوسرا پتھر حضرت
 اپنی قبر شریف کیلئے فرما رہے ہیں شاید جلد ہی حضرت حجۃ الاسلام بھی پردہ فرمانے
 والے ہیں وہ غمگین ہو گئے اور عرض کی حضور دو کی کیا ضرورت ہے ایک کیوں نہ لائیں،
 اس پر حجۃ الاسلام نے فرمایا، پتھر بڑی مشکل سے ملتا ہے، بعد میں دوسرا پتھر لانے

کیلئے تمہیں ہی پریشانی ہوگی۔

اس اشارہ سے فدایار خاں صاحب اور دوسرے لوگوں کو اور بھی یقین ہو گیا کہ حضرت کو خبر ہے کہ وہ بھی جلد ہی پردہ فرمائے والے ہیں اسی لئے دوسرا پتھر لانے کو فرما رہے ہیں۔

بہر حال فدایار خاں حضرت سے معذرت کر کے ایک ہی پتھر لائے والدہ ماجدہ کے پردہ فرمانے کے کچھ ہی ایام بعد حضور حجۃ الاسلام کا بھی وصال ہو گیا اور آپ کی تدفین کے سلسلہ میں قبر شریف ڈھکنے کیلئے پتھر تلاش کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ اللہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے وصال کی خبر تھی اور یہ بھی علم تھا کہ پتھر دستیاب کرنے میں احباب کو دشواری ہوگی، یہی وجہ تھی کہ والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر اپنے لئے بھی پتھر لانے کو فرما دیا تھا، حضرت حجۃ الاسلام اللہ کے سچے ولی تھے اور انہیں اپنے مولیٰ سے قبل وصال ہی اپنے وصال کی خبر ہو چکی تھی۔ ☆

ایک بار حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے بغیر کسی پروگرام کے اچانک بنارس جائے کی تیاری شروع کر دی اور خادم کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ بنارس چلنا ہے، گھر والے بھی حیران کہ اچانک ایسی کیا بات ہو گئی کہ بنارس جانا پڑ رہا ہے لوگوں نے عرض کی حضور موسم بھی ناسازگار ہے اور ہر طرف سیلاب ہے، خصوصاً بنارس و اطراف میں سیلاب کا زیادہ زور ہے اس لئے ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے۔ مگر حجۃ الاسلام نے کسی کی نہیں سنی اور بنارس کیلئے گھر سے نکل پڑے اور ٹرین

کے بعد کشتیوں اور پالکیوں سے بنارس کے ایک غیر معروف مقام پر پہنچ گئے، حضرت کے وہاں پہنچتے ہی ایک بزرگ نے بڑی بیتابی سے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا جیسے وہ آپ ہی کے منتظر ہوں۔

حجۃ الاسلام سے ملاقات کے بعد وہ بزرگ بیٹھ گئے اور آپ بھی ان سے بہت قریب مگر مؤدب طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور پھر دونوں ایک دوسرے سے اتنا قریب ہوئے کہ ایک دوسرے سے مل گئے، اب ان بزرگ نے اپنے دامن کو تین بار حجۃ الاسلام کی طرف جھٹکا پھر حجۃ الاسلام بڑے ہی اطمینان کے ساتھ ان سے مل کر رخصت ہوئے اور بنارس میں کسی کے یہاں رُکے بغیر بریلی شریف واپس آ گئے۔

سفر میں آپ کو کوئی دقت بھی نہ ہوئی، اس دن حجۃ الاسلام نے ذکر الہی بہت دیر تک کیا جس سے آپ کے چہرے پر ایک عجیب نکھار پیدا ہو گیا، آپ تو پہلے ہی حسین اور نکھرے سنورے چہرہ والے تھے کہ دیکھنے والے فدا ہو جاتے تھے اور جانے کتنے تاریک دل ان کے چہرہ کے نور سے نور ایمان پا جاتے تھے، مگر اس روز سے نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ ان بزرگ نے آپ کو کیا دیا، کوئی خبر، کوئی پیغام یا کوئی امانت، یہ تو یہی دونوں بزرگ جانیں، ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے ایک ولی کو خبر ہوئی اور وہ دوسرے ولی سے ملنے کیلئے اچانک بہ ہزار دشواری بنارس پہنچ گیا۔

ایک واقعہ جو کراچی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے

مفسر اعظم علیہ الرحمہ حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہ، کے بڑے داماد الحاج شوکت حسن خاں صاحب نے روایت کیا وہ بھی حجۃ الاسلام کے کشف اور ان کی کرامت کی زبردست مثال ہے۔

اولاد و امجاد :- حضور حجۃ الاسلام کے دو صاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی عرف جیلانی میاں خلف اکبر، حضرت علامہ محمد رضا خاں قادری بریلوی عرف نعمانی میاں خلف اصغر اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے صاحبزادگان بریلی شریف میں ہیں آپ کی تیسری اولاد اور پہلے فرزند مفکر اسلام حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ وصال فرما چکے ہیں، تعلیمی اور تبلیغی، سیاسی اور سماجی میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

حضور مفسر اعظم کی چھٹی اولاد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی اس وقت دنیائے سنیت میں اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دینی و تبلیغی خدمات میں نمایاں شان کے حامل ہیں ۵۰، ۵۵، ۵۵، ۵۵ سال کی عمر میں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے جو ہندوپاک، نیپال و بنگلہ دیش، سری لنکا اور ہالینڈ و انگلینڈ، امریکہ و افریقہ اور عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم کے حقیقی جانشین اور موجودہ مفتی اعظم ہیں۔

مشہور اسلامی اسکالر، ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل سائنس

کالج ٹھٹھ سندھ پاکستان نے اپنی تصنیف ”اجالا“ میں آپ کے علم و فضل کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

وصال مبارک: - حضور حجۃ الاسلام اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار کے درود و سلام اور ذکر میں مشغول ہوگی روح قرب و وصال کے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محفوظ ہوگی۔

۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشاء عالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا، نماز جنازہ آپ کے تلمیذ ارشد محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب لائل پوری نے پڑھائی۔

مزار پرانوار: - حضور حجۃ الاسلام کا مزار مقدس روضہ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب ”گنبد رضا“ میں واقع زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۷ ارجمادی الاولیٰ کو ”عرس حامدی“ کے نام سے ہوتا ہے اسی موقع پر جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلباء کی دستار بندی بھی کی جاتی ہے۔

یادگاریں: - خانقاہ اعلیٰ حضرت آپ کی یادگاروں میں سے مخصوص یادگار ہے آپ نے اس کی تعمیر کرائی آپ کی تصانیف و تبرکات بھی آپ کی یادگار ہیں بیشتر تبرکات علامہ سردار احمد صاحب کے مدرسہ مظہر اسلام لائلپور پاکستان میں محفوظ ہیں۔

عبدالنعیم عزیزی

تقریب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نائب رسول اکرم جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام قطب عالم حضرت العلام مفتی محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ جن کے فتاویٰ کا مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے دنیائے اسلام میں انکا ایک عظیم مقام ہے صورت ایسی نورانی تھی کہ غیر بھی دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے اور سیرت ایسی کہ بیگانے بھی آپ کے گرویدہ اور دیوانے ہو جاتے۔

آپ کے افتاء اور تفقہ کی عظمت کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا کے معتمد خاص تھے اور ان کے دست و بازو بنے رہے۔

افتاء کا لغوی معنی ہے ”جواب دینا“ اسی معنی کے اعتبار سے بادشاہ حصہ کا یہ قول قرآن عظیم میں منقول ہے:

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْشُونِي فِي رِيَايَ“ یعنی اے درباریو

میرے خواب کا جواب دو

اور اصطلاح میں ”شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے“ کو افتاء کہتے ہیں۔

احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے:

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا

فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

يَحْذَرُونَ یعنی تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں

سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور

واپس اپنی قوم کو ڈر سنا سکیں اس امید پر کہ وہ بچیں“

اور خدائے تعالیٰ اس دولت بے بہا سے اسے سرفراز فرماتا ہے جس کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے حدیث پاک میں ہے:

”مَنْ يَرِدِ النَّاسَ بِهِ خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّينِ يَعْنِي اللَّهُ

تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے

تفقہ فی الدین عطا فرماتا ہے“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت حجۃ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو اس دولت عظمیٰ سے

بھرپور سرفراز فرمایا تھا آپ کی جلالت کو علمی دیکھ کر یہ کہنا صد فیصد درست ہے کہ خدائے

آپ کے ضمیر، آپ کے خمیر اور آپ کی شرشت و فطرت کو تفقہ فی الدین کے سانچے

میں ڈھال کر اس دنیا میں ارسال فرمایا تھا۔

چودھوی صدی ہجری میں صاحب فتاویٰ رضویہ امام اہلسنت شیخ الاسلام و المسلمین حجۃ اللہ فی الارضین مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے بعد باقاعدہ طور پر فتویٰ نویسی کا یہ اہم منصب ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شیخ الاسلام قائد اسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ اور ان کے برادر اصغر قطب عالم تاجدار اہلسنت نور الاسلام والمسلمین مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں قادری کے سپرد ہوا۔

پیش نظر ”فتاویٰ حامدیہ“ ان ہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے سائلین کے جواب میں تحریر فرمائے۔ ”فتاویٰ حامدیہ“ کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی فقیہانہ بالغ نگاہی طرز استدلال اور طریق استناد کی داد دینی پڑتی ہے آپ جزئیات کے استنباط اور طریق استدلال میں ان تمام جہات اور اصول کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک بالغ نظر فقیہ کیلئے ضروری ہے اور یہ مقام رفیع آپ کو اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فیض صحبت سے حاصل ہوا۔

آپ مسئلہ مسئلہ کے جواب میں وہی طرز استدلال اختیار کرتے ہیں اور متون مشہورہ سے جواب اخذ کرتے ہیں جو آپ کے فقیہ بے مثال والد محترم کا تھا مسئلہ کے جواب میں تفصیلی استدلال اور متون فقہ کے حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ حنفیہ کے تمام اہم متون پر تھی اور وہ آپ کو مستحضر تھے آپ جواب کو اس وقت تک ختم نہیں کرتے جب تک کہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ نہ لے لیتے۔

”فتاویٰ حامدیہ“ اس دور میں ہمارے فقہی اور دینی معلومات کے حصول کے لئے ایک اہم سرمایہ ہے مولیٰ تعالیٰ ہم کو اس عظیم سرمایہ دینی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔

مقام خوشی ہے کہ ”فتاویٰ حامدیہ“ کتابی شکل میں پہلی بار یورطباعت سے مزین ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے اور اس کی طباعت کا سہرا ”ارادہ اشاعت تصنیفات رضا“ بریلی شریف کے سرجاتا ہے یہ ادارہ قطب عالم مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا تھا، ماضی میں اس کے ذریعہ بہت ساری کتب منظر عام پر آچکی ہیں اس کے بعد یہ ادارہ نظربد کا شکار ہو گیا تھا الحمد للہ امسال اس کی نشاۃ ثانیہ حجۃ اسلام کے پرپوتے اہل علم کے قدرداں عزیز گرامی مولانا محمد عمران رضا خان قادری رضوی برکاتی کے جدوجہد سے ہوئی موصوف اس کی ترقی میں مسلسل کوشاں ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے آمین۔

محمد عزیز الرحمن منانی رضوی بریلوی
وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عمید العلماء، وحید الفقہاء، شیخ الانام، حجتہ الاسلام، حضرة العلام، الحاج الشاہ
المفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی ایک صاحب نظر مفکر،
عظیم المرتبت محدث جلیل القدر مدرس، مایہ ناز مصنف اور نکتہ رس فقیہ و مفتی تھے، آپ
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلف
اکبر اور ان کے تمام ترمیمی و مذہبی علم و فضل کے وارث و امین تھے۔

آپ کی شخصیت حقانیت اسلام کی منہ بولتی تصویر تھی یہی وجہ تھی کہ اکثر غیر مسلم
اور بیشتر گم گشتگان راہ آپ کے چہرہ انور کی تابشوں کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے
حسن ظاہری کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا ایک ہی نظر میں پکاراٹھتا تھا کہ.....
”ہذا حجة الاسلام یعنی یہ اسلام کی دلیل ہیں“

حجتہ الاسلام اپنے عہد کے لاثانی مدرس، بے نظیر محدث اور بے مثال مفسر تھے، تفسیر
و حدیث، اصول فقہ و کلام، منطق و فلسفہ، ہیأت و ریاضی و غیر ہافنون میں تو آپ کو یدِ طولی
حاصل تھا ہی آپ کا درس ”تفسیر بیضاوی، شرح عقائد اور شرح چغمنی“ بھی بہت مشہور تھا۔

آپ کے اس درس میں دور دور سے فارغ التحصیل علماء و فضلاء بھی حاضر ہوتے اور آپ سے اکتساب علم کرتے تھے، آپ کو عربی ادب میں مہارت تامہ حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ عربی میں گفتگو فرماتے تو سامعین اور مخاطب کو یہ گمان ہوتا کہ کوئی عربی النسل محو تکلم ہے چنانچہ علمائے حرمین طہیین نے ان الفاظ میں آپ کے علم و فضل اور خدا داد صلاحیت کا اعتراف کیا:

ہم نے ہندوستان کے اکناف اطراف میں حجۃ الاسلام
جیسا فصیح و بلیغ نہیں دیکھا (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ۲۸۲)

چونکہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی تھی لہذا آپ زمانہ طالب علمی ہی میں درسیات کی امہات الکتب خیالی، توضیح و تلویح، ہدایہ آخرین تفسیر بیضاوی صحیح بخاری اور ملا جلال وغیرہ پر حواشی لکھ کر اپنے والد ذیشان کے تعلیمی دور کی یاد تازہ فرمادی۔

۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء میں فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم منظر اسلام میں باقاعدہ درس و تدریس کا آغاز فرمایا اور تفسیر و حدیث کے علاوہ معقولات و منقولات میں اعلیٰ درجے کی کتابیں اس شان سے پڑھائیں کہ شاید و باید ہی کوئی ایسا پڑھائے۔

آپ اپنی درسی مصروفیت کا ذکر اپنے ایک مکتوب میں یوں فرماتے ہیں:

”اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً

فرصت نہ ملی درمیان سال میں مدرس اول دارالعلوم

منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ بھیج دئے
گئے درس فقیر کے سر رہا“ (تذکرہ جمیل ۱۸۱)

حجۃ الاسلام درس و تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی میں اپنے والد فاضل بریلوی کا بھی ہاتھ بٹاتے ان کے لئے حوالوں کی عبارتیں کتابوں سے تلاش کرتے کبھی کبھی آپ کے فتاویٰ نقل کرتے نیز آپ کی تصنیفات و تالیفات کی تہیض بھی کرتے تھے جیسا کہ ”الدولة المکیة“ سے متعلق خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا
تہیض کرتے“ (الملفوط جلد ۲ ص ۱۱)

یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ میں فاضل بریلوی کے فتاویٰ کا رنگ و آہنگ بدرجہ اتم موجود ہے آپ کے مضامین تصنیفات و تالیفات، تصدیقات و تقریظات، تمہیدات و تقدیمات کا طرز تحریر انداز بیان فاضل بریلوی ہی کی طرح محققانہ و منصفانہ ہے فتاویٰ ہوں یا دیگر تصنیفات آپ اس پر تمہید و تقریظ اردو میں نہیں بلکہ شستہ اور زواں عربی میں وہ بھی نظم و نثر دونوں میں ایسی قلم بند فرماتے کہ فصحاء عرب و عجم عیش و عشرت اٹھتے اور اسے عربی کا ایک شاہکار قرار دیتے۔

ملاحظہ ہو ”الدولة المکیة“ پر حجۃ الاسلام کی تمہید کا ایک اقتباس جو تمہید کے ساتھ ساتھ کتاب کا نہایت ہی جامع اور مختصر تعارف و خلاصہ بھی ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی آپ ہی نے فرمایا ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمد لله العلام الغيوب غفار الذنوب ، ستار
الغيوب ، المظهر من ارتضى من رسول على السر
المحجوب و افضل الصلاة و اكمل السلام على
ارضى من ارتضى و احب محبوب سيد المطلقين
على الغيوب ، الذى علمه ربه تعليما و كان فضل
الله عليه عظيما ، فهو على كل غائب امين و هو
على الغيب بضمنين و لا هو بنعمة ربه بمجنون
مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك و
الملكوت و مشاهد الجبار و الجبروت ما زاغ
البصر و ما طغى افتخروا به على ما يرى نزل عليه
القرآن تبيان الكل شئى فاحاط لعلوم الاولين
والآخريين و بعلوم لا تنحصر بحدود ينحصر دونها
العدو لا يعلمها احد من الغلمين فعلوم آدم و علوم
العالم و علوم اللوح و علوم القلم كلها قطرة من
بحار علوم حبيبنا صلى الله تعالى عليه وسلم لان

علوم ما یدریک علومہ علیہ صلوات اللہ و تسلیمہ
 ہسی اعظم رشحة و اکبر غرفة من ذلك البحر
 الغیر المتناہی اعنی العلم الازل الالہی فہو
 یستمد من ربہ و الخلق یستمدون منه فما عندهم
 من العلوم انما ہی لہ وبہ ومنہ وغنہ ۛ

و کلہم من رسول اللہ ملتئم
 غرقا من البحر اور شفا من الدیم
 و واقفون لیدیہ عند خدہم
 من نقطة العلم او من شکلة الحکم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ
 و بارک و کرم آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
 ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جتنے والا
 ہے، گناہوں کا برا بھلا، عیبوں کو بہت چھپانے والا،
 پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا اور

۱۔ مظہر کا ترجمہ ”مسلط کرنے والا“ اس لئے کیا گیا کہ ”ظہور“ یا ”اظہار“ کے صلہ میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو
 ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر
 پیارے ہیں غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو
 ان کے رب نے خوب سکھایا اور اللہ کا ان پر فضل بہت
 بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل
 نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی
 میں ہیں کہ جو ہو گذرایا آنے والا ہو ان سے چھپا ہو تو وہ
 ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عز
 وجل کی ذات و صفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ
 آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ دیکھ رہے
 ہو اس میں ان سے جھگڑتے ہو اللہ نے ان پر قرآن اتارا
 ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے
 علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور
 گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہاں میں ان
 کو کوئی نہیں جانتا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور

(بقیہ ص ۸۸ کا حاشیہ) کے صلہ میں ”علی“ آئے تو اس کے معنی ”چیرہ شدن“ یا ”چیرہ گردانیدن“ ہو جاتے ہیں یعنی

مہلٹ کر دینا یا قبضہ میں دینا کما یقال ظہر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح ۱۲ / حاد رضا غفرلہ

تمام عالم کے علم اور لوح و قلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے
 محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں
 سے ایک بوند ہیں، اس واسطے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے علوم (اور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں؟ ان
 پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر
 چلو ہیں، ان غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الہی سے تو حضور
 اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہاں حضور سے مدد
 لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور
 کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے
 آئے اور حضور سے اخذ کئے گئے ہیں۔

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر چھوٹا بڑا
 تیرے دریا سے چلویا ترے باراں سے اک چھینٹا
 ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے
 کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرے کوئی اعراب پر ٹھٹکا
 اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجے اور ان کے آل و اصحاب
 پر برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے! الہی ایسا ہی کر۔
 (الدولة المکیة بالمادة الغیبة ص)

اس کے علاوہ اس امر پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کتب ”الكفل الفقيه الفاهم، الوظيفة الكريمة، الاجازات المتينه اور دوسرے افاضل علمائے کرام کی وہ تصنیفات جن پر حجة الاسلام کی تصدیقات و تمہیدات ہیں شاہد عدل ہیں۔

حضور حجة الاسلام ایک عظیم دقیقہ رس بالغ النظر مفتی و فقیہ تھے آپ فقہ کے اصول و معانی اس کے جزئیات و مبادیات پر ملکہ راخہ رکھتے تھے فقہ حنفی کا شاید ہی کوئی ایسا باب ہو جس کے جزئیات و مبادیات، دلائل و براہین آپ کو مستحضر نہ ہوں۔
 افتاء:- افتاء کا لغوی معنی ”جواب دینے“ کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ”احکام شرعیہ بیان کرنے“ کو افتاء کہتے ہیں علامہ سید شریف جرجانی قدس سرہ ”التعريفات“ صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں:

”الافتاء بیان حکم المسئلة یعنی حکم مسئلہ بیان کرنے کو ”افتاء“ کہتے ہیں“

اللہ رب العزة نے افتاء کی نسبت اپنی طرف یوں فرمائی:
 ”يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ یعنی اے محبوب تم سے (اوگ) فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے“

مفتی:- لغت میں ”جواب دینے والے“ کو مفتی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع

میں ”احکام شرعیہ بیان کرنے والے“ کو مفتی کہتے ہیں۔

علم فقہ و افتاء اپنے اندر بے پناہ گہرائی و گیرائی اور وسعت و جامعیت رکھتا ہے ہر کس و ناکس کو یہ حق نہیں کہ وہ فقیہ و مفتی بن جائے الا ماشاء اللہ کہ یہ اسی کے فضل و کرم سے ہے وہ جس پر بارش رحم و کرم کرنا چاہتا اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے چنانچہ وجہ وجود کائنات فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا اسے دین کا فقیہ بناتا ہے“
(مشکوٰۃ شریف)

محض درسی کتب پڑھ لینے سے علم فقہ و فتویٰ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر علماء اور بیشتر اہل مدرسہ یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جو قدرے صلاحیت رکھتا ہو فتویٰ دے سکتا ہے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

”آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ

کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا“ (فتاویٰ ج ۳ ص ۵۶۵)

دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

”علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب کہ مدتہا

کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو“ (فتاویٰ جلد دہم ۲۳۱)

صحابہ کرام، تبع تابعین عظام اور ائمہ اسلام جو منصب افتاء پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے لیکن حضرت امام شافعی کے بعد کوئی بھی مفتی مطلق نہیں ہوا سب مفتی منتسب ہیں جیسا کہ ”رد المحتار“ جلد ۱ ص ۶۹ پر ہے:

”وقد اسقر رأی الاصولیین علی ان المفتی هو
 المجتہد فاما غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال
 المجتہد فلیس بمفت و الواجب علیہ اذا سئل
 ان یدکر قول المجتہد کالامام علی وجہ
 الحکایة فعرفت ان ما یكون فی زماننا من
 فتویٰ الموجودین لیس بفتویٰ بل هو نقل کلام
 المفتی لیاخذ بها المستفتی یعنی اصولیین کی رائے
 اس امر پر متفق ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے، رہے غیر
 مجتہدین جو اقوال مجتہد حفظ کر لیتے ہیں تو وہ حقیقتہً مفتی
 نہیں اور ان پر واجب ہے کہ جب ان سے سوال کیا
 جائے تو وہ اقوال مجتہد بطریق حکایت بیان کریں جیسے
 امام پس تم نے جان لیا کہ موجودین کا فتویٰ جو ہمارے
 زمانے میں ہے فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے
 جسے مستفتی کے لئے نقل کیا گیا ہے“

مگر خداوند قدوس نے انہیں بھی ایک اعتبار سے حسب درجہ قوت اجتہاد عطا فرمائی ہے کیوں کہ اس کے بغیر وہ نوزائیدہ مسائل حل ہی نہیں کر سکتے جیسا کہ علامہ شامی قدس سرہ السامی ”ردالمحتار“ جلد ثانی ص ۳۹۸ پر فرماتے ہیں:

”التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بد له من ضرب اجتہاد و معرفة باحوال الناس یعنی مسائل جدیدہ کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مفتی اجتہادی قوت کا حامل اور لوگوں کے حالات کا عالم ہو“

فقہ و افتاء کا میدان اس قدر سنگلاخ اور دشوار گزار ہونے کے باوجود حجۃ الاسلام کے فتاویٰ کا مطالعہ کرنے سے یہ امر اظہر من الشمس و ابیض من الالمس ہو جاتا ہے کہ آپ اس خاردار اور پر پیچ و پتھریلے میدان کے بھی شہسوارِ یگانہ روزگار تھے اور کیوں نہ ہوں کہ آپ ”حجۃ الاسلام“ تھے۔

حجۃ الاسلام کے نام کی مہر میں درج تاریخ ۱۳۱۲ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام اہل سنت نے اسی سال اپنے اس لائق و فائق بیٹے کو کار افتاء کیلئے تیار کر دیا تھا تو گویا حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۶۲ھ فتاویٰ نویسی فرمائی، آپ کی اس پچاس سالہ فتاویٰ نویسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس فن میں بھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کما حقہ نیابت کی ہے لیکن افسوس کہ آپ کے سارے فتاویٰ محفوظ نہ رہ سکے، کاش فقہ و افتاء اور علوم و معارف کے اس بحرِ خار کے تمام فتوؤں کا

ریکارڈ محفوظ و موجود ہوتا تو یقیناً علم دوست اور اہل ذوق خصوصاً ”ارباب افتاء“ کے لئے ایک عظیم علمی و فقہی سرمایہ فراہم ہو جاتا۔

تاہم آپ کے وہ فتاویٰ جو زمانے کے دست برد سے کسی طرح محفوظ رہ سکے نذر قارئین ہیں جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اصول فقہیہ اور فقہائے احناف کے محقق، مرجع و موثق اور مختار و مفتی بہ اقوال و ارشادات سے منور و مزین ہیں۔

اس مجموعے میں حجت الاسلام کے ۱۳ ائمہ فقہانہ شامل ہیں جن میں دو مستقل رسالے ”اجتناب العمال عن فتاوی الجہال“ اور ”الصنارم الربانی علی اسراف القادیانی“ درج ہیں۔

”اجتناب العمال“ قنوت نازلہ عند الطاعون و آفات و بلیات کے ساتھ غلبہ کفار کی تخصیص پر ایک اجہل الجہل کی ہنوت و خرافات کا چھوڑتی چٹہ ”ضروری سوال“ کا نہایت ہی فاضلانہ اور محققانہ رد ہے جس میں حجت الاسلام نے مصنف ”ضروری سوال“ کی تین جہالتیں اور تین فریب دیہیاں اور لاتعداد کج فہمیاں شمار کرائیں ہیں۔ اس فتوے میں آپ نے ہر مصیبت مثل طاعون وغیرہ کے دفع کے لئے کتب فقہیہ معتبرہ سے قنوت پڑھنے کا اثبات فرماتے ہوئے فتنہ و فساد اور غلبہ کفار کی تخصیص کا سخت رد کیا ہے۔

چنانچہ حجت الاسلام نے ”نئی شرح منیہ، شرح نقایہ بر جندی، بحر الراق، منہ الخالق، اشباہ والنظائر، مرآتی الفلاح، فتح اللہ المعین، طحاوی، در مختار“ اور مراقاة وغیرہ سے اپنا

مسلك ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”اولاً ان سب عبارات میں ”نازلہ“ بلیہ حادثہ سب لفظ
مطلق ہیں کسی میں فتنہ و غلبہ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی
زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو ”اشباہ“ میں ہے: قال
فی المصباح النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس
انتھی و فی القاموس النازلة الشديدة انتھی و فی
الصباح النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل
بالناس انتھی خود مصنف ”ضروری سوال“ کو اقرار ہے
کہ ”عند النازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے“ بایں ہمہ بر
خلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ و فساد و غلبہ
کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ ”ہر ایک نازلہ نہیں“ کلام علماء
میں تصرف بیجا ہے“

آگے آپ نے مصنف ”ضروری سوال“ کی ۳۰ جہالتوں اور بے شمار صریح
غلط بیانیوں اور گستاخیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”ضروری سوال کی ساری محنت و جانکاہی اپنے اس ادعائے
باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ و غلبہ کفار کے سوا طاعون و غیرہ
نوازل کی قنوت کذب باطل و بہتان بے ثبوت و گناہ و

بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر
 حکم تعجیل توبہ و استغفار ہے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں
 دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ لکھا کر اب
 چلتے وقت حاشیے پر ایک فائدے کا نشان دیا ”ف“ زمانہ
 طاعون میں نماز پڑھنے کی ”ترکیب“ اور متن میں لکھا: هذه
 کیفیة لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کر کے زبان
 سے کہے: نويت ان اصلي لله تعالى ركعتين صلوة
 النفل لدفع الطاعون متوجها الى جهة الشريفة الله
 اکبر پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع میں جو قنوت ماثورہ
 ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت
 اس کو یاد ہی نہ ہو تو رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي
 الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار پڑھے یہ آئیہ وافی ہدایہ
 جامع و جمیع ادعیہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب
 جانتا ہے ”چلے وہ اگلا پچھلا لکھا لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد
 نہ رہا کہ ”ضروری سوال“ کی تحریر کس غرض کے لئے تھی کس
 بات کا دعویٰ کا ہے کا انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ
 کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و

فی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یا رب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہنے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا ”بارادہ دفع طاعون یا وباء کون سی قنوت ہے“ اور جواب دیا تھا ”کہیں پتا نہیں“ اب حکم ہوتا ہے کہ ”قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے“ اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا“

مصنف ”ضروری سوال“ نے اس میں تغلیط روایت اور تصحیف عبارت کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے حجۃ الاسلام نے اپنے جواب میں اس کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

اس فتوے پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی اور محدث سورتی قدس سرہما کے علاوہ ۳ دیگر علمائے بریلی شریف ۸ فضلائے رامپور ۶ مفتیان لکھنؤ ۳ علمائے عظیم آباد ۳ فضلائے بہار شریف کی تصدیقات و مواہیر ثبت ہیں جس سے اس فتوے کی اہمیت و افادیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

”الضارم الربانی“ مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں پہلی علمی کوشش تھی حجۃ الاسلام کا یہ معرکہ الآراء فتویٰ ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں بعنوان ”فتویٰ عالم ربانی برمزخرفات قادیانی“ شائع ہوا جس نے قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دیا، اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ سال کی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی اس وقت زندہ تھا اور اپنے علمی جنازہ پر محض مرثیہ خوانی کر رہا تھا بعد

میں حجۃ الاسلام کا یہ تاریخی فتویٰ ”الصارم الربانی علی اسراف قادیانی“ کے نام سے کتابی شکل میں رضوی پریس بریلی شریف سے شائع ہوا۔

اس سلسلے میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا

تھا جس کا مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی محمد حامد

رضا خاں حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی ”الصارم

الربانی علی اسراف القادیانی“ مسمیٰ کیا یہ رسالہ حامی

سنن ماحی فتن ندوی فگن مکرنا قاضی عبد الوحید صاحب

فردوسی حین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ ”تحفہ حنفیہ“

میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع میں طبع فرمادیا۔“

حجۃ الاسلام سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک خلیفہ کے اس قول کے بارے

میں پوچھا گیا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بحسدہ العنصری ذی حیات آسمان

پراٹھائے گئے اسے آیت قطعیۃ الدلالتہ سے ثابت کریں ہم کو صرف قرآن شریف

سے ثبوت چاہئے کہ جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں۔“

اس سلسلے میں حجۃ الاسلام نے تحریر فرمایا:

”ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین

سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات

واحدیث میں نہیں مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان و امتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ: واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے، تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں، حاشا للہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن و حدیث میں نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھا دیا کہ ہم نہ مانیں گے، نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

اس کی نظیریوں سمجھنی چاہئے کہ: کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھا دو کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تو اتر کے برابر کوئی تو اتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جاسکتا ہے؟“

حجۃ الاسلام نے قرآن عظیم سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذی حیات آسمان پر تشریف لے جانا ثابت کرنے کے بعد ۴۳۱ھ احادیث کریمہ سے آپ کا قرب قیامت نزول فرمانا، دجال کو قتل کرنا اور چالیس سال تک اس دنیا میں قیام فرمانے کے بعد آپ کی وفات اور عامۃ مسلمین کا آپ کی نماز جنازہ پڑھنا ثابت کیا ہے۔
چند صفحات کے بعد یوں فرماتے ہیں:

”قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکرو کیود سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہوثبوت پیش کرے ورنہ بے ثبوت محض مردود ہے“

حجۃ الاسلام سے فارسی میں ایک سوال ہوا کہ ایک شخص نے بلا وجہ شرعی ایک مسلمان کو حرام زادہ کہا اور ایک پاکباز و محسنہ عورت پر زنا کا الزام لگایا اس پر استفتاء کیا گیا تو اس نے فتویٰ کی توہین کرتے ہوئے کہا کہ ”میں نے شریعت کے ایسے فتوے کو پھاڑ کر دریا برد کر دیا“ تو ایسے شخص کے لئے حکم شرع کیا ہے؟
حضور حجۃ الاسلام ارشاد فرماتے ہیں:

”الجواب: سب و شتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است
 حرام قطعی قال رسول الله صلى الله تعالى عليه و
 سلم سب المسلم الفسوق و شتم و اذن مسلمان را
 معصیت ست کبیرہ..... و می فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم سب المسلم کالمشرف علی الهلکة مسلم
 را دشنام دہندہ گویا در ہلاکت زنندہ..... نیز می فرماید
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی مسلماً فقد اذانی و
 من اذانی فقد اذی الله کسے کہ مسلمان را ایذا دادا
 بدولت را ایذا داد (سرت گردم و قربانت شوم) و ہر کہ ما
 بدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد (عز و جل و صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و تعالیٰ شانہ می فرماید و الَّذِینَ
 یُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیمٌ و می فرماید جل
 جلالہ: اِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی
 الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِینًا لاریب کسانیکہ
 اللہ و رسول را ایذا می دہند ایشان را لعنت کرد در دنیا و
 آخرت مہیا کردہ است فرایشان را عذاب دردناک و
 خوارکنندہ، پس از فرمان حضور ہرورد و جہاں علیہ التحیۃ

والثناء کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ حاصل شد من اذی
 مسلما فقد اذی اللہ صغری کنیم و آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ
 یُؤْذُوْنَ الْاَیَّہِ را کبری پنداریم نتیجہ ہیچہ بری خیزد کہ بر ناحق
 شاتم مسلم بلا ہائی ریزد و حین است حکم قذف محصنہ کہ بے
 حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزا لیش ہستاد درہ و نامقبول
 شہادت ابدیت بر آن طرہ، پس در صورت مستفسرہ این
 کس ناکس فاسق ست و بر فسقش خود قرآن ناطق وَالَّذِیْنَ
 یُرْمَوْنَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَأْتُوا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ
 فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ یَنْبَیْ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَہَادَةً اَبَدًا
 وَاُولَئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ
 اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ان فتاویٰ میں حجۃ الاسلام کا تحریری اسلوب صاف و سلیس اور شستہ و شگفتہ ہے
 بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر اختصار و جامعیت کا نادر نمونہ ہیں اور جہاں تفصیل فرمائی
 ہے دلائل و براہین کے موتی بکھیر کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

راقم تلاش بسیار کے بعد ان فتاویٰ کو ”خدا بخش لا بیری“ پٹنہ ”رضا لا بیری“
 رامپور کے علاوہ بعض علم دوست حضرات کی ذاتی لا بیریوں سے جمع کرنے میں بمشکل
 تمام کامیاب ہو سکا اس سلسلے میں حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی سربراہ اعلیٰ الجامعہ

الاسلامیہ رامپور کا خصوصی تعاون رہا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

ان فتاویٰ میں بعض تو بالکل ہی پڑھنے میں نہیں آرہے ہیں، بعض کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہیں اور بعض کے صفحات اس قدر بوسیدہ کہ ہاتھ لگتے ہی جھڑ جاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ ان کی تہیض نہایت ہی وقت و دشوار طلب اور وقت طلب رہی۔

ایک ایک فتوے کی تہیض، حوالوں اور سندوں کا ان کے مآخذ سے مقابلہ کرنے اور کرم خوردہ جگہوں پر مرقوم عبارتوں کی تحقیق (کہ یہاں کون سی عبارت ہو سکتی ہے) میں ہفتہ اور پندرہ دن تک صرف ہو جاتے چونکہ سیدی و مرشدی و استاذی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ کے فتاویٰ کی ترتیب بھی راقم ہی کے سپرد ہے اس کے علاوہ چند دیگر مصروفیات بھی ہیں جس کی وجہ سے چند فتاویٰ تہیض سے رہ گئے۔

ہر چند کہ یہ چھوٹا سا مجموعہ ”فتاویٰ حامدیہ“ حجۃ الاسلام جیسی عظیم اور عبقری شخصیت کے شایان شان نہیں تاہم مالا بدرد کھلہ لا یترو کھلہ کے تحت وقت پر جس قدر فتاویٰ فراہم ہو سکے انہیں محض اس ارادے سے شائع کیا جا رہا ہے کہ اس راہ میں حجۃ الاسلام کے نشان قدم مٹنے سے محفوظ ہو جائیں۔

قارئین کرام سے ہم ملتزم ہیں کہ کتاب میں ترتیب و تہیض، کمپوزنگ یا اور کسی قسم کی شرعی خامی رہ گئی ہو تو مصنف کی ذات کو اس سے مبرا سمجھتے ہوئے اسے ہماری بے بضاعتی و کم علمی پر محمول کریں اور ہمیں اس غلطی سے مطلع فرمائیں ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

ہم نے آپ کے فتاویٰ کی مزید تلاش جاری رکھی ہے اور ہمیں اللہ رب العزت اور ماہتاب رسالت ﷺ کے صدقے ان آقاؤں سے امید قوی ہے کہ تلاش و جستجو کی اس راہ پر خار میں ان کے فیوض و برکات دائمی شامل حال رہیں گے اور ان شاء اللہ الرحمن مستقبل قریب میں ہم ”فتاویٰ حامدیہ“ مکمل ترتیب و تہذیب کے ساتھ نذر قارئین کر سکیں گے اگر کسی صاحب کے پاس حجۃ الاسلام کا کوئی فتویٰ ہو تو برائے کرم ”ادارہ اشاعت تصنیفات رضا“ یا براہ راست راقم کو ارسال فرمائیں تاکہ آپ کا یہ علمی و فقہی سرمایہ یکجا ہو کر منظر عام پر آ سکے۔

”فتاویٰ حامدیہ“ کی ترتیب و تہذیب اور اس کی پروف ریڈنگ میں جن احباب نے ہمارا ساتھ دیا ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں خصوصاً برادر گرامی حضرت مولانا مفتی محمد محبوب عالم صاحب مولانا احتشام الدین صاحب منظری مولانا محمد یونس رضا صاحب اویسی، مولانا احسن رضوی، مولانا عاصم رضا، مولانا مطیع الرحمن، مولانا محمد جمیل خاں بریلوی، حافظ وقاری محمد ضیاء الحق رضوی و حافظ شاہد رضا و حافظ وقاری غلام مرتضیٰ وغیرہم کے جنہوں نے از اول تا آخر مکمل ہمارا تعاون کیا رب قدیر ان کو ان کے اس خلوص و محبت کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمارے لئے اس کتاب کو نجات اخروی کا ذریعہ بنائے!

آمین بجاہ ببر السرمیں علیہ السبحۃ (واللہ اعلم)

محمد عبدالرحیم المعروف بشیخ رواقی

بکے از خدام حضور تاج الشریعہ و مرکزی دارالافتاء

فتاویٰ حامد پر

کتاب

العقائد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
 زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی
 ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد
 جمعہ مسلمان کروں گا۔

حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہ
 سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا کر لایا
 ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے
 کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز
 امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں بینوا تو جروا۔

(الجہول رب) :- زید اور اس مولوی پر توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم، عورت نے
 زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ
 اسے مسلمان کرتا، تفصیل سے تلقین اسلام پراگروہ قادر نہ تھا تو ”کلمہ طیبہ“ تو پڑھا سکتا
 تھا، اللہ عز و جل کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا،
 یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے
 جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔

جہنمی دیر اس نے اسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ ”رضا بقاء الکفر“ کا الزام ہے، عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کرتا، زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی، اس پر اس زید سے زائد الزام ہے، زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا اور عقلاً بھی اس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کے لئے جہل اگرچہ شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔

نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً اجازت تھی۔
 ”خلاصہ“ پھر ”شرح فقہ اکبر“ علی قاری میں ہے:

”کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذهب

الی فلان العالم کفر“ یعنی اگر کسی کافر نے مسلمان

سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے کہا فلاں عالم کے

پاس جا، کافر ہو گیا۔ (فاروقی)

”شرح فقہ اکبر“ میں اس کی وجہ یہ لکھی:

”لانه رضی بقاءه فی الکفر الی حین ملازمة العالم

ولقاءه او لجهله بتحقیق الایمان لمجرد اقراره

بکلمتی الشهادة فان الایمان الاجمالی صحیح

اجماعاً وقال ابو الليث ان بعثه الى عالم لا يكفر
لان العالم ربما يحسن مالا يحسن الجاهل فلم
يكن راضيا بكفره ساعة بل كان راضيا باسلامه اتم
واكمل“ یعنی اس لئے کہ وہ اس کے کفر میں باقی رہنے
پر راضی رہا عالم سے ملازمت و ملاقات ہونے تک یا
حقیقت ایمان سے جاہل ہونے کے سبب کہ وہ تو محض
شہادت کے دو کلموں کا اقرار کرنا ہے، بے شک ایمان
اجمالی اجماعاً صحیح ہے اور فقیہ ابواللیث نے کہا کہ اگر عالم
کے پاس بھیجا تو کافر نہ ہوا اس لئے کہ عالم بہتر طریقہ
اپناتا ہے جو جاہل نہیں کر سکتا تو گویا وہ راضی نہیں ہوا ایک
ساعت کے لئے بھی اھی کے کفر پر بلکہ وہ راضی ہے اس
کے ایمان کے تمام و کمال پر۔ (فاروقی)

”مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر“ میں ہے:

”کافر جاء الى رجل وقال اعرض على الإسلام
فقال اذهب الى فلان يكفر وقيل لا يكفر“ یعنی
کوئی کافر ایک شخص کے پاس آیا اور کہا: مجھ پر اسلام پیش

کر تو اس شخص نے کہا فلاں کے پاس جا، تو کفر کیا اور
بعض نے کہا کفر نہیں کیا۔ (فاروقی)

”نور ایضاح“ اور اس کی ”شرح مراقی الفلاح“ میں ہے:

”يجوز قطعها بسرقة ما يساوي درهما او طلب
منه كافر عرض الاسلام عليه“، یعنی جائز ہے اس
کا ہاتھ کاٹنا چوری کے سبب اگرچہ ایک ہی درہم کے برابر
ہو یا اس سے کافر کے مطالبے کے سبب کہ اس پر اسلام
پیش کرے۔ (فاروقی)

حاشیہ علامہ ”طحطاوی علی المراقی“ میں ہے:

”انما ابیح له البقاء فی الصلاة لتعارض عبادتین
ولا یعد بذلك راضیا ببقائه علی الکفر بخلاف
ما اذا اخره عن الاسلام وهو فی غیر الصلوة“، یعنی
مباح ہے اس کے لئے نماز میں قائم رہنا دو عبادتوں کے
معارض ہونے کی وجہ سے اور اس پر الزام نہیں عائد ہوگا
اس کے بقاء علی الکفر پر راضی ہونے کا، بخلاف اس کے
کہ وہ تاخیر کرے اس پر اسلام پیش کرنے میں درآں

حالے کہ وہ نماز میں نہ ہو۔ (فاروقی)

امام ابن حجر مکی ”اعلام الاعلام بقواطع الاسلام“ میں فرماتے ہیں:

”ومن المکفرات ایضا ان یرضی بالکفر ولو

ضمناً کان یسأله کافر یرید الاسلام ان یلقنه کلمۃ

الاسلام فلم یفعل او یقول له اصبر حتی افرغ من شغلی

او خطبتی لو کان خطیباً“ یعنی کفریات میں سے یہ بھی

ہے کہ وہ راضی رہے کفر پر اگرچہ سوال ہی کہ ضمن میں ہو،

(مثلاً) کافر نے سوال کیا کہ وہ اسلام لانے کا ارادہ رکھتا

ہے تو وہ اسے کلمۃ اسلام تلقین کرے، تو اس نے

ایسا نہیں کیا یا اس نے یہ کہا کہ تو صبر کر یہاں تک

کہ میں اپنے کام سے یا خطبے سے فارغ ہو جاؤں

اگر خطیب ہو۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

”لو قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال

حتی اری او اصبر الی البغداو طلب عرض

الاسلام من واعظ فقال اجلس الی اخر المجلس

کفر وقد حکینا نظیرها عن المتولی "یعنی
 اگر کافر نے مسلم سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے
 کہا دیکھ لینا یا کل تک انتظار کر، یا کافر نے مطالبہ کیا اسلام
 پیش کرنے کا واعظ سے تو اس نے کہا بیٹھا رہ اختتام مجلس
 تک تو کافر ہو گیا۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"قال له کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری
 صفة الايمان او قال لذهب الی فلان الفقیه (الی
 قوله) ما ذکره فی المسئلتین الأولتین هو المعتمد
 کما قد متہ بمافیہ لما مرانہ متضمن ببقائه علی
 الکفر ولو لحظبة والرضا بالکفر کفر "یعنی اس سے
 کافر نے کہا مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے کہا: میں صفت
 ایمان نہیں جانتا یا یہ کہا کہ فلاں فقیہ کے پاس جا تو یہ شامل
 ہوگا اس کے بقا علی الکفر پر رضا کو اگرچہ ایک ہی لمحہ کے لئے
 ہو اور رضا بالکفر کفر ہے۔ (فاروقی)

دونوں پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔

”مجمع الانہر“ میں فرمایا:

”ماکان فی کونہ کفر اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید
النکاح و بالتوبة الرجوع عن ذلك احتیاطاً واللہ
تعالیٰ اعلم“ یعنی ہر وہ بات جس کے کفر ہونے میں ائمہ
کا اختلاف ہے احتیاطاً اس کے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ
و رجوع کا حکم دیا جائے گا۔ (فاروقی)

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب
نہیں اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر وجوب غسل میں اختلاف روایت
ہے، ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔

”ملتقى البحار“ اور اس کی شرح ”مجمع الانہر“ میں ہے:

”يجب على من اسلم جنبا في رواية عن الامام

يجب عليه الغسل اذا اسلم جنبا و وجوبه بارادة

الصلوة وهو عندها مكلف فصار كالوضوء ولان

الجنابة صفة مستدامة ودوامها بعد الاسلام

كانشائها فيجب الغسل والاندب اي ان اسلم

ولم يكن جنبا فان الغسل مندوب له "يعني واجب

ہے اس پر غسل جو حالت جنب میں اسلام لائے اور ایک

روایت میں امام سے ہے کہ اس پر غسل واجب ہے جبکہ

وہ حالت جنب میں اسلام لایا اور یہ وجوب ارادۂ نماز کی

وجہ سے ہے اس لئے وہ شرعاً مکلف ہے تو یہ وضو ہی کی

طرح ہو گیا اس لئے کہ جنابت صفت مستدامہ ہے اور

اس کی ہمیشگی بعد اسلام اس کے انشاء کی طرح ہے تو غسل

واجب ہے ورنہ مستحب یعنی اگر اسلام لایا اور جنبی نہیں

ہے تو غسل اس کے لئے مندوب ہے۔ (فاروقی)

اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے بعد بھی اس پر غسل

فرض بتانا عجیب ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب

سے توبہ و رجوع لازم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جواب حق و صواب و مجیب مصیب و مثاب ہے بلاشبہ و صورت مستفسرہ میں جب کہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کر لے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی تھی؟

آہ! مفتی نے اتنی دیر اسے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا و العیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ ہا لکہ پیش آ جاتا اور عورت مر جاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کر دیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہو کر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہو جاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔

ان مفت کے مفتی صاحب کو بفرض غلط اگر تلقین اسلام سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھاتے کیا چھین پہر لگتے تھے؟ کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل و اہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔

پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گزارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہے

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟

اعوذ باللہ من ہمزات
یعنی اللہ کی پناہ شیطان کے وسوسوں
الشیاطین وان یحضرین
سے اور اس سے کہ وہ پاس آئیں۔

یہ عجیب منطق الطیر ہے ع

بریں عقل و دانش بیاہد گریست

غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے، بغیر غسل
اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر و حرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر
اس پر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر
تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی پھر اتنا وقت بھی
تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتی!

لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہو کر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل
فرض، وہ عورت نہا کر پاک ہو کر قبول اسلام کے لئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون
حدیث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبروتی حکم جڑ دیا گیا۔

عامہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہا لیا اور پاک ہو کر
قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں صرف نظافت کے لئے نہا لے تو اچھا ہے
محبوب و مندوب ہے فرض نہیں۔

”در مختار“ میں ہے:

”ان اسلم طاهر او بلغ بالسن فمندوب“ یعنی
اگر اسلام لایا یا پاکی میں یا بالغ ہوا تو اسے غسل
مندوب ہے۔ (فاروقی)

علامہ شامی نے فرمایا:

”ای من الجنابة والحیض والنفاس بان كان
اغتسل او اسلم صغیرا فتامل“ یعنی جنابت اور
حیض و نفاس سے پاک ہو کر بعد غسل اسلام لایا، یا نا
بالغی کی حالت میں اسلام لایا تو اس پر غسل مندوب
ہے۔ (فاروقی)

پھر علامہ عبدالغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی در بارۃ اغتسالات اربعہ مذکورہ

میں فرمایا:

”حاصله انهم صرحوا بان هذه الاغتسالات
الاربعة للنظافة لا للطهارة یعنی نہا کر اسلام لانے اور
پورے پندرہ برس کا ہو کر بالغ ہونے اور نماز جمعہ و نماز
عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے

نہ بضرورت طہارت“

علمائے کرام نے سولہ چیزیں گنائیں جن کے بعد غسل مستحب فرمایا، ایک انہیں میں سے یہی قبول اسلام بطہارت ہے اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت۔

”مراقی الفلاح“ اور ”نور الایضاح“ میں ہے:

”ویندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئاً لمن

اسلم طاهراً الخ“ یعنی غسل مندوب ہے سولہ

چیزوں میں انھیں میں سے یہ قبول اسلام بطہارت کے

بعد غسل ہے۔ (فاروقی)

اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا:

”لمن اسلم طاهراً ای عن جنابة و حیض و

نفاس للتنظیف عن اثر ما کان منه“ یعنی جو پاک

ہو کر اسلام لایا یعنی جنابت سے اور حیض و نفاس سے

پاک ہو کر مزید پاکیزگی کے لئے۔ (فاروقی)

طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلمہ نہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں

سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا، بہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالہ حدیث حکمی

نہیں ہوتا جنابت و حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے
حرام ہے؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

بالجملہ ظاہراً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی و معظی امام مرتکب
حرام اور مستحق آثام اس پر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و
صواب بلا شک و بلا کلام واللہ الموفق المنعم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد حامد رضا غفرلہ قادری نوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رساله

الصارم الرباني

على

أسراف القادري

مسئلہ از: سرساوہ ضلع سہارنپور، مرسلہ یعقوب علی خاں کلارک پولیس

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

قبلہ و کعبہ ام مذطلہ بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کے اس قصبہ
سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو ”نائب مسیح“ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح
موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے۔

پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں
ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے
مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے
مشرف ہوں گا اور در صورت تاخیر کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا اور وہ اپنی راہ
پر لے آئے گا زیادہ حداد!

تحریر یہ ہے

”ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ
ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ
گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی

طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پڑے؟ بس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی مناسبت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحسدہ العنصری ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کریں گے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدا تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر دے گا؟ تو پہلے تو کوئی آیت بشرط متذکرہ بالا ہونی چاہئے اور بعد اس کے کوئی حدیث، تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ ”حیات“ ہو خواہ وہ کسی صیغے سے

ہو یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام کی حیات پر گفتگو کرتے ہیں اور ”متوفیک
 و فلما توفیتی“ دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دونوں
 آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم و ابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سمند
 میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں۔
 اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی
 یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہوں
 اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائیے اور
 دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو
 صرف ”قرآن شریف“ سے ثبوت چاہئے جس
 تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ
 ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن
 شریف میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی آیت
 اور نہیں ہے تو وجہ فقط بنیوا تو جروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الذین کذبوا بآیاتنا
واستکبروا عنها لا تفتح
لهم ابواب السماء
الحمد لله الذی خلق
عبده وابن امته عیسی
ابن مریم رسول اللہ
بکلمۃ منه وجعله فی
البدء مبشراً برسول یأتی
من بعده اسمہ احمد
فی الختم ناصراً لملته
اماماً من امته نائباً عنه
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی سائر انبیاءہ وکل
محبوب لدیہ وعلیناہم

یعنی بے شک وہ جو ہماری نشانیوں
کو جھٹلاتے ہیں اور اکڑتے ہیں ان
کے لئے آسمان کے دروازے نہیں
کھولے جائیں گے اور تمام تعریفیں
اس کے لئے جو اپنے بندے اور اس
کی امت کا بیٹا عیسیٰ ابن مریم علیہما
الصلوة والسلام اللہ کے رسول کو پیدا
فرمایا بولتا ہوا اور ان کو خوشخبری سنانے
والا اپنے بعد اس رسول کی آمد کی جن
کا نام نامی اسم گرامی ”محمد“ (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور آخر میں ان
کے ملت کی مدد کرتے ہوئے ان کی
امت کی امامت کرتے ہوئے رسول
اللہ کی نیابت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ
درود بھیجے ان پر اور تمام نبیوں پر اور ہر

اس پر جوان کا پیارا ہے اور ان کے
طفیل ہم پر بھی قیامت تک آمین
آمین اے! سارے جہاں کے مالک
اسے کہا محمد نے جسے حامد رضا قادری
بریلوی کہا جاتا ہے اللہ اسے بخشے اور
اسے تمناؤں کی ان گھاٹوں پر اتارے
جہاں سے وہ سیراب ہو۔ (فاروقی)

الی یوم الدین آمین آمین
یارب العلمین قال الفقیر
محمد المدعو بحامد
رضا القادری البریلوی
غفر له الله تعالى له
واورده من مناهل المنی
کل مورد روی.

الجبور رب اللہم ہدنیۃ الرحمن والصور

برادران مسلمین حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین حفظنا موس وحفظ
جان وحفظ جسم وحفظ مال میں سب مؤمن و کافر ہمیشہ ساعی و سرگرم رہتے ہیں،
اللہ عز وجل کو یاد کر کے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین بھی صرف
کیجئے کہ یہ سب سے اہم یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزان
عقل و انصاف میں تول کر حق و ناحق کی تمیز کیجئے فضل الہی عز وجل سے امید
واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت کی ظلمت
دھواں ہو کر اڑ جائے گی۔

مخالفین اگر برسر انصاف آئیں فہو المراد ورنہ آپ تو بعنایت الہی راہ حق پر

ثابت قدم ہو جائیں گے وباللہ التوفیق میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہو اور صواب لائح:

واللہ المعین وبہ یعنی اللہ ہی مددگار ہے اور ہم اسی سے

نستعین۔ مددے طلب گار ہیں۔ (فاروقی)

مقدمہ اولیٰ:- مسلمانوں! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا

ہوں جو خود قرآن مجید و حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔

اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا:

”تَبَيَّنَّا لِكُلِّ شَيْءٍ (یعنی) جس میں ہر چیز کا روشن بیان“

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

”وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعِلْمُونَ (یعنی) اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو“

اس لئے فرماتا ہے:

”فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (یعنی) علم

والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو“

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں،

نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا:

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (یعنی)

اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو

لوگوں سے (اس کی) شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان
کی طرف اتاری گئی“

اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے، ان دو آیتوں کے اتصال
سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الہی کا منتظم فرمادیا کہ: اے جاہل و تم کلام
علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالم و تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں
آئے غرض ہم پر تقلیدائتمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن:

وَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اور اللہ

والحمد لله رب العلمین ہی کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے

امام عارف باللہ عبد الوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب ”میزان
الشریعة الکبریٰ“ میں اس معنی کو جا بجا بتفصیل تام بیان فرمایا ازاں جملہ فرماتے ہیں:

”لو لا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصیل

بشریعة ما اجمل فی قرآن بقی علی عجالہ کما ان

الاثمة المیجتہدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنة

لبقی علی اجمالہا و کذا الی عصرنا ہذا پس اگر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات

قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور

اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث

یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے زمانے تک کہ اگر کلام
ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت
نہ رکھتے۔“

تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ
ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لئے قرآن عظیم کی
نسبت ارشاد فرمایا:

”يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اللَّهُ تَعَالَى اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ
بِهَيْتَرٍ كَوَافِرًا كَرْتًا وَبِهَيْتَرٍ كَوَافِرًا عَطَا فَرَمَاتَا هِيَ“

جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص
اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہے ضلالت
میں گرتے ہیں اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سَيَأْتِي نَاسٌ يَجَادِلُونَكُمْ بِشَبَهَاتِ الْقُرْآنِ فَخَذُّوهُمْ
بِالسَّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السَّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ
(یعنی) قریب ہے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم سے
قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں
حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے
ہیں رواہ الدارمی ونصرا المقدسی فی الحجۃ

واللکائی فی السنة وبن عبدالبر فی العلم وابن ابی
 زمنین فی اصل السنة ولداری و الدارقطنی و
 الاصبہانی فی الحجۃ ابن النجار (یعنی دارمی نے اور
 نصر مقدسی نے ”حجۃ“ میں اور لاکائی نے ”سنة“ میں اور ابن
 عبدالبر نے ”العلم“ میں اور ابن ابوزمین نے ”اصول السنة“
 میں اور دارقطنی اور اصبہانی نے ”حجۃ“ میں اور ابن نجار نے
 اس حدیث پاک کو روایت کی۔ (فاروقی)

اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
 ”الحدیث مضلۃ الا لفقہاء (یعنی) حدیث گمراہ کر دینے
 والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو“

توجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث
 مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر قرآن و
 حدیث سے اخذ کرنا چاہے بھکے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی
 ضلالت میں پیاسا مرے گا تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے
 کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہئے جان لو یہ گمراہ
 ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں تو قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بددین

دین خدا کا بد خواہ ہے، پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت ”فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ“ (یعنی اے لوگو! علم والوں سے پوچھو) کا مخالف مستکبر اور دوسرا طا کفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت ”لَتَبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ“ (یعنی لوگوں کو اس کی شرح بیان فرما دیں جو ان کی طرف اترا) کا منکر ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخزولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

”الاسألو اذا لم يعلموا فانما شفاء العی السؤال کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ (یعنی اس حدیث پاک کو امام ابو داؤد نے حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ فاروقی) اور دوسرے طا کفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

”الا انی اوتیت القرآن ومثله معه الا یوشک رجل شعبان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوه وما وجدتم فیہ من حرام فاحرموه وان ما حرم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کما حرم اللہ (یعنی) سن لو مجھے

قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی رواہ
 الاثمة احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن
 ماجہ عن المقدم بن معديکرب ونحوه عندهم ما
 خلا الدارمی وعند البيهقي في الدلائل عن ابي رافع
 وعند ابي داؤد عن العرباض بن سارية رضي الله
 تعالى عنهم“ (یعنی اس حدیث پاک کو امام احمد، امام
 دارمی، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت
 مقدم ابن معديکرب سے روایت کیا اور ایسے ہی ان کے
 نزدیک سوائے دارمی کے اور امام بیہقی کے نزدیک ”دلائل“
 میں حضرت ابورافع سے اور ابوداؤد کے نزدیک عرباض ابن
 ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ فاروقی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں
 ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا

اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دار و مدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانا نہیں حضور کی روشن حدیثیں ان کے مرد و خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں اسی لئے اپنی بگڑی بنانے کو پہلے ہی دروازے بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سٹو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں این و آں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا، اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔

”كَانَهُمْ حُمْرٌ مُّسْتَفِرَّةٌ فَفَرَّتْ

یعنی گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے

ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں (کنز)

مِنْ قُصُورَةٍ“

اول تو حدیثوں ہی کے آگے انھیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے
 اور وہاں کچھ چوں و چرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے
 کہ پھر انھیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا اماموں کو نہیں مانتے
 اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انھیں لئے پھرتا ہے
 اور قرآن و حدیث و ائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا ولا حول ولا قوة الا باللہ
 العلی العظیم

یہ نفیس و جلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو ہر جگہ کام آئے گا اور باذن اللہ تعالیٰ
 ہزار گمراہیوں سے بچائے گا۔

یعنی کیوں نہیں کہ وہ سیدنا والد العلام
 مقدم المحققین الاعلام مدظلہ العالی الی
 یوم القیام کے افادات کے جواہر کی
 کلیوں میں سے ہے جو ان کی کتاب
 مستطاب "البارقة المشارقة"
 علی مارقة المشارقة" میں ہے اور
 اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو سارے
 جہان کا رب ہے۔ (فاروقی)

کیف لاوانہ من زواہر
 جواہر افادات سیدنا
 الوالد العلام مقدم
 المحققین الاعلام مدظلہ
 العالی الی یوم القیام فی
 کتابہ المستطاب البارقة
 المشارقة علی مارقة المشارقة
 والحمد لله رب العلمین

مقدمہ ثانیہ:- مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

اوّل:- ضروریات دین جن کا منکر کافران کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث

متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کو گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم:- ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت جن کا منکر گمراہ بد مذہب ان

کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے اگرچہ با حتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔

سوم:- ثابتات محکمہ جن کا منکر بعد وضوح امر خاطی و آثم قرار پاتا ہے ان

کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی جبکہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضحک

کردے یہاں حدیث آحاد صحیح یا حسن کافی اور قول سواد اعظم و جمہور علماء سند وانی فسان

ید اللہ علی جماعۃ (یعنی بے شک اس جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے)۔

چہارم:- ظنیات محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے ان کے لئے

ایسی دلیل ظنی بھی کافی جس نے جانب خلاف کے لئے گنجائش بھی رکھی ہو۔

ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک

مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

گرفرق مراتب کنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ یعنی ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں۔

مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن و حدیث میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان و امتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ:

”واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم

الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر

ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے“

تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں
حاشا للہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر تو جب ضروریات دین ہی
کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن و حدیث میں نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے
کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت
ہے یا صریح ضلالت؟

اس کی نظیریوں سمجھنا چاہئے کہ: کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید
کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھاؤ کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے
کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب
دیا جاسکتا ہے؟

شرع میں نسب شہرت و تسامع سے ثابت ہو جاتا ہے بالخصوص قرآن مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت شیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں مانتا ہمیں خاص قرآن میں دکھا دو کہ ان کی رحلت ہو چکی ”سَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ“ فرمایا ہے مات یحییٰ کہیں نہیں آیا تو اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت و حیات کا ذکر فرمایا جو خاص یحییٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے انتقال و زندگی کا ذکر ہوتا بلکہ قرآن نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے اور باقی کو فرما دیا:

”وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ بِهِتِ انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا“

تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی یونہی موت یحییٰ یا حیات عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہو سکتی عقل و انصاف ہو تو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہو گئی اور جنون و تعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ :- جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمے

ہوتا ہے آپ اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے وہ پاگل و مجنون کہلاتا ہے یا مکار پر فنون و هذا ظاہر جداً۔

مقدمہ رابعہ :- جو جس بات کا بدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق

بحث کی جائے گی خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اسے مفید نہیں نہ ثابت ہو تو اس کے
 خصم کو مضر نہیں ایسی بات میں اس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا اور مکر کی چال کھیلنا
 اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا ٹھیلنا ہوتا ہے۔

مثلاً زید مدعی ہو کہ میں قطب وقت ہوں اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے اور
 بحث چھیڑ دے کہ اس زمانے کے جو قطب تھے ان کا انتقال ہو گیا اس عیار سے یہی کہا
 جائے گا کہ اگر ان کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت اور تجھے کیا
 نافع تیرے خصم کو کیا مضر ہوا کیا ان کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے
 تو اپنے دعوے کا ثبوت دے ورنہ گریبان ذلت میں ڈال کر الگ بیٹھ۔

مقدمہ خامسہ :- کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری

کو محال نہیں کر سکتا۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

”أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا ج

قَالَ أَنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ

ثُمَّ بَعَثَهُ ج قَالَ كُم لَبِثْتُ ج قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ج

قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

يَتَسَنَّه ج وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ

وَأَنْظُرَ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ تُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهُمَا الْحَمَاءَ
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَقْبَالَ أَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ گری ہوئی تھی اپنی
چھتوں پر بولا کہاں جلائے گا اسے اللہ بعد اس کی موت کے
سو اسے موت دی اللہ نے سو برس پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا تو
ہاں کتنا ٹھہرا بولا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا بلکہ تو
یہاں ٹھہرا سو برس اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو (جو دوروز
میں بگڑ جانے کی چیز تھے وہ اب تک) نہ بگڑے (اور دیکھ
اپنے گدھے کو) (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) اور تا کہ ہم
تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لئے (کہ اللہ تعالیٰ یوں مردوں
کو جلاتا ہے) اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر انھیں اٹھاتے
پھر گوشت پہناتے ہیں جب یہ سب اس کے لئے ظاہر ہو گیا
(اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اس کے گدھے کی گلی
ہوئی ہڈیوں کو درست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کر دیا)
بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے“

اس کے بعد رب جل وعلا نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ذکر فرمایا ہے
کہ انھوں نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا! حکم

ہوا چار پرندے اپنے اوپر بلا لے پھر انھیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزاء رکھ دے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا ہی کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے سب خلط ملط کئے اور اس مجموعہ مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے، حکم ہوا انھیں بلا تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی، ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست پروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا میں باہم ملتا اور پورا پرند بن کر زندہ ہو کر ان کے پاس دوڑتا آ رہا ہے۔

تو جب پرند چرند مر کر دنیا میں پھر پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہما الصلوٰۃ والسلام سو برس موت کے بعد دنیا میں پھر تشریف لا کر ہادی خلق ہوئے تو اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو تو یہ ان کے دوبارہ تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہو سکتا ہے۔

یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے رب کو قادر مطلق مانتے اور اس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں نیچری ملحدوں کا ذکر نہیں جن کا معبودان کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ ان کے ساختہ نیچر کے خلاف دم نہیں مار سکتا جو بات ان کی ناقص عقل، معمولی قیاس سے باہر ہے کیا مجال کہ ان کا خدا کر سکے ان کے نزدیک قرآن مجید کے ایسے ارشادات معاذ اللہ بناوٹ کی کہانیاں ہیں کہ گڑھ گڑھ کر من سمجھوتے کو بنائی گئی ہیں۔

تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُ
الظَّالِمُونَ غُلُوًّا كَبِيرًا ۝
قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝
بَلْ لَعْنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ
فَقِيلَ مَا يُوْمِنُونَ ۝ وَسَيَعْلَمُ
الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ
يَنْقَلِبُونَ ۝

اللہ کو برتری ہے ان ظالموں کی باتوں
سے بڑی برتری، اللہ انھیں مارے
کہاں اوندھے جاتے ہیں، بلکہ اللہ
نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے
سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے
ہیں اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم
کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

اب فقیر غفرلہ المولی القدریان مقدمات خمس سے منکر شمس کے حواس خمسہ
درست کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانب جواب عطف عنان اور چند تنبیہوں میں حق واضح
کو ظاہر و بیان کرتا ہے۔

تنبیہ اول :- سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علی نبینا الکریم و علیہ سائر الانبیاء و بارک و سلم کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں۔
مسئلہ اولی :- یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ ان کے رب جل
و علا نے انھیں مکر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اٹھالیا اور ان کی
صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملا عنہ نے ان کے دھوکے میں اسے سولی دی یہ ہم
مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ایمانیہ پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریات دین سے ہے
جس کا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل و علا کا ارشاد ہے:

وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما وقولهم
 انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه
 وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه
 لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن
 وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله
 عزيزاً حكيماً وان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل
 موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا اور ہم نے
 یہود پر لعنت کی بسبب ان کے کفر کرنے اور مریم پر بہتان
 اٹھانے اور ان کے اس کہنے کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ
 بن مریم خدا کے رسول کو اور انھوں نے نہ اسے قتل کیا نہ
 اسے سولی دی بلکہ اس کی صورت کا دوسرا بنا دیا گیا ان کے
 لئے اور بے شک وہ جو اس کے بارے میں مختلف ہوئے
 (کہ کسی نے کہا کہ اس کا چہرہ تو عیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ
 کا سا نہیں کسی نے کہا نہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اس سے
 شک میں ہیں انھیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں مگر گمان
 کے پیچھے ہو لینا اور بالیقین انھوں نے اسے قتل نہ کیا بلکہ
 اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا

ہے اور نہیں اہل کتاب سے کوئی مگر یہ ضرور ایمان لانے
والا ہے عیسیٰ پر اس کے موت سے پہلے اور قیامت کے دن
عیسیٰ ان پر گواہی دے گا۔“

اس مسئلے میں مخالف یہود و نصاریٰ ہیں اور مذہب نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ
مخالف ہوں یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں اور یہ ساختہ نیچری کی سمجھ سے دور ہے کہ آدمی
سلامت آسمان پوٹھا لیا جائے اور اس کی صورت کا دوسرا بن جائے اس کے دھوکے
میں سولی پائے مگر ختم الہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اس عبداللہ و رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو معاذ اللہ وابن اللہ مان کر پھر باتباع یہود اسی کے قائل ہوئے کہ دشمنوں
نے انھیں سولی دیدی، قتل کیا نہ ان کی خدائی چلی نہ بیٹے ہونے نے کام دیا، طرفہ (یہ کہ
ان کا) خدا (ایسا) جسے آدمی سولی دیں و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
مسئلہ ثانیہ :- اس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت
آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عز و جل نے
تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
مدد کرنا، یہ مسئلہ قسم ثانی یعنی ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے جس کا منکر
گمراہ خاسر بد مذہب فاجر اس کی دلیل احادیث متواترہ و اجماع اہل حق ہے ہم یہاں
بعض احادیث مذکور کرتے ہیں:

حدیث اول:- صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

(یعنی) کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں

گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا“

یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہوگا کہ روح

اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین و یار بنیں اور تمہارے امام مہدی کے

پیچھے نماز پڑھیں۔

حدیث دوم:- نیز صحیحین و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں انھیں سے ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان نزل فیکم ابن مریم

حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة

و یفیض النمل حتی لا یقبلہ احد حتی یكون السجدة

الواحدة خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرة فاقروا ان

شتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته قسم اس

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک ضرور نزدیک

آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں پس صلیب کو توڑ دیں اور خنزیر کو قتل کریں اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور اس کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا، یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم چاہو تو اس کی تصدیق قرآن مجید میں دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے“

حدیث سوم: صحیح مسلم میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی نصاریٰ اعماق یا دابق میں اتریں (کہ ملک شام کے موضع ہیں) ان کی طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا جو اس دن بہترین اہل زمین سے ہوں گے، جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے رومی کہیں گے ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑنے دو جو ہم میں قید ہو کر تمہاری طرف گئے (اور جو مسلمان ہو گئے) ہیں

مسلمان کہیں گے نہیں واللہ ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے
مقابلے میں تنہا نہ چھوڑیں گے پھر ان سے لڑائی ہوگی لشکر اسلام
سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے اللہ تعالیٰ کبھی انھیں توبہ
نصیب نہ کرے گا اور ایک تہائی مارے جائیں گے وہ اللہ
کے نزدیک بہترین شہداء ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ملے
گی یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ
اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آچکا ہوگا) فتح کریں گے وہ
غیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے اپنی تلواریں درختان زیتون
پر لٹکا دی ہوں گی کہ ناگاہ شیطان پکار دے گا کہ تمہارے
گھروں میں دجال آگیا مسلمان پلٹیں گے اور یہ خبر جھوٹی
ہوگی جب شام میں آئیں گے دجال نکل آئے گا: فبینما ہم
یعدون للقتال یسرون الصفوف اذ اقمیت الصلوۃ
فینزل عیسیٰ بن مریم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب
کما یدوب الملیح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی
یہلک و لکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربۃ اسی
اثنا میں کہ مسلمان دجال سے قتال کی تیاریاں کرتے صفیں
سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسیٰ بن مریم نزول

فرمائیں گے ان کی امامت کریں گے، وہ خدا کا دشمن جال
جب انھیں دیکھے گا ایسا گلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا
ہے اگر عیسیٰ رسول اللہ سے نہ ماریں جب بھی گل گل کر
ہلاک ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا
سیح مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے“

حدیث چہارم :- نیز صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی
و سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسد غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انہال ن تقوم حتیٰ تر و اقبلہا عشر آیات فذکر
الدخان و الدابة و طلوع الشمس من مغربہا و نزول
عیسیٰ بن مریم و یاجوج و ماجوج الحدیث ہے
شک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس
نشانیوں نہ دیکھ لو ازاں جملہ ایک دھواں اور دجال اور دابة
الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ بن
مریم کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا“

حدیث پنجم :- مسند امام احمد و صحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کے ذکر میں فرمایا:

”یاتی بالشام مدینة بفلسطین بباب لدفینزل عیسیٰ
 علیہ الصلوة والسلام فیقتله ویمکت عیسیٰ فی
 الارض اربعین سنة اماما عدلا وحکما مقسطا وه
 ملک شام میں شہر فلسطین دروازہ شہر لد کو جائے گا عیسیٰ علیہ
 الصلوۃ والسلام اتر کر اسے قتل کریں گے عیسیٰ علیہ الصلوۃ و
 السلام زمین میں چالیس برس رہیں گے امام عادل و حاکم
 منصف ہو کر“

حدیث ششم :- نیز مسند و صحیح مذکورین حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق
 ظاہرین الی یوم القیمة فینزل عیسیٰ بن مریم
 فیقول امیرہم تعال صل لنا فیکول لا ان بعضکم
 علی بعض امیرتکرمہ اللہ تعالیٰ لہذہ الامۃ ہمیشہ
 میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا قیامت تک غالب
 رہے گا عیسیٰ بن مریم علیہا الصلوۃ والسلام اتریں گے
 امیر المؤمنین ان سے کہے گا آئیے ہمیں نماز پڑھائیے وہ
 فرمائیں گے نہ! تم میں بعض بعض پر سردار ہیں بسبب اس

امت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے“

حدیث ہفتم :- نیز مسند احمد و صحیح مسلم و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں مطولاً اور سنن ابی داؤد میں مختصراً حضرت نو اس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ:

”وہ شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا چالیس دن رہے گا پہلا ایک دن ایک سال کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینے کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن جیسے ہوتے ہیں اس قدر جلد ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا جیسے بادل کو ہوا اڑائے لئے جاتی ہو جو اسے مانیں گے ان کے لئے بادل کو حکم دے گا برسنے لگے گا زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلائے جائے گا ان پر قحط ہو جائے گا تہی دست رہ جائیں گے ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا اپنے خزانے نکال خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا دونوں ٹکڑے ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا ہنسے گا

فبینما هو كذلك اذ بعث الله المسيح عیسیٰ بن مریم
 علیه الصلوة والسلام فی منزل عند المنارة البيضاء
 شرقی دمشق بین مهر و دتین و اضغاکفیه علی
 اجنحة ملکین اذا طأ طأ رأسه قطرو اذا رفعه تحدر منه
 جمان کاللولؤ فلا یحل لکافر یجدر یح نفسه
 الامات و نفسه یتتهی حیث یتتهی طرفه فی طلبه
 حتی یدرکه بباب لدیفیقتله و جال لعین اسی حال میں
 ہوگا کہ اللہ عز و جل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 بھیجے گا وہ دمشق کی شرقی جانب منارۃ سپید کے پاس نزول
 فرمائیں گے دو کپڑے ورس و زعفران سے رنگے ہوئے
 پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے جب اپنا سر
 جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں
 گے موتی سے جھڑنے لگیں گے کسی کافر کو حلال نہ ہوگا کہ
 ان کے سانس کی خوشبو پائے اور مرنے جائے اور ان کا
 سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی وہ
 دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر لد
 ہے اس کے دروازے کے پاس اسے قتل فرمائیں گے

اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زمانے میں یا جوج ماجوج کا نکلنا پھر اس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا پھر ان کے زمانے میں برکت کی افراط یہاں تک کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی، ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہ کو کافی ہوگا ایک گائے کا دودھ سے ایک قبیلے ایک بکری کے دودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا۔

حدیث ہشتم :- نیز مسند احمد و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”يُخْرِجُ الدَّجَالَ فِي أُمَّتِي فَيَمُكُّثُ أَرْبَعِينَ فَيَنْبُثُ

اللَّهُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيُظْلِمُهُ فَيَهْلِكُ الْحَدِيثُ وَجَالُ

مِيرِي أُمَّتٍ مِّنْ نَّكَلٍ غَايِكَ جَدِّ تَهْمِرُ غَايِكَ پھر اللہ عز و جل

عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے ڈھونڈھ کر قتل کریں گے“

حدیث نہم :- سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانَّهُ

نَازِلٌ فَاِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَسَاعِرْ فَوْهُ رَجُلٌ مَّوْبُوعٌ اِلَى

الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مَمْصُورَتَيْنِ كَأَن رَأْسَهُ يَقْطُرُو

ان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق
 الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع "الحزیه ویهلك الله
 فی زمانه الممل کلها الا الاسلام ویهلك المسیح و
 یهلك المسیح الدجال فیمکث فی الارض
 اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون
 میرے اور عیسیٰ کے بیچ کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ
 اترنے والے ہیں جب تم انھیں دیکھنا پہچان لینا وہ میانہ
 قد ہیں رنگ سرخ و سپید و کپڑے ہلکے زرد رنگ کے
 پہنے ہوئے گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے
 اگرچہ انھیں تری نہ پہنچی ہو وہ اسلام پر کافروں سے جہاد
 فرمائیں گے صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ
 اٹھا دیں گے ان کے زمانے میں اللہ عز و جل اسلام کے
 سوا سب مذہبوں کو فنا کر دے گا وہ مسیح دجال کو ہلاک
 کریں گے دنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے
 مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے“

حدیث دہم :- جامع ترمذی میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”یقتل ابن مریم الدجال بیاب لد عیسیٰ بن مریم علیہ

الصلوٰۃ والسلام وجال کو دروازہ شہر لد پر قتل فرمائیں گے“

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں

حضرت عمران بن حصین و نافع بن عتبہ و ابو برزہ و حذیفہ بن اسید و ابو ہریرہ و کیسان و عثمان بن ابی العاص و جابر و ابو امامہ و ابن مسعود و عبد اللہ بن عمر و سمرہ بن جندب و نواس بن سمعان و عمرو بن عوف و حذیفہ بن الیمان سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث یازدہم :- سنن ابن ماجہ و صحیح ابن خزیمہ و مستدرک حاکم و صحیح مختارہ

میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل جلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالتفصیل عجائب احوال اعمور دجال اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بیان فرمائے پھر فرمایا:

اہل عرب اس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس

میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا (یعنی

حضرت امام مہدی) فیئنا امامہم قد تقدم یصلی

بہم الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ بن مریم الصبح

اس اثنا میں کہ ان کا امام نماز صبح پڑھانے کو بڑھے گا نا گاہ

عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام وقت صبح نزول

فرمائیں گے مسلمانوں کا امام اٹھے قدموں پھرے گا

کہ عیسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) امامت کریں عیسیٰ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے آگے بڑھو نماز کہ تکبیر تمہارے ہی لئے ہوئی تھی ان کا امام نماز پڑھائے گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے اس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑے گی پانی میں نمک کی طرح گلنے لگے گا بھاگے گا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میرے پاس تجھ پر ایک وار ہے جس سے تو بچ کر نہیں جاسکتا پھر شہر لد کے شرقی دروازے پر اسے قتل فرمائیں گے“

اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے۔

حدیث دوازدهم:- نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے شب اسرار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملے باہم قیامت کا چرچہ ہوا انبیاء نے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا حال پوچھا انھیں خبر نہ تھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا انھیں بھی معلوم نہ تھا انھوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رکھا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”قیامت جس وقت آکر گرے گی اسے تو اللہ کے سوا
 کوئی نہیں جانتا ہاں اس کے گرنے سے پہلے کے باب
 میں مجھے رب العزۃ نے ایک اطلاع دی ہے پھر خروج
 دجال ذکر کر کے فرمایا: فانزل فاقتلہ میں اتر کر اسے قتل
 کروں گا پھر یا جوج ماجوج نکلیں گے میری دعا سے ہلاک
 ہوں گے فعہد الی متی کان ذلک کانت الساعۃ من
 الناس کال حامل التي لا یدری اهلہا متی تفجؤہم
 بولادۃ یعنی مجھے رب العزۃ نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ
 سب ہو لے گا تو اس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا
 جیسے کوئی عورت پورے دنوں پیٹ سے ہو گھر والے نہیں
 جانتے کہ کس وقت اس کے بچہ ہو پڑے“

حدیث سینر و ہام:۔ امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور رویانی مسند اور ضیا
 صحیح مختارہ میں حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر دجال بیان کر کے فرمایا:

”ثم یجئ عیسیٰ بن مریم من قبل المغرب
 مصداقاً بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی
 ملئہ فیقتل الدجال ثم انما هو قیام الساعۃ اس کے

بعد عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام جانب مغرب سے
آئیں گے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے
ہوئے اور انھیں کی ملت پر، پس دجال کو قتل کریں گے
پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے۔“

حدیث چہار و ہم:۔ مجتہد کبیر میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر دجال فرمایا:

”یلبث فیکم ما شاء اللہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم
مصدقاً بمحمد علی ملته اماماً مہدیاً و حکماً
عدلاً فیقتل الدجال وہ تم میں رہے گا جب تک اللہ
چاہے پھر عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام اتریں گے
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے حضور کی ملت
پر امام راہ پائے ہوئے اور حاکم عدل کرنے والے وہ
دجال کو قتل کریں گے۔“

حدیث پانز و ہم:۔ مسند احمد و صحیح ابن خزیمہ و مسند ابی یعلیٰ و مستدرک
حاکم و مختارہ مقدسی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث طویل ذکر دجال میں فرمایا:

”مسلمان ملک شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے وہ وہاں جا کر ان کا حصار کرے گا اور سخت مشقت و بلا میں ڈالے گا ثم ینزل عیسیٰ فینادی السحرفیقول یا ایہا الناس ما یمنعکم ان تخرجوا الی الکذاب الخبیث فیقولون ہذا رجل حتی فینطقون فاذا ہم بعیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اتریں گے پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے لوگو اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے مسلمان کہیں گے یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں ان کے سوا کوئی نہ بچا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سن کر کہیں گے یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے دیکھیں تو وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوۃ والسلام“

اس کے بعد نماز صبح میں امام مسلمین کی امامت پھر دجال لعین کے قتل کا ذکر فرمایا۔

حدیث شان نزوہم :- نعیم بن حماد ”کتاب الفتن“ میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

”قلت یا رسول اللہ الدجال قبل او عیسیٰ بن مریم
 قال الدجال ثم عیسیٰ بن مریم الحدیث میں عرض
 کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پہلے دجال نکلے
 گایا عیسیٰ بن مریم فرمایا دجال پھر عیسیٰ بن مریم“

حدیث ہفتم :- طبرانی کبیر میں اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”ینزل عیسیٰ بن مریم عند المنارة البيضاء شرقی
 دمشق عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سپید کے
 پاس نزول فرمائیں گے“

حدیث ہمزدهم :- مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لیہبطن عیسیٰ بن مریم حکما و اماما مقسطا و
 لیسلکن فجافجا حاجا او معتمرا ولیأتین قبری
 حتی یسلم علی ولاردن علیہ خدا کی قسم ضرور عیسیٰ
 ابن مریم حاکم و امام عادل ہو کر اتریں گے اور ضرور شارع
 عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیں گے اور ضرور
 میرے سلام کے لئے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیں

گے اور ضرور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا صلی اللہ

تعالیٰ علیک وعلیہ وعلیٰ جمیع اخوانکما من

الانبياء والمرسلین و آلک و آلہم وبارک وسلم“

حدیث نوز و ہم: صحیح ابن خزیمہ و مستدرک حاکم میں حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیدک رجلاں من امتی عیسیٰ بن مریم

ویشہدان قتال الدجال عنقریب میری امت سے دو

مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیں گے اور دجال سے قتال

میں حاضر ہوں گے“

اقول ظاہراً امت سے مراد امت موجودہ زمانہ رسالت ہے علیہ افضل

الصلوة والتحية ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پائیں

گے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے اس تقدیر پر دونوں مرد سیدنا الیاس و سیدنا

خضر علیہما الصلاۃ والسلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے۔

جیسا کہ وارد ہے ہمارے سردار والد

محقق دام ظلہ کے افادہ کی اس گفتگو

میں جو ”تیسیر شرح جامع صغیر“

کے ہامش پر موجود ہے۔ (فاروقی)

کماورد فی حدیث افادہ

سیدنا الوالد المحقق دام

ظلہ علی ہامش التیسیر

شرح الجامع الصغیر

حدیث ہستم :- امام حکیم ترمذی نو اور الاصول اور حاکم مستدرک میں حضرت
جبر بن غیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”لن ینحزی اللہ تعالیٰ امة انا ولہا وعیسیٰ بن مریم
آخرا اللہ عز وجل ہرگز رسوائہ فرمائے گا اس امت کو جس
کا اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام“

حدیث ہست و یکم :- ابو داؤد طیالسی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”لم یسلط علی دجال الاعیسیٰ بن مریم و جال
لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی سوا عیسیٰ بن مریم
علیہما الصلوٰۃ والسلام کے“

حدیث ہست و دوم :- مسند احمد و سنن نسائی و صحیح مختارہ میں حضرت
ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

”عصابتان من اتی احرزہما اللہ تعالیٰ من النار
عصابتہ تغزو الہند و عصابتہ تکون مع عیسیٰ بن مریم
میری امت کے دو گر وہوں کو اللہ عز وجل نے نار سے
محفوظ رکھا ہے ایک گروہ وہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا
دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا“

حدیث بست و سوم :- ابو نعیم حلیہ اور ابو سعید نقاش ”فوائد العراقیین“

میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”طوبی لعیش بعد المسیح يؤذن للسماء فی

القطر ویؤذن للارض فی النبات حتی لو بذرت حبک

على الصفالنبت وحتی یمر الرجل علی الاسد

فلا یضره ویطأ علی الحیة فلا تضره و لا تشاح و

لا تحاسدو لا تباعض خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے

لئے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا آسمان کو

اذن ہوگا کہ بر سے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اگے یہاں تک کہ

اگر تو اپنا دانہ پتھر کی چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اٹھے گا اور

یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا اور وہ اسے نقصان نہ

پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا اور وہ اسے مضرت

نہ دے گا نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا نہ حسد نہ کینہ فی

التیسیر شرح الجامع الصغیر طوبی لعیش بعد

المسیح ای بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

الی الارض فی اخر الزمان“

حدیث بست و چہارم :- مسند الفردوس میں انہیں سے ہے رسول اللہ

ﷺ فرماتے ہیں:

”ينزل عيسى بن مريم على ثمان مائة رجل
واربع مائة امرأة اخيرا من على الارض الحديث
عيسى بن مريم ايسر آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر
آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر
سب سے بہتر ہوں گے“

حدیث بست و پنجم :- امام رازی و ابن عساکر بطریق عبدالرحمن بن ایوب

بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”ينزل عيسى بن مريم عند باب دمشق عند المنارة
البيضاء لست ساعات من النهار في ثوبين ممشوئين
كانما ينحد من راسه اللؤلؤ عيسى بن مريم عليهما
الصلاة والسلام دروازہ دمشق کے نزدیک سپید منارے
کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے دو رنگین کپڑے پہنے اتریں
گے گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں“

حدیث بست و ششم :- صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”انسی لا رجوان طال بی عمرا ان القی عیسیٰ بن
 مریم فان عجل بی موت فمن لقیہ منکم فلیقرأہ
 منی السلام میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی
 تو عیسیٰ بن مریم سے ملوں اور اگر میرا دنیا سے تشریف
 لے جانا جلد ہو جائے تو تم میں جو انہیں پائے ان کو میرا
 سلام پہنچائے“

حدیث بستی و ہفتہ : - ابن الجوزی کتاب الوفا میں حضرت عبداللہ بن
 عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:
 ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد
 لہ ویمکث خمساً واربعم سنۃ ثم یموت فیدفن
 معنی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم من
 قبر واحد بین ابی بکر و عمر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ
 والسلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے ان
 کے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان
 کی وفات ہوگی میرے ساتھ میرے مقبرہ پاک میں دفن
 ہوں گے روز قیامت، میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے
 اس طرح اٹھیں گے کہ ابو بکر و عمر ہم دونوں کے

داہنے بائیں ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہما“

حدیث بست و ہشتم :- بغوی شرح السنہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل ابن صیاد میں راوی (جس پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا):

”امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کر دوں فرمایا ان یکن ہو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسیٰ بن مریم والا یکن ہو فلبس لك ان تقتل رجلا من اهل العهد اگر یہ دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں دجال کے قاتل تو عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی کو قتل کرو“

حدیث بست و نہم :- ابن جریر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”اول الايات الدجال و نزول عيسى و ياجوج و ما جوج يسرون الى حزاب الدنيا حتى يأتوا بيت المقدس و عيسى و المسلمون بجبل طور سينين فيوحى الله الى عيسى ان احرز عبادى“

بالطور و مايلي ايلة ثم ان عيسى يرفع يديه الى
 السماء ويؤمن المسلمون فيبعت الله عليهم دابة
 يقال لها النعف تدخل في مناخرهم فيصبحون
 موتى هذا مختصر قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی
 نشانی دجال کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج و
 ماجوج کا پھیلنا (وہ گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار
 لاکھ گروہ ان میں کا مرد نہیں مرتا جب تک خاص اپنے
 نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے، ہیں بنی آدم سے) وہ دنیا
 ویران کرنے چلیں گے (دجلہ و فرات و بحیرہ طبریہ کو پی
 جائیں گے) یہاں تک کہ بیت المقدس تک پہنچیں گے
 اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و اہل اسلام اس دن کوہ طور
 سینا میں ہوں گے اللہ عز و جل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور اور ایلہ کے قریب محفوظ
 جگہ میں رکھ پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ اٹھا کر دعا
 کریں گے اور مسلمان آمین کہیں گے اللہ عز و جل یاجوج
 و ماجوج پر ایک کیرا بھیجے گا نعف نام وہ ان کے نتھنوں
 میں گھس جائے گا صبح سب مرے پڑے ہوں گے

حدیث سیم :- حاکم وابن عساکر تاریخ اور ابو نعیم کتاب ”اخبار المہدی“ میں
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

”کیف تہلک امة انا فی اولہا و عیسیٰ بن مریم فی
آخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا کیوں کر
ہلاک ہو وہ امت جس کی ابتدا میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ
بن مریم اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی“

حدیث سی و یکم :- نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

”منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ میرے
اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم
نماز پڑھیں گے“

حدیث سی و دوم :- ابو نعیم ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

”یا عم النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان اللہ ابتداءً
الاسلام بی و سیختمہ بغلام من ولدک وهو الذی
یتقدم عیسیٰ بن مریم اے نبی کے چچا بیشک اللہ تعالیٰ نے
اسلام کی ابتدا مجھ سے کی اور قریب ہے کہ اسے ختم تیری اولاد

سے ایک لڑکے پر کرے گا وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے، حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث سے ثابت کہ وہ عترت رسالت و بنی فاطمہ سے ہیں اور متعدد احادیث میں ان کا علاقہ نسب حضرت عباس عم مکرم سید عالم ﷺ سے بھی بتایا گیا اور اس میں کچھ بعد نہیں وہ نسباً سید حسنی ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اتصال رکھیں گے جیسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رافضیوں کے رد میں فرمایا کہ کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بھی برا کہتا ہے ابو بکر صدیق دو بار میرے باپ ہوئے یعنی دو طرح سے میرا نسب مادری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے“

حدیث سی و سوم: - اسحاق بن بشر و ابن عساکر حدیث طویل ذکر دجال

میں حضرت عیسیٰ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَعِنْدَ ذَلِكَ يَنْزِلُ أَحْمَىٰ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ

عَلَىٰ جَبَلٍ أَفِيقٍ أَمَّا مَا هَا دِيَا وَحَكْمًا عَادِلًا عَلَيْهِ

بِرْنَسٍ لَهُ مَرْبُوعُ الْخَلْقِ أَصْلَتْ سَبْطُ الشَّعْرِ بِيَدِهِ

حَرْبَةً يَنْقُتِلُ الدَّجَالُ تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْ زَارَهَا وَكَانَ

المسلم فيلقى الرجل الاسد فلا يهيجه وياخذ
 الحية فلا تضربه و تنبت الارض كنباتها على عهد
 آدم ويؤمن به اهل الارض ويكون الناس اهل ملة
 واحدة يعني جب دجال نکلے گا اور سب سے پہلے ستر ہزار
 یہودی طیلسان پوش اس کے ساتھ ہو لیں گے اور لوگ
 اس کے سبب بلائے عظیم میں ہونگے مسلمان سمٹ کر
 بیت المقدس میں جمع ہونگے اس وقت میرے بھائی عیسیٰ
 بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام آسمان سے کوہ ایتق پر اتریں
 گے امام راہ نما و حاکم عادل ہو کر ایک اونچی ٹوپی پہنے میانہ
 قد کشادہ پیشانی موئے سرسیدھے ہاتھ میں نیزہ جس
 سے دجال کو قتل کریں گے اس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ
 دے گی اور سب جہان میں امن و امان ہو جائے گا آدمی
 شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئے گا اور سانپ کو پکڑے
 تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا کھیتیاں اس رنگ پر اگیں گی
 جیسے زمانہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں اگا کرتی تھیں تمام
 اہل زمین ان پر ایمان لے آئیں گے اور سارے جہان
 میں صرف ایک دین اسلام ہوگا

حدیث سی و چہارم :- ابن النجار انہیں سے راوی رسول اللہ ﷺ نے مجھ

سے فرمایا:

”واذا سکن بنو السواد ولبسوا السواد وکان
شیعتہم اہل خراسان لم یزل هذا الامر فیہم
حتی یدفعوہ الی عیسیٰ بن مریم جب تمہاری اولاد
دیہات میں بسے اور سیاہ لباس پہنے اور ان کے گروہ اہل
خراسان ہوں جب سے خلافت ہمیشہ ان میں رہے گی
یہاں تک کہ وہ اسے عیسیٰ بن مریم کو سپرد کریں گے“

حدیث سی و پنجم :- ابن عساکر ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی
جاؤں فرمایا:

وانی لی بذالك الموضع ما فیہ الاموضع قبری و قبر
ابی بکر و عمر و عیسیٰ بن مریم بھلا اس کی اجازت
میں کیونکر دوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابو بکر
و عمر و عیسیٰ بن مریم کی علیہم الصلاۃ والسلام“

حدیث سی و ششم :- ابو نعیم ”کتاب الفتن“ میں حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”المحاصرون بیت المقدس اذ داک مائة الف
امرأة واثنتان و عشرون الغامقاتلون اذ غشيتهم
ضبابة من غمام اذ تنكشف عنهم مع الصبح فاذا
عیسیٰ بین ظهر انیہم اس وقت بیت المقدس میں
ایک لاکھ عورتیں اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے نا
گاہ ایک ابر کی گھٹا ان پر چھائے گی صبح ہوتے کھلے گی تو
دیکھیں گے کہ عیسیٰ ان میں تشریف فرما ہیں“

حدیث سی و ہفتم :- مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

”والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لن
قام علی قبری فقال یا محمد لا جینہ قسم اس کی جس
کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ بن مریم
اتریں گے پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکاریں تو
ضرور میں انہیں جواب دوں گا“

حدیث سی و ہشتم :- ابو نعیم ”حلیہ“ میں عروہ بن رویم سے مرسل راوی
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

”خیر هذه الامة اولها و آخرها فيهم رسول الله

ﷺ و آخرها فيهم عيسى بن مريم الحديث اس

امت کے بہتر اول و آخر کے لوگ ہیں اول کے لوگوں

میں رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہیں اور آخر کے لوگوں میں

عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے“

حدیث سی و نہم :- جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے ہے :

”مکتوب فی التوراة صفة محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم و عیسیٰ یدفن معہ رب العزۃ تبارک و

تعالیٰ نے توریت مقدس میں حضور سید عالم ﷺ کی صفت

میں ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ ان کے پاس دفن کئے جائیں

گے علیہ الصلاۃ والسلام“ فی المرقاة ای و مکتوب

فیہا ایضاً ان عیسیٰ یدفن معہ قال الطیبی هذا

هو المکتوب فی التوراة“

حدیث چہلم :- ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

”یہبط عیسیٰ بن مریم فیصلی الصلوات و یجمع

الجمع و یزید فی الحلال کانی بہ تجد بہ رواحله

بیطن الروحاء حاجاً او معتمراً عیسیٰ بن مریم
 اتریں گے نمازیں پڑھیں گے جمعے قائم کریں گے مال
 حلال کی افراط کر دیں گے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ان
 کی سواریاں انھیں تیز لئے جاتی ہیں بطن وادی روحاء میں
 حج یا عمرے کے لئے“

حدیث چہل و یکم :- وہی حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے راوی:

”لا تقوم الساعة حتی ينزل عیسیٰ بن مریم علی
 ذرۃ افیق بیدہ حربۃ یقتل الدجال قیامت قائم نہ
 ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام کو وہ
 افیق کی چوٹی پر نزول فرمائیں ہاتھ میں نیزہ لئے جس
 سے دجال کو قتل کریں گے“

حدیث چہل و دوم :- وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے راوی:

”ان المسیح بن مریم خارج قبل یوم القيامة و
 لیستغین بہ الناس عن سواہ بیشک مسیح بن مریم علیہما
 الصلاۃ والسلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے

آدمیوں کو ان کے سبب اور سب سے بے نیازی چاہئے
 یہ امر بمعنی اختیار ہے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں
 نہ کوئی قاضی ہوگا نہ کوئی مفتی نہ کوئی بادشاہ انھیں کی طرف
 سب کاموں میں رجوع ہوگی“

حدیث چہل وسوم :- وہی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے ایک حدیث طویل ذکر مغیبات آئندہ میں راوی کہ:

”چنین و چناں ہوگا پھر مسلمان قسطنطنیہ و رومیہ کو فتح

کریں گے پھر دجال نکلے گا اس کے زمانہ میں قحط شدید

ہوگا فینما ہم کذا لك اذ سمعوا صوتا من السماء

ابشروا فقد اتاکم الغوث فيقولون نزل عیسی بن

مریم فيستبشرون ويستبشر بهم و يقولون صل

یا روح اللہ فيقول ان اللہ اکرم هذه الامة فلا

ينبغي لا حدان يؤمهم الا منهم فيصلي امير

المؤمنين بالناس و يصلي عیسی خلفه لوگ اسی

ضیق و پریشانی میں ہوں گے ناگاہ آسمان سے ایک آواز

سنیں گے خوش ہو کہ فریاد رس تمہارے پاس آیا مسلمان

کہیں گے کہ عیسیٰ بن مریم اترے خوشیاں کریں گے اور

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے
 مسلمان عرض کریں گے یا روح اللہ نماز پڑھائیے فرمائیں
 گے اللہ عزوجل نے اس امت کو عزت دی ہے اس کا امام
 اسی میں سے چاہئے امیر المومنین نماز پڑھائیں گے اور
 عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے
 سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجال کے پاس جا کر فرمائیں
 گے ٹھہراے دجال اے کذاب، جب وہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ و
 السلام کو دیکھے گا اور ان کی آواز پہچانے گا ایسا گلنے لگے گا
 جیسے آگ میں رانگ یا دھوپ میں چربی اگر روح اللہ نے
 ٹھہر نہ فرما دیا ہوتا تو گل کر فنا ہو جاتا پس عیسیٰ علیہ الصلاۃ و
 السلام اسکی چھاتی پر نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے پھر اس
 کے لشکر کو کہ یہود و منافقین ہوں گے قتل فرمائیں گے
 صلیب توڑیں گے خنزیر کو نیست و نابود کریں گے اب لڑائی
 موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے یہاں تک کہ
 بھیڑے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ
 دیکھے گا بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ نہ گائے گا ساری
 زمین عدل سے بھر جائے گی“

پھر خروج یا جوج و ما جوج اور ان کی فنا وغیرہ کا حال بیان کر کے فرمایا:

”و یقبض عیسیٰ بن مریم و ولیہ المسلمون و

غسلہ و حنطوہ و کفنوہ و صلوا علیہ و حضر و ا

لہ و دفنوہ الحدیث“

ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہا الصلاۃ والسلام وفات پائیں گے مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے نماز پڑھیں گے قبر کھود کر دفن کریں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ سب بے قصد استیعاب تینتالیس حدیثیں ہیں جن میں ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

یعنی اڑتیس حدیثیں نص کے اعتبار

سے ہوئیں اور دو پانچ حکم کے اعتبار

سے، بہر حال عبد اللہ ابن عمرو تو وہ

زیادہ لے لیتے ہیں اوائل سے (فائدہ)

ثمانیۃ و ثلاثون نصاب و اثنان

او ثلاثة حکما اما عبد اللہ

بن عمرو و فکثیر اما یاخذ

عن الاوائل۔

اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ تورات مقدس کا ارشاد ہے اور خود قرآن عظیم

میں بھی اس کا اشعار موجود۔

قال اللہ عز و جل:

”ولما ضرب ابن مریم مثلاً الی قولہ تعالیٰ و انه لعلم

للساعة بیشک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی ان کے

نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ قیامت اب آئی۔

حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قرأت وانہ

لعلم للساعة بیشک ابن مریم نشانی ہیں قیامت کے لئے۔

”معالم التنزیل“ میں ہے:

”وانہ یعنی عیسیٰ لعلم للساعة یعنی نزولہ من اشراط

الساعة یعلم بہ قربہا و قرأ ابن عباس و ابو ہریرہ

وقتادہ وانہ لعلم للساعة بفتح اللام و العین ای امارۃ و

علامۃ“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام قیامت کے

لئے علم ہیں یعنی ان کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے

ہے اس سے جان لیا جائے گا کہ قیامت قریب تر ہے اور

ابن عباس، ابو ہریرہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے ”انہ

لعلم للساعة“ پڑھا یعنی بے شک وہ قیامت کے لئے نشانی

ہیں، لام اور عین کے زبر کے ساتھ یعنی ان کا نزول قرب

قیامت کی امارت و علامت ہے۔ (فاروقی)

”مدارک التنزیل“ میں ہے:

”وانه لعلم للساعة وان عيسى عليه الصلاة والسلام

مما يعلم به مجئى الساعة وقرأ ابن عباس رضى الله

تعالى عنهما العلم وهو العلامة اى وان نزوله علم

الساعة” یعنی بے شک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت

کے لئے علامت ہیں جس سے جان لیا جائے گا کہ اب

قیامت آنے والی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے ”انه لعلم للساعة.....“ پڑھا یعنی ان کا نزول

قرب قیامت کی علامت ہے۔ (فاروقی)

امام جلال الدین محلی ”تفسیر جلالین“ میں فرماتے ہیں:

”وانه اى عيسى لعلم للساعة تعلم بنزوله“ یعنی

بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے لئے علم ہیں

جو ان کے نزول سے پہچان لی جائے گی۔ (فاروقی)

باجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے جس طرح اس کا

راساً منکر گمراہ بالیقین ہو ہیں اس کا بدلنے والا اور نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو کسی زید و عمرو کے خروج ڈھالنے والا بھی ضال مضل بددین کہ ارشادات حضور سید

عالم ﷺ کی دونوں نے تکذیب کی:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

یعنی اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم

مُنْقَلَبٌ يَنْقَلِبُونَ ۝ کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

مسئلہ ثالثہ :- سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات !

اقول اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے

ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ کہ اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام حیات حقیقی زندہ ہیں انکی موت صرف تصدیق وعدہ الہیہ کے لئے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے :

وقد فصلها سيدنا الوالد

المحقق دام ظلہ فی کتابہ

سلطنة المصطفى

ملکوت کل الوری

یعنی سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ نے

اپنی کتاب ”سلطنة المصطفى

فی ملکوت کل الوری“ میں

اس کی تفصیل فرمائی۔ (فاروقی)

دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھائے

گئے اور بعد نزول دنیا میں ساہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں

گے یہ مسائل قسم اخیرین سے ہے اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی ووافی کہ رب

جل وعلا نے فرمایا :

”وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ“ یعنی کوئی

کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضور سید عالم ﷺ سے

گزری مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی یہ تفسیر نہ صرف اس میں بلکہ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں موجود۔

شرح ”مشکوٰۃ شریف“ للعلامة الطیسی میں ہے:

”استدل بآية على نزول عيسى عليه الصلوة

والسلام في آخر الزمان مصداقاً للحديث و تحريره

ان الضميرين في به وقبل موته لعيسى والمعنى

وان من اهل الكتب الا ليؤمن بعيسى قبل موت

عيسى وهم اهل الكتب الذين يكون في زمان

نزوله فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام

خلاصہ یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت

سے تصدیق حدیث کے لئے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ہر کتابی عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لانے

والا ہے اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام ان کے زمانے میں ہوں گے تو تمام

روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا ”دین اسلام“ و بس

نقلہ عنہ الملا علی القاری فی المرقاة“

ثانیاً یہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ”ترجمان القرآن“ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی جن سے صحیح بخاری میں قول موت
منقول ہونے کا مخالف نے ادعا کیا تھا۔
”صحیح بخاری وارشاد الساری“ میں ہے:

”ثم يقول ابو هريرة بالاسناد السابق مستدلاً على
نزول عيسى في آخر الزمان تصديقاً للحديث
(واقرؤا ان شئتم) وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به
قبل موته اى وان من اهل الكتب احداً الا ليؤمنن به
قبل موته عيسى وهم اهل الكتب الذين يكوون
في زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام
ولهذا جزم ابن عباس رضى الله تعالى عنهما فيما
رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه
باسناد صحيح يعنى اس حديث کو روایت کر کے ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نزول پر دلیل لانے حدیث کی تصدیق قرآن مجید
سے بتانے کے لئے فرماتے: تم چاہو تو یہ آیت پڑھو وان
من اهل الكتب الا ليؤمنن الا یہ اس آیت کے

معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر
 ان کی موت سے پہلے اور وہ، وہ کتابی ہیں جو اس وقت
 ان کے زمانے میں ہوں گے سارے جہاں میں صرف
 ایک دین اسلام ہوگا اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث میں جو ان سے ابن
 جریر نے ان کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے
 سند صحیح روایت کی، انتہی“

اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔
 ثالثاً تصریحات کثیرہ ائمہ کرام و مفسرین عظام و علمائے اعلام امام جلال المملہ
 والدین سیوطی ”تفسیر جلالین“ میں فرماتے ہیں:

”انی متوفیک قابضک ورافعک الی من الدنیا من
 غیر موت یعنی اللہ عز وجل نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
 سے فرمایا میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا اور دنیا سے بغیر
 موت دیے اٹھا لوں گا“

تفسیر ”امام ابوالبقا عکبری“ میں ہے:

”انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک عیسیٰ علیہ
 الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور اس کے

بعد وفات دیئے جائیں گے“

تفسیر ”سمین و تفسیر فتوحات الہیہ“ میں ہے:

”انه الى السماء ثم يتوفى بعد ذلك بعد نزوله الى

الارض وحكمه بشريعة محمد ﷺ وه آسمان پر

اٹھائے گئے اور اس کے بعد زمین پر اتر کر شریعت محمدیہ

ﷺ پر حکم کر کے وفات پائیں گے“

امام بغوی تفسیر ”معالم التنزیل“ میں فرماتے ہیں:

”قال الحسن و الكلبي وابن جريج اني قابضك

ورافعك من الدنيا الى من غير موت بذلك يعني

امام حسن بھری نے کہ اجلہ ائمہ تابعین و تلامذہ امیر

المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہیں اور

محمد بن السائب کلبی اور امام عبد الملک بن عبد العزیز بن

جریج نے کہ اجلہ و اکابر ائمہ تبع تابعین سے اور حسب

روایت ائمہ تابعین سے ہیں آیہ کریمہ کی تفسیر کی کہ

اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا بغیر اس کے کہ

تیرے جسم کو موت لاحق ہو“

امام فخر الدین رازی "تفسیر کبیر" میں فرماتے ہیں:

"قد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی ﷺ
انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاه بعد
ذالك ویل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام زندہ ہیں اور سید عالم ﷺ سے حدیث آئی ہے کہ
وہ عنقریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اس
کے بعد اللہ عزوجل انہیں وفات دے گا"

اسی میں ہے:

"التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم اللہ تعالیٰ ان
من الناس من یخطر بباله ان الذی رفع اللہ هو
روحہ لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل انه علیہ
الصلاة والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه و
جسده توفی کہتے ہیں کسی چیز کے پورا لینے کو جبکہ اللہ عز
وجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا کہ
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح آسمان پر گئی نہ بدن
لہذا یہ کلام فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام وکمال مع
روح و بدن آسمان پر اٹھائے گئے"

”تفسیر عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی“ للعلامة شهاب الدین الخفاجی میں ہے:

”سبق انه عليه الصلاة والسلام لم يصلب ولم يمت

او پر گزرا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہ سولی دیئے گئے نہ

انتقال فرمایا“

امام بدرالدین محمود عینی ”عمدة القاری شرح صحیح بخاری“ میں فرماتے ہیں:

”کذا روی من طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل

موت عیسیٰ واللہ لحي ولكن اذا نزل آمنوا به

اجتمعون وذهب اليه اكثر اهل العلم یعنی آیہ کریمہ

وان من اهل الكتب الا یہ کی جو تفسیر حضرت سیدنا

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی امام حسن بصری سے

بطریق ابی رجاء مزوی ہوئی کہ انہوں نے فرمایا معنی آیت

یہ ہیں کہ تمام کتابی موت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے

پہلے ایمان لانے والے ہیں اور فرمایا خدا کی قسم عیسیٰ علیہ

الصلوۃ والسلام زندہ ہیں اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے“

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد ذہبی نے ”تجرید الصحابہ“ اور امام تاج الدین سبکی نے

”کتاب القواعد“ اور امام ابن حجر عسقلانی نے ”اصابہ“ میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو

ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے صحابیوں میں شمار کیا کہ وہ شب معراج حضور اقدس ﷺ

کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے ظاہر ہے کہ ان کی تخصیص اسی بنا پر ہے کہ انھیں یہ دولت قبل طریان موت نصیب ہوئی ورنہ شب معراج حضور کی زیارت کسی نبی نے نہ کی امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیتاں میں ادا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت سے وہ کونسا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں کے حضرت افضل الصحابہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل ہے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

”اصابہ فی تمیز الصحابہ“ میں ہے:

”عیسیٰ المسیح بن مریم الصدیقة رسول للہ و کلمتہ
القاسم الی مریم ذکرہ الذہبی فی التجرید مستدر کا
علی من قبلہ فقال عیسیٰ بن مریم رسول للہ رأی
النبی ﷺ لیلۃ الا سراء فهو نبی و صحابی و هو آخر من
یموت من الصحابة والغزہ القاضی تاج الدین السبکی
فی قصیدتہ الی فی او اخر القواعد له فقال ے

من باتفاق جمیع الخلق افضل من
خیر الصحاب ابی بکرو من عمر
ومن علی ومن عثمان و هو فتی
من امة المصطفی المختار من مضر
یعنی مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کا کلمہ

ہیں جنہیں اس نے حضرت مریم کی طرف القافر مایا، اسے امام
 ذہبی نے ”تجريد الصحابة“ میں اپنے اگلوں سے استدراک
 کرتے ہوئے ذکر کیا تو فرمایا: اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم
 نے شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو وہ
 نبی اور صحابی ہیں اور وہ ایسے صحابی ہیں جن کا وصال سارے
 صحابہ کے بعد ہوگا اور قاضی تاج الدین سبکی نے اسے
 اپنے قصیدے میں رکھا جو کہ ”کتاب القواعد“ کے اواخر
 میں ہے کہ: وہ کون سا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں افضل
 الصحابہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے بھی افضل ہے
 وہ جوان امت مصطفیٰ کا قبیلہ مضر سے ہے۔ (فاروقی)

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے
 صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوگا یہاں کلمات
 ائمہ دین و علمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ و استیعاب کی طمع ہو
 سکے اور اہل حق کے لئے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے
 ائمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لئے ہزار دفتر ناوا فی لہذا اسی قدر پر بس کریں۔

رابعاً یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد و منصور، بھی شرح ”صحیح بخاری
 شریف“ سے گزرا ذہب الیہ اکثر اہل العلم (یعنی اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے)۔

خامساً یہی قول صحیح و مرئج اور قول صحیح کا مقابل ساقط و نامعتبر امام قرطبی صاحب ”مفہم شرح صحیح مسلم“ پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود ”تفسیر ارشاد العقل السلیم“ میں فرماتے ہیں:

”الصحيح ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم

كما قال الحسن وابن زيد هو اختيار الطبري و

هو الصحيح عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما

صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ بیدار اٹھا لیا نہ ان کا

انتقال ہوا نہ اس وقت سوتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری

و ابن زید نے تصریح فرمائی اور اس کو امام طبری نے اختیار

کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

بھی صحیح روایت یہی ہے

”عمدة القاری شرح صحیح بخاری“ میں ہے:

”القول الصحيح أنه رفع وهو حي صحیح قول یہ ہے

کہ وہ زندہ اٹھا لئے گئے“

اقول یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور

اس کے بعد وفات پانا قطعاً ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات

ہوئی ہوتی تو دوبار ان کی موت لازم آئے گی کیونکہ امید کی جائے کہ اللہ عز و جل اپنے

ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم و جلیل پر (کہ ان پانچ مرسلین اولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء و مرسلین و خلق اللہ اجمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عز و جل ہیں) دوبار مصیبت مرگ بھیجے گا۔

جب حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ کا وصال شریف ہوا اور امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں اور ان کے قتل کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نغش اقدس پر حاضر ہوئے جھک کر روئے انور پر بوسہ دیا پھر روئے اور عرض کی:

”بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتین اما

الموتۃ الّتی کنت علیک فقد متھا میرے ماں باپ حضور

پر قربان خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے

گاؤہ جو مقدر تھی ہو چکی بابی انت وامی طبت حیاً ومیتاً

والذی نفسی بیدہ لا یدیقک اللہ الموتین ابدًا

میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور زندگی میں بھی پاکیزہ

اور بعد انتقال بھی پاکیزہ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت

میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کبھی حضور کو دو موتیں نہ

چکھائے گارواہ البخاری والنسائی وابن ماجہ

عن ام المؤمنین الصديقة رضى الله تعالى عنها“ یعنی

اس حدیث پاک کو بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (فاروقی)

تو ایسی بات جب تک نص صریح سے ثابت نہ ہو انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسول جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی خصوصاً روح اللہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی دعا یہ تھی کہ الہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر دے بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اس پر ایمان لانے والا بے دلیل صریح واضح تصریح کے کیوں کر مان سکتا ہے کہ وہ یہ دعا کریں اور رب عزوجل اس کے بدلے ان پر موت پر موت نازل فرمائے یہ ہرگز قابل قبول نہیں انصاف کیجئے تو ایک یہی دلیل ان کے زندہ اٹھائے جانے پر کافی و وافی ہے وباللہ التوفیق۔

تنبیہ دوم:- اقول قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکرو کیود سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کہیں ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہوشیوت پیش کرے ورنہ قول بے ثبوت محض مردود ہے۔

مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا سب یہودہ ہے وہ یا تو زرافراء اس کے

اپنے دل کا اختراع ہے یا مطلب سے محض بیگانہ جس میں مقصود کی بوجھ نہیں یا مراد میں

غیر نص جو مدعی کے لئے ہرگز بکار آمد و کافی نہیں۔

سب کا بیان سنئے !

ایک افتراء: تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرمادیا کہ عیسیٰ الصلاۃ والسلام بعد قبض روح آسمان پر اٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کہ انہوں نے ایسا فرمایا حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ ان سے بسند صحیح اس کا خلاف ثابت ہے وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ابھی وفات نہ پائی ان کی موت سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس سے صحیح ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تیسرا افتراء:- صحیح بخاری شریف پر کہ اس میں یہ تفسیر سید عالم ﷺ و ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انکم محشورون وان ناسا یؤخذ بہم ذات
الشمال فاقول کما قال العبد الصالح و کنت
علیہم شہیدا مادمت فیہم الی قولہ العزیز
الحکیم یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ بائیں طرف معاذ
اللہ جانب جہنم لے جائے جائیں گے میں وہ عرض کروں

گا جو بندہ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان
پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے
وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر
تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو
انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا“

اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے
پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی اور بے گانہ و بے علاقہ اس آئیہ کریمہ:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط

کا ذکر ہے یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے۔
رب العزّة جل جلالہ فرماتا ہے:

”يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ط قَالُوا

لَا عِلْمَ لَنَا ط إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ اذْ قَالَ اللَّهُ

يَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ

وَالِدَتِكَ إِذْ أَبَدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي

الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَادْعَ لِمَتِكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَادْتَخَلَقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ

الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي وَتُبْرِي

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ أَخْرَجُ الْمَوْتَى
 بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ
 بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ
 مُبِينٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي
 وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ إِذْ قَالَ
 الْحَوَارِيُّونَ يَٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ
 أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ
 كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
 قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَّقَتْنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ
 الشَّاهِدِينَ ۝ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ
 عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَ
 آخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ قَالَ
 اللَّهُ أَنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي
 أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَإِذْ قَالَ
 اللَّهُ يَٰعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا بِي
 وَأُمِّي إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَنَكَ مَا
 يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ ۖ إِنْ كُنْتُ

قُلْتُهٖ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ
 مَا فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ
 لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اْعْبُدُ اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ
 وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا
 تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنْتَ عَلَىٰ
 كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ
 وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ
 اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۖ جَسَدٌ وَنَجَمٌ
 فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو فرمائے گا تمہیں کیا جواب
 ملا؟ بولے ہمیں کچھ خبر نہیں بیشک تو ہی خوب جانتا ہے
 سب چھپی باتیں جب فرمایا الٹا کرنے اے مریم کے
 بیٹے عیسیٰ یاد کر میرے احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں
 پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں
 سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں
 نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل
 اور جب تو مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے
 بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے

لگتی اور تو مادرِ زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے
 حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے
 زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا
 جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں
 کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں
 نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے
 رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ
 ہم مسلمان ہیں، جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن
 مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے
 ایک خوان اتارے؟ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے
 ہو بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور
 ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے
 ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں، عیسیٰ بن
 مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر
 آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو
 ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور
 ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دے

دینے والا ہے، اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں
 پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب
 دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا اور جب
 فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہہ دیا تھا
 لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا؟
 بولا پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا
 اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو
 میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے
 بے شک تو ہی جانتا ہے سب چھپی باتیں میں نے نہ کہا ان
 سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک
 ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں
 تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر
 چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے
 ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت
 والا ہے فرمایا اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا بچوں

کو ان کا سچ“

اول سے آخر تک یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی وفات پائیں گے ہی نہیں کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کر سکیں شاید جاہل یہاں ”قَالَ اللَّهُ“ اور ”قَالَ سُبْحَنكَ“ میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی۔

قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں ”سورۃ اعراف“ میں دیکھئے:

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ جَنَّتِيوُنَ

دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پایا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے

رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا

قَالُوا نَعَمْ وَدَبُّوْا لَهَا فَآذَنَ مُوَدَّٰثٌ بَيْنَهُمْ تَوْنَدَا كِي

ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار تم

گاہروں پر و نَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَلَّ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

اعراف والے پکارے جنت والوں کو سلام تم پر و نَادَىٰ

أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رَجُلًا يَّعْرِفُ تُوسِيَهُم بِسِيْمَتِهِمْ

اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کی علامت سے

پہچان کر و نَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ

دو قائلو اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلٰی الْکَافِرِیْنَ بولے اللہ

نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔

اسی طرح ”سورہ صافات“ میں:

وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوْنَ (الآیات)

اور ”سورہ ص“ میں:

”قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ“ سے اِنَّ ذٰلِكَ لِحَقُّ

تُخَاصِّمُ اَهْلَ النَّارِ ۝

تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا!

اور ”سورہ زمر“ میں:

”وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ“ سے وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

الَّذِیْ صَدَقْنَا“ الآیہ۔

تک تمام وقائع روز قیامت صیغہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی

آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسالوں کو پھر فرمائے گا تم نے کیا جواب پایا

بولے ہمیں کچھ غلم نہیں۔

یہاں بھی ان کا جواب بصیغہ ماضی ارشاد فرمایا اور نا کافی و نا مثبت آیہ کریمہ:

”إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا“

سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

”جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے

والا اور اپنی طرف اٹھالینے والا اور کافروں سے دور کر

دینے والا ہوں“

اولاً:- حرف واؤ ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہو اس کا پہلے ہی

واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات و رفع و تطہیر سب کچھ ہونے

والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہو لے گی۔

”تفسیر امام عکرمی“ میں ہے:

”مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ كِلَاهُمَا لِلْمُسْتَقْبَلِ وَ

التَّحْدِثِ رَافِعُكَ إِلَيَّ وَ مُتَوَفِّيكَ لِأَنَّهُ رَفَعَ إِلَيَّ

السَّمَاءَ ثُمَّ يَتَوَفَّى بَعْدَ ذَلِكَ“ یعنی یہ دونوں کلمے

مستقبل کے لئے ہیں اور رافعہ الی و متوفیک مقدر

یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں وفات دوں گا

اس لئے کہ انھیں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا پھر اس کے

بعد ان کی وفات ہوگی۔ (فاروقی)

”تفسیر سمیں و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر

ارشاد العقل“ میں ہے:

”واللفظ للنفسى او مميتك فى وقتك بعد النزول
من السماء و رافعك الآن اذالوا ولا يوجب
الترتيب“ یعنی یہ الفاظ نفسی کے ہیں ”یا تمہیں موت دوں
گا تمہاری موت کے وقت میں آسمان سے اتارنے کے
بعد اور اس وقت میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں“ اس لئے کہ واؤ
ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔ (فاروقی)

”تفسیر کبیر“ میں ہے:

”الاية تدل على انه تعالى يفعل به هذه الا
فعال فاما كيف يفعل ومتى يفعل فالامر فيه
موقوف على الدليل وقد ثبت الدليل انه
حی“ یعنی آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ یہ افعال کرتا ہے تو رہا یہ کہ
کس طرح کرتا ہے اور کب کرتا ہے؟ تو یہ معاملہ دلیل
پر موقوف ہے اور دلیل اس بات قائم ہو چکی ہے کہ وہ
زندہ ہیں۔ (فاروقی)

ثانیاً:- ”توفی“ خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں ”توفی“ کہتے ہیں ”تسلم و قبض“ اور پورالے لینے کو ”کبیر“ کی عبارت اوپر گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم و روح تمام و کمال اٹھالوں گا ”تفسیر جلالین“ سے گزرا متوفیک قابضک و رافعک من غیر موت ”معالم التنزیل“ سے گزرا کہ حسن کلبی و ابن جریج نے کہا انی قابضک و رافعک من غیر موت .

اسی میں ہے:

”فعلى هذا للتوفى تاويلان احدهما انى رافعك انى
وافيالك ينالو امنك شيئاً من قولهم توفيت من كذا
كذا واستوفيته اذا اخذته تاماً والأخرانى متسلمك
من قولهم توفيت منه كذاى تسلمته“ یعنی اس بناء پر
”توفی“ کی دو تاویلیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ”میں تم
کو مکمل سلامتی کے ساتھ اٹھالوں گا تو لوگ تمہارا کچھ نہ
بگاڑ پائیں گے“ (جیسے) اہل زبان کا قول کہ ”میں نے
اسے ایسے ایسے لے لیا جبکہ اس کو پورا پورا لے لے“
اور دوسری تاویل یہ ہے کہ ”میں تمہیں ان سے لے لوں گا“
(جیسے) اہل زبان کا قول کہ ”میں نے اس چیز کو ان
سے حاصل کر لیا“۔ (فاروقی)

”کشاف و انوار التزئیل و تفسیر ابی السعد و تفسیر نسفی“ میں ہے:

”اوقابضك من الارض من توفيت مالی“ یعنی

میں تجھے زمین سے اچک لوں گا (جیسے) اہل زبان کا

قول کہ میرا مال اچک لیا گیا۔ (فاروقی)

”خفاجی علی البیضاوی“ میں ہے:

”ولذا فسر التوفی برفعه و اخذه من الارض کما

یقال توقیت المال اذا قبضته“ یعنی اس لئے

”توفی“ کی تفسیر ”زمین سے اٹھائے جانے سے“ کی

جیسے کہا جائے کہ ”میرا مال فوت ہو گیا جب اسے لے

لیا جائے۔ (فاروقی)

مثالاً:۔ توفی بمعنی استیفاء اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا

اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی

موت انتقال کرو گے۔

”تفسیر سمیں و تفسیر جمل و تفسیر مدارک و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر

ارشاد“ میں ہے:

”انسی مستوفی اجلک و مؤخرک و عاصمک من ان

یقتلک الکفار الی ان تموت حتف انک“ یعنی میں

پورا کریں گا تمہارے اجل کو اور تمہیں مؤخر کروں گا اور
میں تمہیں محفوظ رکھوں گا کفار کے قتل کرنے سے یہاں
تک کہ تم اپنی طبعی موت پاؤ۔ (فاروقی)

”تفسیر کبیر“ میں ہے:

”ای متمم عمرک فحیثئذ اتوفاک فلا اترکھم
حتی یقتلوك و هذا تاویل حسن“ یعنی میں تمہاری
عمر کو مکمل کروں گا تو اس وقت تمہیں وفات دوں گا میں
نہیں چھوڑوں گا ان کے لئے وہ کہ تمہیں قتل کر دیں
اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فاروقی)

رابعاً:- وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود قال اللہ تعالیٰ:
”وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَاللَّهُ هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم
دیتا ہے رات میں یعنی سلاتا ہے“

وقال اللہ تعالیٰ:

”اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي
مَنَا مِهَا اللہ تعالیٰ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت
کے وقت اور جو نہ مرنے انہیں ان کے سوتے میں“

تو معنی یہ ہوئے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور سوتے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ اٹھائے جانے میں وہشت نہ لاحق ہو یہی قدا، امام ربیع بن انس کا ہے۔
 ”معالم“ میں ہے:

”قال الربيع بن انس المراد بالتوفي النوم و
 كان عيسى قد نام فرفعه الله تعالى الى السماء
 ومعناه اني منيمك ورافعك الي“ یعنی ربیع ابن
 انس نے کہا کہ: ”توفی“ سے مراد ”نوم“ ہے کہ عیسیٰ علیہ
 الصلوٰۃ والسلام سوتے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں
 آسمان پر اٹھالیا اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں سلاؤں
 گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔ (فاروقی)
 ”مدارک“ میں ہے:

”او متوفى نفسك بالنوم و رافعك وانت نائم
 حتى لا يلحقك خوف و تستيقظ وانت فى
 السماء امن مقرب“ یعنی میں تمہیں لے لوں گا
 سوتے میں اور تمہیں اٹھالوں گا اس حال میں کہ تم سو رہے
 ہو گے تاکہ تمہیں خوف نہ ہو اور تم بیدار ہو اس حالت

میں کہ آسمان میں مامون و مقرب ہو۔ (فاروقی)

”کشاف و انوار و ارشاد“ میں ہے:

”او متوفیک نائمًا ذروی انه رفع نائمًا“ یعنی

میں تمہیں خواب میں لے لوں گا اس لئے کہ: مروی

ہے عیسیٰ علیہ السلام سوتے میں اٹھائے گئے۔ (فاروقی)

اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور، تو وفات

کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرا دینا محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں

اصلاً پتا نہیں۔

اقول بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم کا رد فرما رہی ہے ان

کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں۔

”متوفیک رافعک مطہرک“ اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت

دوں گا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انھیں

موت کا پیغام دیا گیا اور کون سی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح

آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

”اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا بِآیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ بِسَبَبِ شَکِّ جَنِّ لَوْکُوْنَ نَعْمَ ہَمٰرِی

آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے نہ
کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے“

تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں درہائے
(دروازہائے) آسمان بند کر لئے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں
بخلاف مومن کہ اس کی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل و علا کو سجدہ کرتی ہے تو
پچھلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل۔

آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارت عظیمہ
مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے اور جیتے جی
آسمان پر اٹھالوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کر دوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلاً
دستر نہ ہوگی جب دوبارہ دنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انہیں قتل
کرو گے اور انہیں کو بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کر دو گے کہ ایک دین
حق تمہارے نبی محمد ﷺ کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع و ماویٰ معہذا۔
شروع کلام میں فرمایا ہے:

”وَمَكْرُورٌ وَمَكْرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَا كِرِينَ ۝۱۵ قَالَ

اللَّهُ يَعْيسِيْ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ الْاَيَةَ“

یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

”کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا انھیں قتل کرنا چاہا اور

اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ ان کا مکر الٹا

انھیں پر پڑا جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تیرے

ساتھ یہ باتیں کرنے والا ہوں“

انصاف کیجئے اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا

چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت نکال

لے جائے ان کا چاہنا نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود

موت دیدے ان کی مراد تو یوں بھی برآئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اس کی غرض یہی

ہوتی ہے کہ جان سے جائے وہ حاصل ہو گیا ان کے ہاتھوں سے نہ سہی اللہ کے ہاتھ

سے سہی بخلاف اس کے کہ انھیں ان کے قادر ذوالجلال والا کرام نے زندہ اپنے

پاس اٹھا لیا کہ انھیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں انھیں کے دست مبارک سے

نیست و نابود کرائے تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے:

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَا كِرِيْنَ ۝

یعنی اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا

ہے، ایسی تحقیق ہونی چاہیے اور اللہ

ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فاروقی)

هٰكذَا يَنْبَغِي التَّحْقِيْق

واللہ ولی التوفیق۔

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبروتی

تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے دو آیت بھی قطعیہ الدلالتہ ہو حدیث ہو بھی

تو خاص صحیح بخاری کی ہو حالاں کہ از روئے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بار ثبوت ذمہ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً و نقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء حضرت عبداللہ بن عباس پر افتراء صحیح بخاری شریف پر افتراء محض بیگانہ و اجنبی سے استناد نہ قرآن پر بس نہ قطعیت کی ہوس اور کیا نا انصافی کے سر پر سنگ ہوتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ الظیم۔

تنبیہ سوم:- اس نئے فیشن کے مسیحوں کا سچے مسیح رسول اللہ و کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ سوال کہ اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنادے گا اگر ازراہ نادانی ہے تو محض سفاہت و جہالت ورنہ صریح شرارت و ضلالت۔

حاش اللہ نہ وہ خود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفاء دیتا ہے نہ اللہ عز و جل انہیں معزول فرمائے گا نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے یہ سفیہ اپنی حماقت سے نبی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے میں باہم منافات سمجھا یہ اس کی جہالت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی قدر رفع سے غفلت ہے وہ نہیں

جانتا کہ ایک عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر موقوف نہیں ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ کلیم اللہ و نوح نجی اللہ و آدم صفی اللہ و تمام انبیاء اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے امتی ہیں حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے۔

حدیث میں ہے حضور نبی الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں:

”لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی اگر موسیٰ زندہ

ہوتے انھیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی

رواہ احمد و البیہقی فی الشعب عن جابر بن

عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ (یعنی احمد اور

بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فاروقی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”والذی نفس محمد بیدہ لو یدأکم موسیٰ

فاتبعتموہ وترکتونی لضللتم عن سواء السبیل

ولو کان حیاً وادرك نبوتی لاتبعنی قسم اس کی

جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان پاک ہے

اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان

کی پیروی کرو تو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر
وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور
میرا اتباع کرتے“

اس وقت توریت شریف کا ذکر تھا لہذا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا ورنہ
انھیں کی تخصیص نہیں سب انبیاء کے لئے یہی حکم ہے۔
یہ سفہاء قرآن مجید کا نام لیتے اور حدیثوں سے منکر ہو کر فریب ذہنی عوام کے
لئے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں مگر استغفر اللہ قرآن کی انھیں ہوا بھی نہ لگی یہ
منہ اور قرآن کا نام اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بیہودہ سوال کا منہ نہ پڑتا۔
اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۖ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ
إَصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا ۖ وَأَنَا مَعَكُمْ
مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ۝ اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں
سے جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر آئے
تمہارے پاس ایک رسول تصدیق فرماتا ہوا اس کتاب کی

جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا
 اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے
 پیغمبرو! کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا اور اس عہد پر میرا
 ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو آپس
 میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے
 ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائے تو
 وہی لوگ بے حکم ہیں“

کیوں قرآن کا نام لینے والو! کیا یہ آیتیں قرآن میں نہ تھیں کیا اللہ عزوجل نے
 اس سخت تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محمد رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا کیا اس عہد سے ان سب کو محمد رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی نہ بنا دیا کیا یہ عہد لیتے وقت انھوں نے نبوت سے
 استعفا کیا یا اللہ عزوجل نے انھیں معزول کر کے امتی کر دیا؟

اے سفیہو! اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے
 اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی و ناصر دین ہو کر رہیں گے

آسمان نسبت بعرش آمد فرود

گرچہ بس عالیست پیش خاک تود

اس آئیہ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب ”تجلی البقیۃ باب فینا سیر السلسلہ“ مطالعہ کرو اور ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے پر ایمان لاؤ۔
 گرچہ شیریں دہناں بادشہاں ندوے
 اوسلیمان جہان ست کہ خاتم با اوست

صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہم وبارک وسلم

رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رجوع کریں گے اس کا جواب وہی ہے کہ:

”ما المسئول عنہا با عہم من السائل“ یعنی جس

سے پوچھا گیا وہ سائل سے زیادہ جانتا ہے۔ (فاروقی)

اتنا یقینی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آ پہنچا ہے کہ وہ آفتاب ہدایت و کمال افق رحمت و جمال و قہر و جلال سے طلوع فرما کر اس زمین تیرہ و تار پر تجلی فرمائے اور ایک جھٹک میں تمام کفر بدعت نصرانیت، یہودیت، شرک، مجوسیت، نیچریت، قادیانیت، رفض خروج وغیرہ اقسام ضلالت سب کا سویرا کر دے تمام جہان میں ایک دین اسلام ہو اور دین اسلام میں صرف ایک مذہب اہل سنت باقی رہے سب تہ تیغ واللہ الحجة انسانیہ مگر تعین وقت کے آج سے کئی سال کے ماد باقی ہیں نہ ہمیں بتائی گئی نہ ہم جان سکتے ہیں جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم :- مسلمانو! اللہ عزوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی و بھمی و شیطانی بنایا ہے جسے وہ ہدایت فرمائے صفات ملکی ظہور کرتے اور اسے بعض یا کل ملائک سے افضل کر دیتے ہیں کہ :

”عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی“

یعنی میرے نزدیک میرا مؤمن بندہ بعض فرشتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (فاروقی)

شریعت ان کی شعار ہوتی ہے اور تقویٰ ان کا وثار کہ :

”لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ“

یعنی جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انھیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

تواضع و فروتنی ان کی شان جلی اور تکبر و تعالیٰ سے تشکر کلی کہ :

”ان الملائكة لتضع اجنحتها لطالب العلم“ یعنی بے شک

فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں (فاروقی)

اور جس نے صفات بھمی کی طرف رجوع کی بہائم دار لیل و نہار بطن و فرج کا

خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر و گرفتار کہ :

”أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْتُمْ أَضْلَٰطَ“ یعنی وہ چوپایوں کی

طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ (کنز الایمان)

اور جس پر صفات شیطانیہ غالب آئیں تکبر و ترفع اس کا دین و آئین کہ:

”أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ“ یعنی منکر ہوا

اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (کنز الایمان)

یہ ہر وقت طلب جاہ و شہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالتے جس سے آسمان تعلیٰ پر ٹوپی اچھالے دور دور نام مشہور ہو خاص و عام میں ذکر مذکور ہو، اپنا گروہ الگ بنائیں وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے وہ ”أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَىٰ“ بولتے اور دعوے خدائی کی دکان کھولتے ہیں جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون و نمرود وغیرہما مردود اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے سوا ایک اور مسیح خرنشین یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں کذاب یمامہ و کذاب ثقیف وغیرہما خبیثوں کی طرح ادعائے رسالت و نبوت پر تھکتے ہیں اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زماں کوئی مجتہد وقت کوئی چشین و چناں۔ ہندوستان جس میں مدتوں سے اسلام بے سردار ہے اور دین بے یاور نفس امارہ کی آزادیاں کھلے بندوں رہنے کی شادیاں یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں ہزاروں مجتہد سیکڑوں ریٹارر مقتنات تہذیب مشرکان نیچر کتنے ہی مہدی کتنے مذہب گر حشرات الارض کی طرح نکل پڑے اور خدا کی شان ینہدی من یشاء ویضل من یشاء جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا پیچھے قتل کے اندھے قسمت کے اوندھے اس کے کے پیچھے بولنے آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو تہجد کرتے

یہی آدمی ہوں گے جو دجال کا ساتھ دیں گے ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے اور زمین کا پیوند ہوئے۔

سنا جاتا ہے ایک صاحب کو پانچ پانی کے زور میں نئی اُتچ کی سو جھمی کہ مہدی بننا پرانا ہو گیا اور نرا امتی بننے میں لطف ہی کیا لاؤ عیسیٰ موعود بنیں اور ادعائے الہام کی بنیاد پر نبوت کی دیوار چنیں اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگتا اور ان کی سمجھ میں آگیا جب تو جنگل میں منگل ہے سولی کے دن گئے برے کی شادی کا دن گل ہے یورپ و امریکہ و برما و انڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں اپنے ہی بندے خداوند تاج و شہی ہیں پاؤں میں چاند تارے کا جوتا سر پر سورج کا تاج ہو گا باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہو گا اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پورے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ تیار شہرت حاصل ہر داری برقرار۔

اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے صدا ہا جل کھیلے وہاں ایک ہلکا سا بچہ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم و علیہ الصلوٰۃ و التسلیم تو مر بھی گئے اب وہ کیا خاک اتریں گے اور کیا کریں دھریں گے جو کچھ ہیں ہمیں ذات شریف ہیں ہمیں آخری امید گاہ میں حنیف ہیں ہمیں قاتل خنزیر ہمیں قاطع یسود ہمیں کاسر صلیب ہمیں مسیح موعود گویا انھیں کی ماں کنواری انھیں کا باپ معدوم احادیث متواترہ میں انھیں کے آنے کی دھوم مگر یہ ان کی نرمی خام ہوس ہے اور حیات و موت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث۔

ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں اگر نہیں اور بیشک نہیں جیسا کہ ہم مقدمہ خامسہ میں روشن کر آئے جب تو اس دعوے سے تمہیں کیا نفع ملا اور احادیث نزول کو اپنے اوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا اور اگر بالفرض منافی جانئے تو یقیناً لازم کہ موت سے انکار کیجئے حیات ثابت مانئے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا مگر نزول یقینی کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات متواترہ اس کی دلیل قطعی مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جاننے والے نہیں جو کوئی ان کے خلاف کہے اگر چہ زمین سے آسمان تک اڑے مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر از بول اسی کے منہ پر مار کر الگ ہو جائیں گے اور مصطفیٰ ﷺ کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے دنیا نہ آخرت میں آمین آمین بجاہ عندک یا الرحمن الرحیمین۔

اور بفرض باطل یہ سب کچھ سہی پھر آخر تمہاری مسیحیت کیوں کر ثابت ہوئی؟ ثبوت دو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو!

وہ دیکھو قرآن کی بارگاہ سے محروم پھرتے ہو اچھا وہاں نہ ملا حدیث سے دو، وہ دیکھو حدیث کی درگاہ سے خائب و خاسر پلٹتے ہو خیر یہاں بھی ٹھکانا نہ لگا تو کسی صحابی ہی کا ارشاد کسی تابعی ہی کا اثر کسی امام کا قول کچھ تو پیش کرو کہ احادیث متواترہ میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نزول عیسیٰ کی بشارت دی ہے اس سے مراد کوئی ہندی پنجابی ہے جہاں جہاں ابن مریم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ مغل زادہ مراد ہے اور ایسے بدیہی

البطالان و عیووں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو ہر طرف سے ناامید ہر طرح سے باطل تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور اٹے اچھلنے سے کیا حاصل حضرت مسیح مع جسم و روح یا صرف روح سے بعد انتقال گئے یا جیتے جاگتے تمہیں کیا نفع اور تم پر ذلت بے ثبوتی کیوں کر دفع تمہارا مطلب ہر طرح مفقود تمہارا دعا ہر طرح مردود پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے؟ اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل، پنجابن کو مریم، نطفے کو کلمہ، اول کو اکرم، بیابہ کو کنواری، ادخال کو دم کیوں کر بنا لو گے؟ بالجملہ وہی دو حرف کہ مقدمہ ثالثہ و رابعہ میں گزرے ان تمام جہالات فاحشہ کے رد میں کافی و وافی ہیں واللہ الحمد۔

تنبیہ پنجم :- بفرض باطل یہ بھی سہی کہ نزول عیسیٰ سے مراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اتنا ہی تو ارشاد فرمایا کہ نزول عیسیٰ ہوگا بلکہ اس سے پہلے بہت وقائع ارشاد ہوئے ہیں کہ جب یہ واقع ہو لیں گے اس کے بعد نزول ہوگا اس کے متعارن بہت احوال و اوصاف بتائے گئے کہ اس طور پر اتریں گے یہ کیفیت ہوگی اس کے لاحق بہت حوادث و کوائن بیان فرمائے گئے کہ ان کے زمانے میں یہ ہوگا آخر ان سب کا صادق آنا تو ضرور ہے۔

مثلاً سابقات میں روم و شام و تمام بلاد اسلام باستثنائے حریم شریفین سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا سلطان اسلام کا شہادت پانا تمام زمین کا فتنہ و فساد سے بھر جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکہ معظمہ کو ہجرت کر جانا وہاں حضرت امام آخر

الزماں کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا اولیاء کرام و سائر اہل اسلام کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا نصاریٰ کا وابق یا اعماق ملک شام میں لام باندھنا۔

ان کی طرف مدینہ طیبہ سے لشکر اسلام کا نہضت فرمانا، نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نو مسلموں سے لڑائی مانگنا، مسلمانوں کا انھیں اپنی پناہ میں لینا، لشکر مسلمین کا تین حصے ہو جانا، نصاریٰ پر فتح عظیم پانا، فتح یاب حصے کا قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھیننا، ملحمہ کبریٰ کا واقع ہونا، ہزار ہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کر لیں گے یا شہید ہو جائیں گے اور شام تک سب کا شہید ہو جانا، آخر میں نصرت الہی کا نزول فرمانا، مسلمانوں کا فتح اجل و اعظم پانا، اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مر کر گر جائے۔

مسلمانوں کا اموال غنیمت تقسیم کرتے میں ابلیس لعین کی زبان سے خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا، وہاں اس کا نشان نہ پانا، پھر اس خبیث اعداؤنا اللہ منہ کا ظہور کرنا، بیشمار عجائب دکھانا، مینہ برسانا، کھیتی اگانا، زمین کو حکم دے کر خزانے نکوانا، خزانوں کا اس کے پیچھے بولینا، سب سے پہلے بستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اس کافر پر ایمان لانا، اس کا لشکر بننا، دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرنا اس (مسلمان) کا اس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اگر

کچھ کر سکتا ہے تو اب تو مجھے کچھ ضرر پہنچا پھر اس کا ان پر قدرت نہ پانا، خائب و خاسر ہو کر رہ جانا، چالیس روز میں اس ملعون کا حرمین طہیین کے سوا تمام جہاں میں گشت لگانا، اہل عرب کا سمٹ کر ملک شام میں جمع ہونا، اس خبیث کا انھیں محاصرہ کرنا، بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا۔

کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہو گئے؟ واللہ کہ صریح جھوٹے ہو۔

اب چلے مقارنات: ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ گھبراؤ نہیں فریادرس آپہنچا عیسیٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باب دمشق کے پاس دمشق الشام کے شرقی جانب منارہ سپید کے نزدیک دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے آسمان سے نزول فرمانا بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا جب سر جھکائیں یا اٹھائیں موئے مبارک سے موتیوں کا جھڑنا یہاں تکبیر ہو چکی نماز قائم ہے، حضرت امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا، حضرت کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا، سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا، اس طرف ستر ہزار یہود مسلح کے ساتھ اس مسیح کذاب یک چشم کا ہونا، مسیح صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اس کا بدن گھٹا، بھاگنا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کے تعاقب میں جانا ”باب لد“ کے پاس اسے قتل فرمانا، اس کا خون ناپاک اپنے نیزہ پاک پر دکھانا، کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں؟ کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے؟ لا واللہ صریح جھوٹے ہو۔

آگے سنئے واقعات عہد مبارک: سید موعود مسیح محمود صلوات اللہ

تعالیٰ و سلامہ کا صلیبیں توڑنا، خنزیر کو قتل فرمانا، جزیہ اٹھا دینا، کافر سے ”اما لا سلام واما السیف“ پر عمل فرمانا یعنی ”اسلام لا ورنہ بلوار“ تمام کفار روئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا، یہود کو گن گن کر قتل فرمانا، پیڑوں پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا اے مسلمان آئیہ میرے پیچھے یہودی ہے سو دین اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست و نابود ہو جانا، روحاء کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا، مزار اقدس سید اطہر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر سلام کرنا، قبر انور سے جواب آنا اور ان کے زمانے میں ہر طرح کا امن و چین ہونا، لالچ حسد بغض کا دنیا سے اٹھا جانا، شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا، بھیڑیے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا، سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا، کسی کو ضرر نہ پہنچانا، آسمان کا اپنی برکتیں اونڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہو جانا، اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا (کہ) چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت کا آ جانا، ایک بکری کے دودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا، روئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا، دیئے والا اشرافیوں کے توڑے لئے پھرے کوئی قبول نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہ تمہارے اس زمانہ پر شور و شین کے حالات ہیں؟ کلاً واللہ صریح جھوٹے ہو، اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یا جوج و ما جوج کا عہد عیسوی میں نکلنا، دجلہ و فرات وغیرہ ما دریا کے دریا پی کر بالکل سکھا دینا، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحکم الہی مسلمانوں کو کوہ طور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا، یا جوج و ما جوج کا دنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا

کہ زمین تو ہم نے خالی کر لی اب آسمان والوں کو باریں، اللہ عالیٰ کا ان خبیثوں کے استدراج کے لئے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، ان کا ویکھ کر خوش ہونا کو دنا، پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا سے ان اشیاء پر بلائے نغف کا آنا، سب کا ایک رات میں ہلاک ہو کر رہ جانا، روئے زمین کا ان کی عفوئت سے خراب ہونا، دعائے عیسیٰ سے ایک سخت آندھی آکر ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ و مسلمین کا کوہ طور سے نکلنا، شہروں میں از سر نو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامت دین و حکومت عدل آئین فرما کر وفات پانا، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا۔

جب تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو پوری کر لو تو انشاء اللہ العظیم سب مسلمان علانیہ دیکھ لیں گے کہ حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے تمہیں تو گلا دبا کر تمہارے مقرر اصلی کو پہنچایا اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آیا پھر تم کیوں کر مماثل عیسیٰ و مراد احادیث ہو سکتے ہو؟ اگر کہئے ہم حدیثوں کو نہیں مانتے، جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکر کلام رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

مگر یہ تو فرمائیے کہ پھر آپ مسیح موعود کس بنا پر بنتے ہیں؟ کیا قرآن عظیم میں کوئی آیت صریح قطعیت الدالۃ موجود ہے کہ عیسیٰ کا فزول موعود ہے؟ تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود کہاں سے گار ہے ہو؟ انہیں حدیثوں سے، جب حدیثیں نہ مانو گے موعودی کا پھندا کس گھر سے لاؤ گے؟ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر بحمد اللہ مسلمان کبھی ایسی زٹلیات پر کان نہ رکھیں گے کیا ممکن ہے کہ

معاذ اللہ معاذ اللہ وہ ارشادات مصطفیٰ ﷺ کو جھوٹا جانیں اور ان کے منکر مخالف کو سچا؟

حاشا للہ اور پھر مخالف بھی وہ جو خود انھیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی

پلاؤ پکاتا ہوتا ہمارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی مگر تطبیق اوصاف و وقائع کے وقت جھوٹی

یعنی تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان

لا تے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو

جو تم میں ایسا کرے اس کا کیا بدلہ ہے

مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت

میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے

جائیں گے اور اللہ تمہارے کو تکوین سے

غافل نہیں اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے

انصاف لوگ اور اللہ ہی کے لئے حمد

ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

اَفْتُوْا مَنْوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضِ ۚ فَمَا

جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِی الْحَیٰوَةِ

الدُّنْيَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیَمَةِ یُرَدُّوْنَ

اِلَیْ اَشَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا اللّٰهُ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَقِیْلَ

بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

جواب سوال اخیر اب نہ رہا مگر سائل کا حضرت امام مہدی و اعور دجال

کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کے جواب لیجئے۔

قولہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟

اقول ہے اور بہت تفصیل ہے۔

قولہ ہے تو اس کی آیت۔

اقول ایک نہیں متعدد، دیکھو سورہ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی،

سورہ فتح شریف آخر آیت کا صدر، سورہ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں وغیرہ ذلک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم:- دیکھو مقدمہ اولیٰ۔

جواب سوم:- قادیانی کا نکلنا اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا

نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ؟

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ

الْآٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب ۲۲ رمضان مبارک روز جان افروز دوشنبہ ۱۳۱۵ھ کو

حلیہ پوش اختتام اور بلحاظ تاریخ ”الصادم الربانی علی اسراف القادیانی“

بہو و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

محمد المعروف بحامد رضا البریلوی

عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتاویٰ حامد

کتاب

الطہارۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
 کچی چھینٹ اور رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہیں کپڑا پاک ہے یا
 پلید؟ بینو او تو جزوا۔

(الجواب:- علاوہ ازیں کہ ہماری شریعت کچھ سہلہ کا ضابطہ عامہ و اصل کلی ہے کہ:

”الاصل فی الاشیاء الطہارۃ“ یعنی اشیاء میں اصل

(فاروقی)

طہارت ہے۔

تو جب تک کہ بطریق شرعیہ پڑیا میں اسپرٹ وغیرہ نجاست کا میل یقینی طور پر
 ثابت نہ ہو جائے اس کی نجاست کا حکم رجما بالغیب و بے ثبوت ہوگا، میں کہتا ہوں
 اگر بطریق شرعی ثابت ہو جائے کہ پڑیا میں اسپرٹ کا میل ہے تو اس میں شک نہیں
 کہ ہتھیوں کو اس کی رنگت میں ابتلائے عام ہے اور عموم بلوئی نجاست متفق علیہا میں
 باعث تخفیف حتی فی موضع النص القطعی۔

”کما فی ترشیش البول قدر رؤس الابر کما حققہ

المحقق عی الاطلاق فی فتح القدیر“ یعنی جیسے سوئی

کے نوک کے برابر پیشاب کے چھینٹے میں ہے جیسا کہ محقق

علی الاطلاق نے ”فتح القدیر“ میں ثابت کیا۔ (فاروقی)

نہ کہ محل اختلاف میں جو زمانہ صحابہ سے عہد مجتہدین تک برابر اختلافی چلا آیا نہ

کہ جہاں صاحب مذہب حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا اصل مذہب طہارت ہو اور وہی امام ثالث امام محمد سے بھی ایک روایت اور اسی کو طحاوی وغیرہ ائمہ ترجیح و تصحیح نے مختار مرجع رکھا ہونہ کہ ایسی حالت میں جہاں اس مصلحت کو بھی دخل نہ ہو جو متاخرین اہل فتویٰ کو اصل مذہب سے عدول اور روایت آخری امام محمد کے قبول پر باعث ہوئی نہ کہ جب مصلحت الٹی اس کے ترک اور اصل مذہب پر افتاد کی موجب ہو تو ایسی جگہ بلا وجہ بلکہ برخلاف وجہ مذہب مہذب صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترک کر کے مسلمانوں کو ضیق و حرج میں ڈالنا اور عامہ مؤمنین و مؤمنات جمیع دیار و اقطار ہندیہ کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور انھیں آثم و مصر علی الکبیرۃ قرار دینا روش فقہی سے یکسر دور پڑنا ہے۔

غرض پڑیا پاک ہے۔

اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں اور ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے۔

فقیر اس زمانے میں اس پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے:

کما افتی بہ حضرة

یعنی جیسا کہ اس سلسلے میں میرے

استاذی و والدی و مجدد

استاذ اور والد گرامی حضرت مجدد

المائة الحاضرة امام اهل السنة مد ظلهم العالی۔
 مائة حاضرة امام اهل سنت مد ظلهم العالی نے فتویٰ دیا۔ (فاروقی)

اور اس سے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے۔
 و الحرج مدفوع بالنص
 وعموم البلوی من موجبات
 التخفيف لا سيما في مسائل
 الطهارة والنجاسة۔
 یعنی حرج دفع ہوتی ہے نص سے
 اور عموم بلوی سے موجبات تخفیف
 کے سبب خاص کر مسائل طہارت
 اور نجاست میں۔ (فاروقی)

ہاں بادامی رنگ کی پڑیا کو سوا (کہ اس کی طہارت میں کوئی شبہ نہیں) اور رنگت کی
 پڑیا سے ورع کے لئے بچنا اولیٰ ہے:

وهذا كله مصرح في
 الفتاوى المباركة العطايا
 النبوية في الفتاوى الرضوية
 یعنی ان تمام مسئلے کی تصریح فتاویٰ
 مبارکہ ”العطايا النبوية في الفتاوى
 الرضوية“ میں فرمائی۔ (فاروقی)

والله تعالى اعلم بالصواب وعندنا امر الكتاب.

محمد بن المعروف بحامد رضا البریلوی

كان له الله تعالى بنجاح حبيب، احمد المجتبي عليه التحية والثناء.

فتاویٰ حامد پر کتاب الصلوٰۃ باب

الان ان والاقامة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ از: جناب مولانا محمد جمیل الرحمن خان صاحب بریلوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱)..... جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲)..... خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳)..... فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ

لکھا ہے یا نہیں؟

(۴)..... اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر

اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج

حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و

فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا؟

(۵)..... نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین

واحکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو؟

(۶)..... مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث و فقہ ہوں؟

(۷)..... سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ، زندہ کی جائے گی یا سنت مردہ؟ سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی؟

(۸)..... علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی؟

(۹)..... جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰)..... جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ اس کے سامنے دیوار ہیں اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہئے؟ امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل و مدلل ارشاد ہوگا بینوا و توجروا۔

الْجَوَابُ لِلَّهِمَّ هِدْنِي إِلَى الصَّوَابِ

جواب سوال اول :- رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد

سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔

”سنن ابی داؤد شریف“ جلد اول صفحہ ۱۵۶/۱ میں ہے:

”عن السائب بن يزيد رضى الله تعالى عنه قال كان

يؤذن بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ابى

بكر وعمر يعني جب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر

تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان

ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں“

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے

مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا

ضرور فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم :- جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ

بعض صاحب جو ”بین یدیہ“ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے، دیکھو حدیث

میں ”بین یدیدہ“ ہے اور ساتھ ہی ”علی باب المسجد“ ہے یعنی حضور اقدس ﷺ و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرہ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی بس اسی قدر ”بین یدیدہ“ کے لئے درکار ہے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال سوم :- بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔

”فتاویٰ قاضی خاں“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے“

”فتاویٰ خلاصہ“ قلمی صفحہ ۶۲ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد میں اذان نہ ہو“

”خزانۃ المفتیین“ قلمی فصل فی الاذان (میں ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ کہیں“

”فتاویٰ علمگیری“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۷ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان منع ہے“

”بحر الرائق“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ (پر ہے):

”لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان کی

ممانعت ہے“

”شرح نقایہ“ علامہ برجندی صفحہ ۸۴ (پر ہے):

”فیہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد (یعنی) امام صدر

الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو“

”غنیۃ شرح منیہ“ صفحہ ۳۷۷ (پر ہے):

”الاذان انما یكون فی المئذنة او خارج المسجد و

الاقامة فی داخله (یعنی) اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد

کے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر“

”فتح القدر“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱ (پر ہے):

”قالوا لا یؤذن فی المسجد (یعنی) علماء نے مسجد میں اذان

دینے کو منع فرمایا ہے“

ایضاً باب الجمعة صفحہ ۴۱۴ (پر ہے):

”هو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراهة

الاذان فی داخله (یعنی) جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الہی ہے مسجد

میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے“

”طحطاوی علی مراقی الفلاح“ طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ (پر ہے):

”یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن

النظم یعنی نظم امام زند و بستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان
مکروہ ہے“

یہاں زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ”عمدة الرعاۃ
حاشیہ شرح وقایہ“ جلد اول صفحہ ۲۲۵ میں لکھتے ہیں:

”قوله بین یدیه ای مستقبل الامام فی المسجد کان او
خارجہ والمسنون هو الثانی یعنی ”بین یدیه“ کے معنی
صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور
سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو“

جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو
اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف
دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ ”بین یدیه“ سے
یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام
کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر
صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے
جائیں گے جو سنت کے مطابق ہیں۔

بہر کیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد

کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے واللہ الحمد
واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال چہارم: - ظاہر ہے کہ حکم حدیث وفقہ کے خلاف رواج پر

اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال پنجم: - ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و

خلفائے راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ
سنت و حکم حدیث وفقہ سے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ششم: - مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی۔

”مسک متقط“ علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ (پر ہے):

”المطاف هو ما كان في زمنه صلى الله تعالى عليه و

سلم مسجدا“ یعنی مطاف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ

اقدس میں مسجد تھا۔ (فاروقی)

تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے

جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی و لہذا مسجد اگر بڑھا کر

کنواں کو اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں

بنانا ہرگز جائز نہیں۔

”فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ خلاصہ، فتاویٰ علمگیریہ“ صفحہ ۴۰ (پر ہے):

”یكره المضمضة و الوضوء فی المسجد الا ان یكون

ثمہ موضع اعد لذلك و لا یصلی فیہ“ یعنی مسجد میں کلی

اور وضو کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہاں ایسی جگہ ہو جو اس کے لئے

بنائی گئی ہو اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فاروقی)

وہیں ہے:

”لا یحفر فی المسجد بئر ماء ولو قديمة تترك

كثیر زمزم“ یعنی مسجد میں کنواں نہ کھودا جائے اور اگر پرانا ہو تو اسے

یونہی باقی رکھا جائے جیسا کہ آب زمزم کا کنواں۔ (فاروقی)

تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ

زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہند کے تو یہ خلاف ہوا اور وہ

جو ”بین یدیدہ“ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم

و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل

منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسے کہ ”غنیۃ“ سے گزرا اور اسی طرح ”خلاصہ و

فتح القدیر و بر جندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد کے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو چاہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی شوب و بکے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”من قطع صفا قطعہ اللہ (یعنی) جو صف کو قطع کرے اللہ

اسے قطع کر دے“ رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح

عن ابن عمر رضی تعالیٰ عنہما

نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑیوں سے منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ

مکبرہ کہ چار جگہ سے جگہ گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو

مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہو اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں

پیش کرنا کیا انصاف ہے؟

اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ

ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باوازا ہر نام پر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں

جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور پھر سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔
 ”درمختار ورد المختار“ جلد اول صفحہ ۸۵۹ (پر ہے):

”امامنا يفعلہ المؤذنون حال الخطبة من الترضی

ونحوہ فمکروه اتفاقا یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت

رُش اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے“

یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار، علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں، دیکھو ”فتح القدیر“ جلد اول صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ / و ”درمختار ورد المختار“ صفحہ ۶۱۵ / خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب ”مجمع الانہر“ رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں۔
 دیکھو ”فتاویٰ اسعدیہ“ جلد اول صفحہ ۸ / آخر میں فرمایا ہے:

”امَّا حركات المكبرين و صنعتهم فاننا ابرؤ الى الله

تعالیٰ منہ یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں، جو کام ہیں میں ان

سے اللہ تعالیٰ کی طرف برأت کرتا ہوں“

اور او پر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا جت
 ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم واللہ تعالیٰ اعلم
جواب سوال ہفتم :- بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس
 پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں:

”مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحْبَبَنِي وَمَنْ أَحْبَبَنِي كَانَ مَعِيَ
 فِي الْجَنَّةِ (یعنی) جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے
 مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اللہم ارزقنا

زَوَاهِ الْجُزُرِي فِي الْإِبَانَةِ وَالتَّرْمَذِي بِلَفْظِ مَنْ أَحَبَّ“

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں:

”مَنْ أَحْيَا سُنَّةَ مَنْ سُنَّتِي فَقَدْ آمَيْتَ بَعْدِي فَإِنْ لَهُ مِنْ

مِنْ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ مِمَّنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ

مِنْ أَجْرِ رَحِمِ شَيْئًا (یعنی) جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ

اوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب

کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو

رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجہ عن عمرو بن عوف“

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

”من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة

شہید (یعنی) جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھا

اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے“ رواہ البیہقی فی الترمذی

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جب ہی

ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ہشتم :- احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور

جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ

اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو شہیدوں کا

ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو

کوئی سنت زندہ نہ کر سکے۔

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں

اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی

اللہ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال نہم :- حوض کہ بانی مسجد نے قبل مسجد بیت بنایا اگر چہ وسط

مسجد میں ہو وہ اور اس کی تفصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لہٰذا موضع اعد للوضوء

کما تقدم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دہم :- لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی

بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھ لو کہ تمہارے نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے حضرات علمائے اہل

سنت سے معروض حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ

کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے۔

آپ کے رب کا حکم ہے:

”تَعَاوُنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ“ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک

(کنز الایمان)

دوسرے کی مدد کرو۔

اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں ہے بے تکلف بیان حق

فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسویں سوالوں کے خداجدا جواب ارشاد ہوں اور

ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی:

(۱۱)..... اشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے؟

(۱۲)..... کیا محتمل صریح کا مقابل ہو سکتا ہے؟

(۱۳)..... تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش

کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط؟

(۱۴)..... حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے؟

(۱۵)..... قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء

اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے؟ بینوا تو جروا واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بن المعروف بحمد رضا خان قادری

ولد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی مدظلہم

الجواب صحیح مہر عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان محمدی سنی حنفی قادری

اصاب من اجاب مہر مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری

ذالک کذلک مہر مولوی امجد علی صاحب اعظمی رضوی

الجواب صحیح مہر مولوی محمد رضا خان صاحب قادری

فتویٰ: سماحۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی احمد الہجری
 حسینی مفتی مالکیہ مدینہ منورہ
 حامداً ومصلیاً مبسلاً

ما قولکم ایہا العلماء
 الکرام القاطنین
 بدارالمحبوب او صلکم
 اللہ الی المطلوب فی
 الاذان الثانی للخطبة
 الذی یؤذن بہ بین یدی
 الخطیب این یؤذن المؤذن
 افی داخل المسجد او
 خارج المسجد علی باب
 المسجد کما ورد فی الحدیث
 الشریف فی سنن ابی
 داؤد حدثنا النفیلی حدثنا
 محمد بن سلیمان عن

کیا فرماتے ہیں دیارمحبوب مدینہ
 منورہ کے ساکن علمائے کرام اللہ
 تعالیٰ آپ کو فائز المرام کرے اذان
 ثانی کے بارے میں جو خطبہ کے
 وقت خطیب کے سامنے دی جاتی
 ہے یہ اذان مؤذن کہاں دے؟
 داخل مسجد یا خارج مسجد، مسجد کے
 دروازہ پر جیسا کہ وارد ہوا ہے۔
 حدیث شریف جو سنن ابوداؤد میں
 ہے، حدیث بیان کی ہم سے نفیلی
 نے اور ان سے محمد بن سلمہ نے اور
 ان سے محمد بن اسحاق نے اور ان سے
 زہری نے اور وہ روایت کرتے ہیں

محمد بن اسحاق عن
 الزهري عن السائب بن
 يزيد قال كان يؤذن بين
 يدي رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم اذا جلس
 على المنبر يوم الجمعة
 على باب المسجد وابي
 بكر وعمر وما الامر
 المسنون فيه واين كان
 يؤذن به في عهد رسول
 الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم واصحابه رضوان
 الله عليهم اجمعين وهل
 صح الحديث المذكور في
 سنن ابي داود العمل به
 عمل السنة ام لا فقط

کرتے ہیں سائب بن یزید (رضی
 اللہ تعالیٰ عنہم) سے اذان دی جاتی
 تھی رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم
 کے سامنے جبکہ آپ منبر پر بیٹھتے تھے
 جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر
 اور اسی طرح اذان دی جاتی تھی
 حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر
 فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ
 خلافت میں۔ امر مسنون اس میں
 کیا ہے اور اذان کہاں دی جاتی تھی
 رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ
 کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کے عہد میں۔ یہ حدیث جو
 مروی ہوئی ہے ”سنن ابوداؤد“ میں
 ہے یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس
 پر اہل سنت و جماعت کا عمل ہے

بینو ابالکتاب تو جروا
ہے یا نہیں؟ فقط بیان کیجئے بذریعہ
یوم الحساب . کتاب اور اجر پائے بروز حساب .

المستفتی: خادم العلماء سید محمد عمر

ملک ہند پبلی بھیت محلہ احمد زئی

الجبور: وصلى الله
تعالى على سيدنا محمد
وعلى آله وصحبه وسلم
تسليما لفقهاء رحمهم
الله تعالى ادرى بمراتب
الحديث وبالأحكام
الشريعة وقد نصوا على ان
كلام من الاذنين الاول
والثاني لصلاة الجمعة
سنة والثاني اكده لانه الذي
كان في زمنه صلى الله
تعالى عليه وسلم ثم لما

الجبور: وصلى الله تعالى على سيد
نا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما، فقهاء رحمهم
الله تعالى احكام شريعت اور حديث
كے اقسام كو زياده جاننے والے ہیں
فقہاء نے صلوٰۃ جمعہ كے لئے ہر دو
اذان یعنی اذان اول و ثانی كا سنت
ہونا احادیث شریف سے ثابت کیا
ہے اور اذان ثانی زياده مؤكد ہے
کیوں كہ یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كے عہد مبارك
میں تھی، جب آدمی زياده ہو گئے تو
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

كثر الناس زاد عثمان
 رضى الله عنه اذانا آخر
 وواقفه الصحابة رضى الله
 عنهم عليه وقد جرى
 عمل اهل الحجاز
 ومصر والشام على فعله
 فى مئذنة المسجد و
 الخطيب على المنبر
 وجرى عمل امصار
 المغرب وقراها قاطبة
 على فعله على المنارة
 وهو الاصب فانه فعله
 فى المسجد لا ثمرة له من
 اسماع البخارجين من
 المسجد ليسعوا الى ذكر
 الله ويذروا البيع وكل ما

نے دوسری اذان زیادہ کی اور اس پر
 صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے موافقت
 کی اور اس پر اہل حجاز اور اہل مصر اور
 اہل شام وغیرہم کا عمل جاری ہوا۔
 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 فعل اذان پر مسجد کے مکبرہ میں اس
 حال میں کہ خطیب منبر پر ہوا اور اس
 پر اہل مغرب کے شہر والوں اور
 دیہاتیوں کا عمل جاری ہوا، تمامہ حضرت
 عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل اذان
 پر منارہ پر اور وہی اصوب ہے اس لئے
 فعل اذان فی المسجد کا کچھ فائدہ نہیں
 ان لوگوں کو جو مسجد سے خارج ہیں
 تاکہ ذکر اللہ کی طرف سعی کریں اور
 بیع (خرید و فروخت، کاروبار) کو چھوڑ
 دیں اور اس چیز کو جو نماز کے لئے

يشغلهم واما الحاضرون
 في المسجد فلا حاجة
 لهم بالاذان وكره مالك
 رحمه الله تعالى فعله فيه
 وقال بعضهم انه بدعت
 مضيعة لثمرته والله
 سبحانه وتعالى اعلم .

کے لئے مانع ہے اور حاضرین مسجد
 کے لئے اذان کی حاجت نہیں ہے
 اور مکروہ جانا ہے امام مالک رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ نے فعل اذان کو مسجد میں
 اور کہا بعض نے بدعت مضيعة (ضائع
 ہونے والی یعنی وہ بدعت جس سے
 کچھ حاصل نہیں) ہے واللہ تعالیٰ اعلم .

نمقه الفقير الى مولاه الغنى احمد الجزائري الحسيني
 مفتي المالكية بمد ينة خير البرية .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَظِّ الْمَقْدُومِ

فتویٰ: فضیلۃ الشیخ حضرتۃ العلام المفتی محمد توفیق ایوبی حنفی مدرس حرم نبوی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاجواب: الحمد لله تعالى
والصلوة والسلام على
سيدنا محمد وآله و
صحابه اُمّ بعد فان هذا
الحديث اخرجه البخارى
فى صحيحه والامامان
الشافعى واحمد و البخارى
عن السائب بن يزيد رضى
الله تعالى عنه قال كان
النساء يوم الجمعة اوله
اذا جلس الامام على
المنبر على عهد رسول الله
صلى الله تعالى عليه

الاجواب: الحمد لله تعالى والصلوة والسلام
على سيدنا محمد وآله وصحبه اُمّ بعد! به حديث
جس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے
اپنی صحیح میں اور اسے امام شافعی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے بھی روایت کی ہے اور امام
بخاری نے روایت کی ہے حضرت
سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہ فرمایا: اذان اول جمعہ کے دن اس
وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں

وسلم وفي رواية كان
يؤذن بين يدي رسول الله
صلى الله تعالى عليه
وسلم اذا جلس على
المنبر يوم الجمعة على
باب المسجد وابي بكر و
عمر فلما كان عثمان و
كثير الناس زاد النداء
الثالث على الزوراء فثبت
الامر من الجزء السابع
من "سبيل الهدى والرشاد
في سيرة خير العباد"
للعلامة محمد عابد
السندی ثم المدنی فی
کتب خانہ الحمودۃ
باب السلام وکذا لک

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اذان
دی جاتی تھی جس وقت کہ آپ جمعہ
کے دن منبر پر تشریف رکھتے تھے
مسجد کے دروازہ پر اور اسی طرح
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ
خلافت میں پس جب حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت
آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے
اذان ثالث زیادہ فرمائی مقام زورائیں۔
پس ثابت ہو گیا یہ امر "سبیل الہدی
والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" کے جزء سابع
نے جو علامہ محمد عابد السندی ثم المدنی
کی تصنیف ہے اور یہ کتاب کتب خانہ
حمود یہ باب السلام میں ہے اور اسی

صرح به فی روایۃ الطبرانی
 وهو یبدل علی ان السنة
 الثابتة عنه صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم وعن سیدنا
 ابی بکر و عمر انما هو
 التاذین علی باب المسجد
 والمتبادر انہما فی خارجہ
 لافی داخلہ ویؤید ذالک
 ما نقل عن مالکیہ والحنفیہ
 من کراهۃ الاذان داخل
 المسجد وان جعلت علی
 بمعنی الاستعلاء الحقیقی
 فیکون الاذان فوق الباب
 و ہذا لیس ببعید ایضاً اذ
 فائدتہ او مر لان الاسماع
 والاعلام بہ اتم واللہ

طرح تصریح کی ہے ”طبرانی“ کی ایک
 روایت میں اور وہ تصریح دلالت کرتی
 ہے اس امر پر کہ سنت ثابتہ عہد رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر
 صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ اذان دینا
 مسجد کے دروازہ پر ہی ہے اور تباہ امر
 یہ ہے کہ اذان خارج مسجد ہے نہ داخل
 مسجد اور اس کی تائید اس سے ہوتی
 ہے جو نقل کیا گیا ہے مالکیہ اور حنفیہ
 کا قول داخل مسجد اذان کی کراہت میں
 اور اگر حرف ”علی“ کو استعلاء حقیقی
 کے معنی میں لیا جائے تو پس ہوگی
 اذان فوق الباب اور یہ بھی بعید نہیں
 ہے کیونکہ اذان کا فوق الباب ہونا
 اولیٰ ہے اس واسطے کہ اسماع اور اعلام

سبحانہ و تعالیٰ اعلم و ہو اذان دروازے پر اتم ہے واللہ
ولی التوفیق سبحانہ تعالیٰ اعلم و ہو ولی التوفیق

کتبہ الفقیر محمد توفیق الایوبی الانصاری الحنفی
احمد مدرسہ الحرم الشریف النبوی

الحفظ
للہ

فتاوى حامد
كتاب الصلوة
باب القراءة
والجماعة والجمعة

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

وصل سورۃ تکبیر رکوع سے کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا او تو جروا۔

(الجوارح)۔ اگر ختم قرأت ثنائی الہی عز اسمہ پر ہو تو وصل بہتر ہے مثلاً سورۃ

نصر میں ”اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا“ کی جگہ ”تَوَّابًا اللّٰهُ اَكْبَرُ“ اور والتین میں ”اَلَيْسَ اللّٰهُ
بَاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ“ ورنہ فعل اولیٰ۔

”فتاویٰ عالمگیریہ“ میں ہے:

”قال القاضي الامام السعيد النجيب ابو بكر اذا فرغت من

القرأة وتريد ان تكبر للركوع ان كان الختم بالثناء

فالوصل بالله اكبر اولی ولو لم يكن فالفصل اولی كقوله

تعالى اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ هكذا في التاتارخانية اه“ یعنی

حضرت قاضی امام سعید نجیب ابوبکر نے فرمایا کہ جب قرأت

سے فارغ ہو جائے اور رکوع کے لئے تکبیر کہنے کا ارادہ کرے

اگر ثناء کے ختم پر ہو تو اللہ اکبر کے ساتھ وصل اولیٰ ہے اور اگر ختم

پر نہ ہو تو فصل اولیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ”اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ

الْاَبْتَرُ“ ایسے ہی ”تاتارخانیہ“ میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بن المعروف بخامد رضا البریلوی

حکمت

كان له الله تعالى بجاه حبيبہ احمد المجنبی عليه الشحبة والثناء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
چند آدمیوں کا اکٹھے ہو کر بآواز بلند تلاوت قرآن کرنا جائز ہے یا نہیں اور مسجد
میں قرآن شریف یاد کرنا بآواز بلند بعد جماعت اولیٰ کے حالانکہ اور نمازی اپنی نماز ادا
کر رہے ہوں جائز ہے یا نہیں بینوا تو جروا۔
(الجہول: استماع قرآن مجید فرض کفایہ ہے۔
قال اللہ تعالیٰ:

”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ“
اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش
رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)

یہ آیت کریمہ اگرچہ دربارہ نماز وارد ہے مگر ”إِذَا قُرِئَ“ عام ہے اور خصوص سبب
کا لحاظ نہیں عموم لفظ کا اعتبار ہے اور انصات واجب بلکہ حسب تصریح امام برہان الدین
مرغینانی صاحب ”ہدایہ“ فرض ”ردالمحتار“ میں ہے:

”قوله افتراض الانصات عبر بالافتراض تبعاً للهداية و عبر
فی النہر بالوجوب قال ط وهو الاولى لان تركه مکروه
تحریماً“ یعنی خاموشی کو فرض سے تعبیر کیا صاحب ”ہدایہ“ کی اتباع
میں اور ”نہر“ میں وجوب سے تعبیر کیا، طحاوی نے فرمایا: یہی اولیٰ
ہے اس لئے اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔ (فاروقی)

جب سب مل کر بآواز بلند پڑھیں گے فرض فرض و ترک واجب کے سبب مرتکب ہو کر گناہگار ہوں گے تلاوت نہیں قرآن عظیم میں منازعت ہے کہ ناجائز ہے۔
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”مالی ان سارع القرآن کذا فی المشکوۃ“ یعنی مجھے
کیا ہوا کہ میں قرآن میں جھگڑتا ہوں۔ (فاروقی)

”علمگیری“ میں ہے:

”یکرہ للقوم ان یقرؤ القرآن جملة لتضمنها ترک
الاستماع والانصات المأمور بہما کذا فی القنیۃ“ یعنی
چند لوگوں کا قرآن پاک اس طرح پڑھنا کہ اس میں استماع و
انصات کا ترک ہو مکروہ ہے۔ (فاروقی)

یونہی بلند آواز سے لوگوں کے اشتغال کے وقت بھی خواہ وہ کام دینی ہوں یا
دنوی تلاوت ممنوع ہے اور پڑھنے والا بوجہ اضاعت حرمت قرآن عظیم گناہگار ہوگا۔
”غنیۃ“ صفحہ ۴۹۷ میں ہے:

”فالائم علی القاری لقرائہ جہرا فی موضع اشتغال الناس
باعمالہم“ یعنی قاری گناہگار ہوگا اپنے کاموں میں مشغول لوگوں
کے پاس بلند آواز سے قرأت کرنے کے سبب۔ (فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از: دلاور حسین صاحب موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی شریف
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

اس موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج میں دو مسجدیں پختہ اور ایک عید گاہ پختہ
موجود ہیں اور عرصہ چالیس سال سے نماز جمعہ بڑی مسجد میں اور عیدین عید گاہ میں ہوتی
ہیں اور پنجگانہ بھی ہوتا چلا آیا ہے اور عید گاہ آٹھ سال سے تیار ہوئی ہے اور رمضان
شریف میں تراویح اور قرآن شریف ہوتا ہے۔

اب بعض شخص کہتے ہیں کہ شرائط نماز جمعہ و عیدین یہاں موجود نہیں ہیں
بموجب مذہب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جمعہ یہاں جائز نہیں اور نماز
ظہر بھی فوت ہوتی ہے لہذا جمعہ و عیدین متروک ہونا چاہیے چونکہ اس بستی میں مسلمان
بکثرت آباد ہیں اور عیدین میں مجمع کثیر مسلمانوں کا بیرون جات سے یہاں آ کر جمع
ہوتا ہے اور شوکت اسلام کی ایک صورت ہے پس اس صورت میں جمعہ و عیدین ترک کیا
جائے یا بدستور سابق قائم رکھا جائے لیکن نماز جمعہ سے یہ فائدہ ہے کہ بہت شخص نماز
پنجگانہ کے پابند نہیں ہیں مگر بضرورت جمعہ آٹھویں روز نماز ادا کرتے ہیں بحالت دیگر
یہ لوگ تارک الصلوٰۃ رہیں گے اگرچہ یہاں بازار اور تھانہ نہیں ہے لیکن پانچ چھ
دکانیں ضروری اشیا کی موجود ہیں بینوا تو جو روا۔

(الجواب): جمعہ و عیدین کے لئے شہر یا متعلقات مثلاً کیمپ اسٹیشن کچہری چاند
ماری پریڈ گھوڑ دوڑ کا میدان ہونا شرط ہے دیہات میں جمعہ و عیدین نہ فرض نہ اس کی ادا

جائز و صحیح بلکہ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے یہی ہے ظاہر الروایۃ اور ہمارا مذہب، مفتی کو مذہب سے عدول ناجائز و اتباع قول صحیح و ارنج واجب ہے۔
”ردالمحتار“ میں ہے:

”ولا يجوز العدول عنه لانه هو المذهب و علينا اتباع ما صححوه و ما رجحوه“ یعنی اس سے عدول جائز نہیں اس لئے کہ یہی مذہب ہے اور ہم پر اس قول کی اتباع واجب ہے جس کی تصحیح و ترجیح ہمارے ائمہ نے فرمائی۔ (فاروقی) مگر علماء فرماتے ہیں کہ:

”من لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل“ یعنی جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ (فاروقی)

آج کل عوام و جہال کا حال اور احکام الہیہ میں سستی و توانائی بحد کمال دیکھ کر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا دستور فرمایا ہے کما صرح بہ فی فتاواہ المبارکۃ کہ: خود نہ دیہات میں جمعہ و عیدین کا حکم دیں نا آپ انہیں پڑھنے سے روکیں نہ روکنے میں کوشش پسند فرمائیں مشاہدہ ہے کہ عوام کو جہاں اس سے روکا وہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جس طرح وہ خدا و رسول کا نام لینا چاہیں اس میں سد راہ نہ ہونا چاہیے۔

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنی نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے دیکھا

حالانکہ بعد عید نفل ناجائز و مکروہ ہیں کسی نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ منع نہیں فرماتے فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں مصداق اس آیت کا نہ ہو جاؤں۔

”أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى كَمَا تَوْنِي أَسَ وَيَكْهَاجُ

بندہ کو نماز سے منع کرتا ہے ذکرہ فی الدر المختار“

آفتاب نکلنے وقت نماز ناجائز ہے مگر علماء فرماتے ہیں کہ عوام پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے کیونکہ وہ چھوڑ بیٹھیں گے کہ ایک قول پر ادا کر لینا بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

”در مختار“ میں ہے:

”وكره تحريما صلاة مطلقا مع شروق الا العوام فلا

يمنعون من فعلها لانهم يتركونها والاداء الجائز عند

البعض اولى من الترك كما فى القنية وغيرها“ یعنی

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مگر عوام منع

نہ کئے جائیں گے اپنے اس فعل سے، اس لئے کہ وہ اسے

ترک کر دیں گے اور ادائے جائز اولیٰ ہے بعض کے نزدیک

ترک سے جیسا کہ ”قنیہ“ وغیرہ میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

فتاویٰ حامد یہ کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

فرض اگر جماعت سے نہ ملے تو جماعت وتر میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟ ایک گلابی مولوی کہتے ہیں کہ اکیلے فرض پڑھے تو بھی جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے، کیا فتویٰ مفتی عنایت احمد میں ایسا لکھا ہے؟ بینوا و تو جروا۔

(الجواب: اگر تنہا فرض پڑھے یعنی نہ اس امام کے پیچھے نہ کسی دوسری جگہ کی جماعت میں تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہو سکتا۔

”غنیہ شرح منیہ“ ابراہیم حلبی (۴۱۰) میں ہے:

”وإذا لم يصل الفرض مع الإمام فعن الأئمة الكرابیسی

انه لا يتبعه فی التراویح ولا فی الوتر جب فرض امام کے ساتھ نہ

پڑھے تو ائمہ کرابیسی سے مروی کہ جماعت وتر میں نہ ملے“

”تاتارخانیہ“ میں تتمہ سے ہے:

”سئل علی بن احمد عن صلی الفرض و التراویح

و حده او التراویح فقط هل يصل الوتر مع الإمام فقال

لاہ (یعنی) علامہ علی بن احمد سے پوچھا گیا کہ جس نے فرض

وتر ادا کیا ہے پڑھے ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھے؟

فرمایا نہیں“

”تہستانی“ میں ہے:

”اذا لم یصل الفرض مع الامام لا یتبعہ فی الوتر
(یعنی) جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر میں اس
کی اقتدا نہ کرے“

ان مولوی صاحب نے شاید ”درمختار“ کا قولہ:

”ولو لم یصلیہا ای التراويح بالامام أو صلاھا مع غیرہ
لہ ان یصلی الوتر معہ“ یعنی اگر امام کے ساتھ تراویح نہ
پڑھی یا کسی دوسری جماعت میں پڑھی ہو تو اس کا وتر جماعت
سے پڑھنا جائز ہے۔ (فاروقی)

دیکھا اور اس کا مطلب نہ سمجھا، یہ قول صرف دربارہ تراویح ہے فرض کے
باجماعت اور بے جماعت ادا کرنے کی صورت سے اسے اصلاً کوئی علاقہ نہیں چنانچہ
”یصلیہا“ کی ضمیر خود صاحب ”درمختار“ نے جانب تراویح پھیر کر مطلب صاف کر دیا
ہے اور اب بھی تسکین نہ ہو تو اسی مقام سے ”ردالمحتار“ اٹھا کر دیکھ لی جائے اسی قول
”ولو لم یصلیہا ای التراويح بالامام کے بعد شرح میں فرماتے ہیں:
”ای وقد صبی الفرض معہ“ یعنی جبکہ فرض امام کے ساتھ
پڑھی ہو۔ (فاروقی)

”تاتار خانہ و قہستانی“ کی عبارات جو ہم نے اوپر ذکر کیں، انھوں نے نقل فرما کر مسئلہ مصرح فرمادیا اور مطلب کھول دیا ہے ہاں اگر اس جماعت کے علاوہ کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھے ہوں جب بھی اس امام کے پیچھے جماعت وتر میں شریک ہونا درست ہے علامہ شامی اس قول کے بعد بطور استدراک فرماتے ہیں:

”لکن ینبغی ان یکون قول القہستانی معہ احتراماً
عن صلاتہا مفرداً اما لو صلاھا جماعة مع غیرہ ثم
صلی الوتر معہ لا کراہۃ تأمل“ یعنی لیکن مناسب ہے کہ
قہستانی کا قول اس کے ساتھ مفرد نماز سے احترام ہو بہر حال
اگر اس نے کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھی پھر اس کے
ساتھ وتر پڑھی تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (فاروقی)

جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ”الدر الفرید
فی مسائل القیام والعید“ کے حاشیہ میں جو تحریر ہے کہ جس نے فرض باجماعت نہ
پڑھے ہوں اسے جماعت وتر میں ملنا جائز ہے اور اس سے علامہ طحاوی کی جانب
منسوب کر دیا ہے، یہ سہو ہے کیونکہ بعد مراجعت حاشیہ ”علامہ طحاوی علی الدر المختار“
معلوم ہوتا کہ اس میں اس کے لئے کوئی نص صریح نہیں صرف اتنا ہے کہ:

”قضية التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لأنها تبع ان
یصلی الوتر جماعة فی هذه الصورة لأنه لیس بتبع

للتراویح وللעشاء عند الامام رحمه الله انتھی حلبی
یعنی پچھلے مسئلہ کی علت ایسا چاہتی ہے کہ دریں صورت سب
مقتدیوں کے جماعت تراویح ترک کرنے کے بھی وتر باجماعت
جائز ہو کیوں کہ امام صاحب کے نزدیک وتر نہ تراویح کے
تابع ہے نہ عشاء کے

فقیر کہتا ہے اوّل تو خود علامہ طحطاوی نے کوئی حکم جزم نص صریح نہیں فرمایا
صرف لفظ ”للعشاء“ سے اس کا ایہام ہوتا ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے تو
بھی وتر باجماعت جائز ہوں۔

دوسرے نصوص علماء کرام کے کتب فقہ سے ہم نقل کر آئے ان کے مقابل
ایک خالی بحث کیا قابل قبول عند ذوی الاحلام۔
تیسرے یہ قضیہ تعلیل خود علیل۔

اولاً:- وتر کی اصالت ذاتیہ تبعیت عارضیہ کے منافی نہیں، ظاہر ہے کہ
جماعت وتر رمضان کے ساتھ خاص ہے اگر ذاتی ہوتی، زمان دون زمان کی تخصیص
کیوں کر ہو سکتی۔

ثانیاً:- تعلیل بالنفی ہمارے نزدیک تعلیلات فاسدہ سے ہے کما
صرحوا بہ فی الاصول (یعنی جیسا کہ ائمہ کرام نے اصول فقہ میں اس کی تصریح

فرمائی) اور تعلیل بقضیۃ مذکورہ بالنفی۔

ثالثاً: - تبعیت میں حصر غلبت تسلیم نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان (یعنی جو دعویٰ

کرے اس کے ذمہ ثبوت پیش کرنا ہے)

رابعاً: - علامہ شامی نے فرمایا:

”سنیۃ الجماعۃ شرعت تابعة للتراویح“ یعنی جماعت وتر

کی مسنونیت تراویح کی تبعیت میں مشروع ہے۔ (فاروقی)

خامساً: - علامہ برجندی نے ”شرح نقایہ“ میں فرمایا:

”ان الجماعة عقبیہ تبعیۃ التراویح علی ما هو المشہور“ یعنی

وتر میں جماعت تراویح کی تابع ہے جو کہ قول مشہور ہے۔ (فاروقی)

یعنی اگر تو چاہے حق کی تحقیق اور تحقیق

کا حق خوبصورت تقریر اور صاف

ستھری تطبیق و توفیق والی تحریر سے اور

یہ کہ ہدایت تیرا خیر رفیق، ہو اس

سے جس کے قبضہ قدرت میں

توفیق کی لگام ہے تو تم ”العطايا

النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ“

وان شئت تحقیق الحق

و حق التحقيق بتقریر رشیق

و تحریر انیق تطبیق و توفیق

ہدایۃ خیر رفیق۔ ممن

یحدہ از مۃ التوفیق

فعلیک بالعطايا النبویۃ

فی الفتاوی الرضویۃ فانہ

ینجیک من دار النمراء و
 یرقیک من هواء الهواء
 و هو شفا بکل علیل و
 دلیل لکل ضلیل
 واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کو لازم پکڑو بے شک وہ تمہیں بچائے
 گاشبہات کی بیماری سے اور خواہش
 نفس سے، یہ ہر بیمار کے لئے شفا اور
 رہنما ہے ہر گمراہ کے لئے (فاروقی)

محمد بن المعروف بحامد رضا البریلوی
 عفا اللہ عنہ باکر امر النبوی

اللہ
 العظیم

فتویٰ: حضرت علامہ مفتی محمد نواب مرزا بریلوی

مولینا المکرم دام مجدکم بعد سلام مسنون!

معلوم ہو کہ بندہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہے جنگ بلقان کی وجہ سے قاری غلام نبی احمد صاحب امام مسجد صندل خانہ درگاہ شریف نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا ایک مولوی جن کا نام معین الدین ہے انھوں نے فتویٰ لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے اس پر میں نے ”درمختار“ اور ”کبیری“ کی عبارت ان کو لکھ کر دی۔

اس کا جواب انھوں نے کتاب ”طحاوی“ سے پیش کیا ہے لہذا اس مسئلہ کا جواب شافی تحریر کر کے بھیجے کہ مسلمانوں کو اس مسئلہ سے آگاہی ہو۔

راقم احمد حسین رامپوری از اجمیر شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

حادثہ عظیم اور نزول بلا کے وقت نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع ہے

یا نہیں؟ بینوا تو جو روا۔

الجواب: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں سوائے نماز وتر کے کسی فرض نماز

میں کسی حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع نہیں ہے چنانچہ مولانا بحر العلوم اپنی کتاب ”ارکان اربعہ“ میں صراحتہ مذہب امام مدلل فرماتے ہیں:

”عندنا ليس مشروعاً في الصلوة المكتوبة وهو الاشبه

بالصواب لما روى الامام ابو حنيفة بسنده عن ابن
 مسعود ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم
 يقنت في الفجر قط الا شهراً واحداً لم ير قبل ذلك
 ولا بعدوا انما قنت في ذلك الشهر يدعو على ناس
 من المشركين وهذا صريح في ان ذلك كان يسيراً
 ثم صار متروكاً الخ یعنی ہمارے یہاں فرض نمازوں میں
 قنوت مشروع نہیں اور وہی صواب سے زیادہ قریب ہے
 جس کو روایت کیا امام اعظم نے اپنی سند سے کہ ابن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے کبھی فجر میں قنوت نہیں پڑھی سوائے ایک مہینہ
 کے اور نہ اس سے پہلے کبھی پڑھی نہ اس کے بعد میں اور اس
 مہینے میں آپ نے قنوت پڑھی جس میں مشرکین پر دعا
 ہلاکت فرمائی اور یہی صریح ہے اس معاملے میں کہ وہ
 آسانی کے لئے تھا پھر متروک ہو گیا۔ (فاروقی)

اگر کوئی حنفی کسی ضعیف روایت کو سند لا کر اس کے خلاف عمل کرے تو اس کو امامت
 سے روکا جائے، علاوہ غیر مشروعیت کے بوجھ ناواقفیت اکثر متقدموں کی نمازوں میں

فساد کا بھی اندیشہ ہے واللہ اعلم بالصواب

نقل اعتراض بالفاظہ بر جواب مذکور

مجیب نے بمقابلہ عبارات ذیل مندرجہ کتب فقہائے معتبرہ احناف کے جواب پر

مسئلہ میں خلاف تحریر فرمایا ہے لہذا بعد از ملاحظہ تصحیح فرمادیں وہی ہذا۔

م: لا یقنت بغيره الا لנزالة ش: فیقنت الامام فی

الجمهوریة وقیل فی الكل. در المختار فتكون شرعیة

مستمرة وهو محمل القنوت من قنت من الصحابة

رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد وفاته علیہ السلام وهو

مذہبنا وعلیہ الجمهور قال الحافظ ابو جعفر طحاوی

انما لا یقنت عند نافی الصلوة الفجر من غیر بلیة

قان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعلة رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم. الکبیری، واللہ اعلم.

یعنی قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر نازلہ کے وقت تو امام

قنوت پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ بھی کہا گیا کہ تمام

نمازوں میں تو اس کی مشروعیت مستمر ہوئی اور یہی قنوت

کا محمل ہے جس کو پڑھا صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے

بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور ابو جعفر
 طحاوی نے کہا کہ ”قنوت نہیں ہمارے نزدیک نماز فجر میں
 مگر کسی بلا میں تو جب کوئی مصیبت نازل ہو تو فجر میں قنوت
 پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ایسا ہی عمل فرمایا حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے۔“ (فاروقی)

حافظ غلام نبی احمد امام مسجد صندل خانہ

جواب اعتراض

اس سے پہلے جواب میں ”ارکان اربعہ“ مصنفہ حضرت ملک العلماء بحر العلوم
 مولانا عبد العلی قدس سرہ سے سند لکھی گئی تھی لیکن چونکہ اردو خواں مولوی صاحبان و نیز کم
 علم حضرات علامہ ممدوح کی وسیع النظری نہ جاننے سے بعض متون کو دیکھ کر معترض
 ہوئے لہذا ہم اس کتاب کا حوالہ درج کرتے ہیں جس سے اہل متون کو دھوکا ہوا اور
 اپنے دعویٰ کے ثبوت میں خلاف مسئلہ کتاب درج کر کے اس کا حوالہ دیا۔

معترض نے ”کبیری“ کی عبارت نقل کی ہے جس میں بحوالہ طحاوی صاحب
 ”کبیری“ نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک نازلہ کے وقت فجر میں دعائے قنوت پڑھنا
 جائز ہے حالانکہ علامہ ابو جعفر طحاوی نے بہت روایات و آثار صحیحہ کے نقل کرنے کے
 بعد اخیر میں یہ تحقیق مقام لکھی ہے:

ثبت بما ذكر تائه لا ينبغي القنوت في الفجر في
 حال الحرب ولا غيره قياسا ونظرا على ما ذكرنا من
 ذلك وهو قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد
 رحمهم الله تعالى انتهى يعني تو ثابت ہوا اس سے جس کو
 ہم نے ذکر کیا کہ ”حالت جنگ اور غیر جنگ میں قنوت
 پڑھنا مناسب نہیں قیاسا اور نظر کرتے ہوئے اس کی طرف
 جس کو ہم نے ذکر کیا اور یہی قول امام اعظم، امام ابو یوسف
 امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ (فاروقی)

یہ تو تصریح امام طحاوی کی تھی جس کی وجہ سے صاحب ”کبیری“ اور شامی کا حوالہ

طحاوی سے غلط ثابت ہوا۔

جب امام طحاوی جیسے رئیس الحنفیہ قنوت فی الفجر کے عدم جواز کا فتویٰ دے رہے
 ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 اپنی سند مشہور سے اس کے راوی ہیں اور اخیر میں یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ یہی
 مذہب ہمارے علماء اور ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کوئی حنفی المذہب
 اس سے سرتابی کرے۔

”کبیری“ کے حوالہ کے مقابلہ میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ زیادہ معتبر ہونا چاہیے جس کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں اور یہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جنہوں نے مذہب حنفی کے دلائل اس قدر کثرت سے پیش کئے ہیں کہ یہ کام انہیں کا تھا اور یہ کسی سے نہ ہو سکا۔

وہ شرح ”بخاری“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث نقل کر کے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود اس امر کی خبر دیتے ہیں کہ قنوت صرف اس وجہ سے تھی کہ بعض قبیلہ پر عرب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بددعا فرمایا کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کر کر دیا پس قنوت منسوخ ٹھہرا۔

اسی وجہ سے بعد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنوت کبھی نہیں پڑھا ماسوا اس کے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ترک قنوت نقل فرماتے ہیں اور اس کے بعد خبر دیتے ہیں کہ آیہ پاک ”لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ“ سے قنوت فی الفجر منسوخ ہو گیا پس عبداللہ بن عمر بھی ان اصحاب سے ہیں کہ جو قنوت فی الفجر کو منسوخ کہنے والے ہیں چنانچہ ان کا بھی عمل درآمد یہی رہا ہے کہ وہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور جو قنوت پڑھتا تھا اس کو منع فرماتے تھے۔

مجملہ اصحاب کے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انھوں نے بھی یہی کہا ہے کہ قنوت سے غرض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین پر بددعا کرنا مقصود تھی اور وہ آیہ مذکورہ سے منسوخ ہوئی۔

یہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا خلاصہ ہے جس کو علامہ عینی نے شرح ”صحیح بخاری“ میں نقل کیا ہے اور ”عینی“ میں عبارت اس طرح ہے:

وقال الطحاوی حدثنا ابن ابی داؤد وحدثنا مقدمی

حدثنا ابو معشر حدثنا ابو حمزة عن ابراهیم عن

علقمة عن ابن مسعود وقال قنت رسول الله

صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم شہرا یدعو علی عصیة

وذكوان فلما ظهر علیہم ترك القنوت وكان ابن

مسعود لا یقنت فی صلاتہ ثم قال فهذا ابن

مسعود یخبر ان قنوت رسول الله صلی الله تعالیٰ

علیہ وسلم الذی كان یقنتہ انما كان من اجل من

كان یدعو علیہ وانه قد كان ترك ذالك فصار القنوت

منسوخا فلم یكن هو من بعد رسول الله صلی الله

تعالیٰ علیہ وسلم یقنت وكان احد من زوی

ايضاً عن صلى الله تعالى عليه وسلم عبد الله بن
 عمر رضى الله عنه ثم اخبرهم ان الله عز وجل
 نسخ ذلك حين انزل على رسوله صلى الله تعالى
 عليه وسلم (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ
 أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ الآية) فصار ذلك عند ابن
 عمر رضى الله تعالى عنه منسوخاً ايضاً فلم يكن
 هو يثبت بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم وكان ينكر على من يثبت وكان احد من
 روى عنه القنوت عن صلى الله تعالى عليه وسلم
 عبد الرحمن بن ابي بكر رضى الله تعالى عنه
 فاخبرني حديثه بان ما كان يثبت به رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم دعاء على من كان
 يدعوه عليه وان الله عز وجل نسخ ذلك بقوله
 (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ
 فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ الآية) ففي ذلك ايضاً جوب ترك
 القنوت في الفجر انتهى. فان قلت قد ثبت عن

ابی ہریرہؓ کہ کان یقنت فی الصبح بعد النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف تكون الآية
 ناسخة لجملة القنوت قلت یحتمل ان ابا ہریرہ
 علم لم یکن نزول هذه الآية فكان یعمل علی
 ما علم فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وقنوته الی ان مات لان الحجة لم تثبت عنده
 بخلاف ذلك الا ترى الی ان عبد اللہ بن عمرو
 عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 لما علموا بنزول هذه الآية وعلموا کونها ناسخة لما
 کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعله
 ترک القنوت انتهى یعنی امام طحاوی نے فرمایا کہ ”ہم سے
 حدیث بیان کی ابو معشر نے ان سے حدیث بیان کی ابو
 حمزہ نے وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے وہ روایت
 کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود
 سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے ایک مہینہ قنوت پڑھی عصیہ اور ذکوان پر توجہ ان پر

غالب ہو گئے تو اسے ترک فرما دیا اور ابن مسعود قنوت نہیں پڑھتے تھے اپنی نماز میں پھر فرمایا کہ ابن مسعود اس امر کی خبر دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قنوت پڑھنا مشرکین پر آپکے دعائے ہلاکت فرمانے کی وجہ سے تھا اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک فرما دیا پس قنوت منسوخ ٹھہرا! تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد انھوں نے قنوت پڑھی نہ وہ اور ان میں سے ایک عبداللہ ابن عمر ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے پھر اس امر کی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے قنوت منسوخ فرما دیا جب حضور ﷺ پر آیہ کریمہ ”لیس لك من الامر شئ“ نازل ہوئی تو فجر میں قنوت پڑھنا حضرت ابن عمر سے بھی منسوخ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے بعد انھوں نے کبھی قنوت نہیں پڑھی اور قنوت پڑھنے والوں کو منع فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قنوت نقل کرنے والوں میں سے ایک عبدالرحمن ابن ابوبکر ہیں وہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ قنوت تھے پڑھتے

مشرکین پر بددعا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما دیا اپنے قول ”لیس لک من الامر شیء“ سے تو اس میں بھی ترک قنوت فی الفجر کا وجوب ہے، اگر تو یہ اعتراض کرے کہ ابو ہریرہ سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھتے تھے تو یہ آیت کیوں کر ناسخ ہوگی؟ میں کہوں گا کہ احتمال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کو اس آیت کے نزول کا علم نہ ہوا ہو تو وہ عمل کرتے رہے اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انھیں معلوم تھا اور پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال فرمایا اس لئے کہ حجت ان کے نزدیک ثابت نہیں بخلاف اس کے، کیا تو نہیں دیکھتا کہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اس آیت کے نزول کو جان لیا اور جان لیا کہ یہ آیت ناسخ ہے اس کی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے تو انھوں نے قنوت ترک فرما دیا اتنی (فاروقی)

اور اسی باب میں دوسری جگہ علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ ترک قنوت پر وہ روایت دلالت کرتی ہے کہ جو ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انس

بن مالک سے نقل کی ہے کہ:

”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ

قنوت پڑھی پھر ترک فرمایا۔ (فاروقی)

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جملہ ”ثم ترکہ“ اس پر دال ہے کہ قنوت

فرائض میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

اس کے بعد وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے ”ثم ترکہ“ کا یہ

مطلب ہے کہ چار نمازوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کر دیا لیکن

نماز فجر میں نہیں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام تعصب سے بھرا ہوا ہے جس پر

کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ ”ترکہ“ میں ضمیر قنوت کہ طرف لوٹی ہے جس پر لفظ

”قنت“ کا دلالت کرتا ہے اور وہ جمیع قنوت کو شامل ہے خواہ کسی نماز فرض میں ہو۔

اس میں سے فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے علامہ عینی کی عبارت یہ ہے کہ:

”اعلم ان عبارة کلام انس يدل على ان القنوت

کان فی الصلوة المغرب والفجر ثم ترکہ ويدل

عليه ما رواه ابو داؤد وحدثنا حماد بن سلمة عن

انس بن سيرين عن انس بن مالك ان النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہراثم ترکہ انتہی و
 قولہ ثم ترکہ بدل علی ان القنوت کان فی
 الفرائض ثم نسخ فان قلت قال الخطابی معنی
 قولہ ثم ترکہ ای ترک الدعاء علی هؤلاء القبائل
 المذكورة فی حدیث ابن عباس او ترک القنوت
 فی الصلوة الاربع ولم تیرکہ فی صلوة الفجر
 قلت ہذا کلام متحکم متعصب بلا دلیل فان
 الضمیر فی ترکہ یرجع الی القنوت الذی یدل
 علیہ لفظ قنت وهو عام یتناول جمیع القنوت
 الذی کان فی الصلوة وتخصیص الفجر من
 بینہا بلا دلیل یدل علیہ باطل انتہی یعنی جان لو کہ کلام
 انس کی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قنوت مغرب
 اور فجر کی نماز میں تھا پھر اسے ترک فرما دیا اور اس پر وہ حدیث
 دلالت کرتی ہے جس کو ابو داؤد نے روایت کیا فرماتے
 ہیں ہم حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے وہ روایت کرتے
 ہیں انس ابن سیرین سے وہ روایت کرتے ہیں انس ابن

مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ایک مہینہ تک پھر اسے ترک فرما دیا: اور راوی کا قول ”ثم تركه“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قنوت فرائض میں تھا پھر منسوخ ہو گیا تو اگر تو کہے کہ خطابی نے کہا ”ثم تركه“ کا معنی یہ ہے کہ ان قبائل پر بددعا فرمانا ترک کر دیا جو حدیث ابن عباس میں مذکور ہیں یا قنوت کو ترک فرما دیا چاروں نمازوں میں اور فجر میں ترک نہیں کیا تو میں کہوں گا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے جو تعصب سے پڑا ہے اس لئے کہ ”ترکہ“ کی ضمیر قنوت کی طرف راجع ہے جس پر لفظ ”قنت“ دلالت کرتا ہے اور وہ عام ہے شامل ہے ان تمام قنوت کو جو نمازوں میں تھیں اور اس میں صرف فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے جو اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ (فاروقی)

اب یہ دو حضرات کہ جو رئیس الاحناف میں سے ہیں وہ مطلقاً قنوت فی الفجر کو منسوخ لکھ رہے ہیں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت یہ بھی تحریر کر رہے ہیں کہ وہ بھی نسخ کے قائل ہیں اور لطف یہ کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت بھی نقل کر دی ہے اور وہ اس میں پانی بھی گئی برخلاف صاحب

”کبیری“ کہ اس نے حوالہ تو دیا لیکن وہ حوالہ نہیں پایا گیا بلکہ اس کے خلاف موجود پایا اور اگر ایک آدھ فقرہ ہوتا تو بھی صبر کر لیتے لیکن امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو پورے تین ورق میں اس کو ثابت کیا ہے کہ نماز فجر میں بھی قنوت منسوخ ہے خواہ حرب میں ہو یا غیر حرب میں یعنی نازلہ اور غیر نازلہ دونوں میں ناجائز ہے پھر بڑی نا انصافی کی بات ہے کہ حنفی ہو کر ایسے دو بزرگوار رئیس الاحناف کے قول کو نہ مانا جائے کہ جو احادیث اور آثار سے بھی کام لے رہے ہیں۔

اور ان کے اقوال کو مانا جائے کہ جو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں لیکن بعد تفتیش معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود نہیں ہے اور اگر ذرا تامل کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے شخص ہیں کہ صاحب ”کبیری“ اور شامی کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ اپنی رائے دیتے امام طحاوی کی طرف ان کو رجوع کرنا پڑا اور امام طحاوی نے تین ورق اسباب میں لکھ دیئے ہیں کہ قنوت ہر صورت میں منسوخ ہے۔

ان کو اعتماد تھا تو طحاوی پر اور طحاوی میں یہ عبارتیں نکلیں جو اوپر نقل کی گئیں ہیں اب منصف شخص کو کیا تامل ہے کہ صاحب ”کبیری“ کے حوالہ کو غلط مانے اور امام طحاوی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے۔

اگر اس مسئلہ کی کوئی تفصیل چاہے تو ”یعنی شرح بخاری“ اور ”شرح معانی الآثار“ طحاوی کی طرف رجوع کرے حنفی المذہب اور منصف کے لئے تو ان دونوں کتابوں

کا مطالعہ کافی ہے لیکن لاندہب اور ہٹ دھرم کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے بہت سے لاندہب اس زمانہ میں ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ اپنے کو حنفی کہتے ہیں لیکن درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد نہیں ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الحجیب العبد المسکین معین الدین الاعمیری کان اللہ

(الجواب:- وقت نزول نوازل وحلول مصائب ان کے دفع کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت اور جمہور شراح محققین کے نزدیک اس کی شریعت مستمر غیر منسوخ!

فتح القدر میں ہے:

”مشر وعبیة القنوت لنازلة مستمرة لم تنسخ قال

وبہ جماعة من اهل الحديث و حملو علیہ حدیث

ابی جعفر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مازال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت

حتی فارق الدنیا ای عند النوازل وما ذکر من

اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلمہم ذلک بعدہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد قنت الصدیق فی

محاربة الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسیلمة

الكذاب وعند محاربة اهل الكتاب وكذلك
 قنت عمرو على رضى الله تعالى عنهما فالقنوت
 عند نافي النازلة ثابت وذكر فى السراج الوهاج
 قال الطحاوى ولا يقنت فى الفجر عند ثامن غير
 بلية فان وقعت بلية فلا بأس به كما فعل رسول
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه قنت
 شهرافيه ايدعو على رعل وذكوان وبنى الحيان ثم
 تركه كذا فى الملتقط انتهى "يعنى مصيبتوں کے وقت
 قنوت پڑھنے کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا اور اسی پر
 محدثین کی ایک جماعت کا اجماع ہے اور اسی پر محمول
 ہے ابو جعفر کی وہ حدیث جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت
 پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے یعنی
 مصيبتوں کے نزول کے وقت اور وہ حدیث جو اخبار خلفاء
 میں مذکور ہے ثبوت قنوت کا افادہ کرتی ہے رسول اللہ ﷺ
 کے بعد اس پر عمل کرنے کی وجہ سے اور حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان ابن کذاب کی جنگ میں قنوت پڑھی اور کتابیوں سے جنگ کے وقت اور ایسے ہی حضرت عمر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قنوت پڑھی تو قنوت پڑھنا ہمارے نزدیک مصیبتوں کے نزول وقت ثابت ہے ”سراج الوہاج“ میں ہے کہ علامہ طحاوی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فجر میں قنوت نہیں بغیر کسی مصیبت کے اور اگر کوئی مصیبت کا نزول ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ عمل کیا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انھوں نے رطل و ذکوان اور بنی حیان پر بدعا کے لئے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر اسے ترک فرمادی ایسے ہی ملتقط میں ہے۔ (فاروقی)

غنیہ شرح منیۃ میں ہے:

”قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نافی صلاة الفجر من غیر بلیۃ فاذا وقعت فتنة اوبلیۃ فلا بأس به یعنی حافظ ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے نزدیک نماز صبح میں

سوائے کسی مصیبت کے تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت
نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فاروقی)
شرح نقایہ بر جندی میں ہے:

”قال الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلاة الفجر
من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا بأس به“ یعنی
امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے
نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے تو اگر کوئی
فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی
حرج نہیں ہے۔
بحر الرائق میں ہے:

”وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل
بالمؤمنین نازلة قنت الامام الخ.“ یعنی شرح نقایہ
میں غانیہ سے ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل
ہو تو امام قنوت پڑھے۔ (فاروقی)

منہ الخالق میں بحوالہ شرح شیخ اسماعیل بنایہ امام عینی سے ہے:

”اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلاة الجهرية“

قال البطحاوی لایقنت عند نافی صلاة الفجر
 من غیر بلیة اما اذا وقعت فلا باس به ا، یعنی جب
 کوئی مصیبت نازل ہو تو امام قنوت پڑھے جہری نمازوں
 میں امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت
 ہمارے نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے
 تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے
 میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

”قوله و لهما انه منسوخ قال العلامة النوح
 آفندی هذا علی اطلاقه مسلم فی غیر النوازل
 واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی
 ان يتابعه عند الكل لان القنوت فیها عند النوازل
 ليس بمنسوخ علی ما هو التحقیق كما مر الخ“
 یعنی ان کا قول: ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ منسوخ
 ہے، علامہ نوح آفندی نے فرمایا کہ اس کا اطلاق مسلم
 ہے غیر نوازل میں، رہا نوازل کے وقت تو قنوت فی الفجر

جائز ہے تمام کے نزدیک اس لئے کہ قنوت فی الفجر
نوازل کے وقت منسوخ نہیں ہے اور یہی تحقیق ہے
جیسا کہ گزرا۔ (فاروقی)

اشباہ والنظائر میں ہے:

”فی فتح القدير ان مشروعیة القنوت للنازلة مستمرة
لم تنسخ“ یعنی فتح القدير میں ہے کہ نازلہ کے وقت قنوت
کی مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہوئی۔ (فاروقی)
مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے فرمایا:

”فتكون مشروعیة مستمرة هو محمل قنوت من
قنيت من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد
وفاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو مذهبنا و
علیہ الجمهور وقال الامام ابو جعفر شجاعی
رحمہ اللہ تعالیٰ الخ“ یعنی قنوت اس کی مشروعیت
مستمر ہوئی قنوت کا محمل وہی ہے جس کو پڑھا صحابہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اور
یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور امام ابو جعفر

طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا۔ (فاروقی)

در مختار میں ہے:

”لایقنت لغيره الا النازلة“ قنوت نہیں پڑھی جائے گی

سوائے وتر کے مگر نازلہ کے وقت۔ (فاروقی)

طحاوی حاشیہ دُر میں ہے:

”قال العلامة نوح آفندی بعد کلام قدمہ فعلی

هذا لا یكون القنوت فی صلاة الفجر عند وقوع

النوازل منسوخاً بل یكون امر مستمر اثابت

اویدل علیہ قنوت من قنت من الصحابة بعده

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیکون المراد بالنسخ

نسخ عموم الحکم لا نسخ نفس الحکم قال فی

الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض

الفضلاء هو مذهبنا وعلیه الجمهور“ یعنی علامہ

نوح آفندی نے فرمایا بعد اس کلام کے جو گزرا تو اس بناء

پر قنوت نماز فجر میں نوازل کے وقوع کے وقت منسوخ نہ

ہوگا بلکہ امر مستمر اور ثابت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھنا اس پر دلالت کرتا ہے تو نسخ
 سے مراد عموم حکم کا نسخ ہے نہ کہ نفس حکم کا نسخ اس کو ملتقط
 میں طحاوی سے ذکر کیا پھر کہا کہ بعض فضلاء نے فرمایا کہ
 یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔ (فاروقی)

اقول امام طحاوی کی تصنیف صرف ایک ”شرح معانی الآثار“ ہی نہیں بلکہ یہ
 کتاب وہ ہے جس میں وہ ذکر احادیث فرماتے اور مجتہدانہ بحث کرتے ہیں اس کے
 علاوہ ان کی اور کتابیں بھی ہیں ازاں جملہ مختصر طحاوی ہے جس میں انھوں نے نقل مذہب
 حنفی کیا اور وہ متون مذہب سے ایک متن ہے تو ”شرح معانی الآثار“ کی جو عبارت مجیب
 نے نقل کی اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ علماء نے جو ان سے جواز قنوت فی الفجر نقل
 فرمایا وہ نقل غلط ہے ان اکابر نے ”شرح معانی الآثار“ کا کام نہ لیا بلکہ ”قال الطحاوی“ فرمایا
 تو کیوں کر جان لیا گیا کہ اکابر نے ”شرح معانی الآثار“ سے ہی اسے نقل کیا، نہ ان کی
 اور کتب مثلاً ”مختصر“ سے جو نقل مذہب کے لئے ہے یہ مجیب کی ہمت و جرأت ہے کہ
 اتنی سی نظر و علم پر علامہ محقق ابرہیم حلبی صاحب ”کبیری“ کے حوالہ کی تغلیط کر دی۔

حالانکہ وہ اس نقل میں متفرق نہیں بلکہ امام طحاوی سے یہ ناقل امام ناصر الدین محمد بن
 یوسف سمرقندی متوفی ۵۵۶ھ میں ملتقط اور ان سے ”سراج الوہاج“ اور اس سے علامہ
 برجندی نے ”شرح نقایہ“ اور محقق زین بن نجیم مصری نے ”اشباہ والنظائر“ میں نیز بحوالہ

”ملتقط“ علامہ نوح آفندی اور ان سے علامہ سید طحاوی نیز امام طحاوی سے امام محمود عینی نے ”بنایہ“ اور علامہ شربنالی نے ”مراقی الفلاح“ اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے ”فتح اللہ المعین“ میں اور ان کے سوا اور اکابر نے نقل فرمایا، صرف ایک کتاب دیکھ کر اتنے اکابر علماء کے نقول کو غلط و باطل ٹھہرا دینا کس قدر عقل کے خلاف ہے اور یہیں سے ”شرح صحیح بخاری“ میں عبارت امام عینی سے استدلال کا جواب واضح ہو گیا۔

شروح حدیث اور چیز ہیں اور کتب فقہ اور علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ شروح حدیث میں جو بات کتب فقہ کے مخالف ہو وہ مذہب نہیں، مذہب وہ ہے جو کتب فقہ میں ہے امام طحاوی و امام عینی دونوں اکابر نے کتب فقہ میں یہی لکھا کہ نازلہ میں قنوت جائز ہے اور اکابر اجلہ محققین شراح نے اس پر اتفاق کیا تو حنفی کو چاہیے کہ امام طحاوی و امام عینی و جماہیر شراح محققین ہی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے اور یہاں سے اس کی بھی کیسی پوری نظیر واضح ہو گئی دیکھو یہی امام عینی کہ کتاب شرح حدیث میں وہ کچھ لکھ آئے جو مجیب نے نقل کیا اور کتاب فقہ میں صاف صاف اس کا جواز لکھا۔

یونہی اگر امام طحاوی نے ”شرح معانی الآثار“ میں وہ لکھا اور ”مختصر فقہ“ میں حکم جواز دیا کیا مستبعد ہے اور کیوں کہ اس بنا پر ان تمام اکابر علماء کی نقول کی تکذیب ہو سکتی ہے طرفہ یہ کہ یہی امام عینی جو کتاب شرح حدیث میں امام طحاوی سے عدم جواز کے ناقل وہی امام عینی انھیں امام طحاوی سے کتاب فقہ میں جواز کے ناقل۔

تو کھل گیا کہ وہ ایک بحث حدیثی ہے اور یہ مذہب فقہی مجیب صاحب شاید امام عینی کی تکذیب کرتے تو ڈریں گے جن کی خود اتنی تعریف لکھ چکے اور فرما آئے ہیں کہ ان کے حوالہ کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

یہ معلوم تھا کہ وہی عینی کتاب فقہ میں تصریح جواز فرما رہے ہیں اور نہ خود بلکہ انھیں امام طحاوی سے نقل فرماتے ہیں تو اب کیوں کر سرتابی کیجئے گا کہ ان کا حوالہ تو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام سیدی و استاذی و مرجعی و ملاذی اعلیٰ حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس کے صاحبزادہ والا جاہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کے رسالہ "اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال" میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالباقی نواب مرزا عفی عنہ

بجاء المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



رسائل اجتناب اعمال عن فتاویٰ الجہاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

مسئلہ: از شہر دمن عملداری پر تکبیر مرسلہ ضیاء الدین صاحب ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۶ھ
 زید وہابی نے اول چند رسائل عقائد وہابیت و گستاخی شان معظمان دین پر
 مشتمل طبع کئے جس پر علمائے بمبئی وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اس کی وہابیت پر فتویٰ دیا اس
 نے باصرار جماعت اہل سنت مجبور ہو کر اپنے تحفظ کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ میں
 ایک پرچہ باظہار توبہ چھاپ کر شائع کر دیا، جب اہل سنت اس کی طرف سے مطمئن
 ہو گئے تو اس نے اپنے اسی زمانہ سابق وہابیت کے تحریرات میں سے ایک تحریر حال کی بتا
 کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام ”ضروری سوال“ لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ پیدا ہے
 اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث
 لکھے ہیں وہ تحریر خاص اس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے
 اہل سنت کے ملاحظے میں حاضر کر کے چند امور کا استفسار ہے!

- (۱)..... اس تحریر میں جو حکم اس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت فتنہ و
 فساد و غلبہ کفار جائز و باقی وغیرہ منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و وبا وغیرہ کے
 وقت جائز نہیں، یہ حکم تفصیلی ہمارے ائمہ کا ہے یا اس شخص کا اپنا اختراع ہے؟
- (۲)..... طاعون یا وباء کیلئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا علمائے کرام و

فقہائے اعلام کی شان میں گستاخی ہے یا نہیں؟

(۳)..... اس تحریر کے مضامین والفاظ و طرز بیان و املا و انشا سے اس شخص کا بے

علم و جاہل اور منصب فتویٰ کے ناقابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں؟

(۴)..... اگر ظاہر ہے تو نااہل کو مفتی بننا حلال ہے یا حرام اور اس کے کسی فتوے

پر عوام کو اعتماد چاہئے یا نہیں؟

(۵)..... اس نے اس تحریر میں جو سندیں تقریریں لکھی ہیں اگر ان سے اس کا مطلب

ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اس کی جہالت و بے علمی سے ہے یا کہیں بددیانتی اور عوام کو

فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟

(۶)..... جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بتائے وہ جاہل و نا فہم ہے یا نہیں؟

(۷)..... شرائط مباحثہ جو اس نے لکھے ہیں وہ اس کے اگلے اشتہارِ توبہ کے خلاف

ہیں یا نہیں؟ اور ان سے اس کی قدیم و ہابیت کی بے پیدائہوتی ہے یا نہیں بینوا تو جوا۔

(الجبور رب اللہم للہم الحمد) - تحریرات مذکورہ نظر سے گذریں ”ضروری

سوال“ میں جو حکم اختیار کیا ہے محض خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات

کتب متون دیکھئے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقت غلبہ کفار کا

بھی کہیں استثناء نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارحین کرام پر نظر ڈالیے تو مطلقاً نازلہ کے

لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے۔

”غنیہ شرح منیہ“ میں ہے:

”قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا

فی صلاة الفجر من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا

باس به یعنی امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے

یہاں قنوت نہ ہونا اس وقت ہے کہ کوئی بلا و مصیبت نہ ہو

جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز صبح میں قنوت

پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں“

”شرح نقایہ بر جندی“ میں ہے:

”فی الملتقط قال الطحاوی ف ذکر نحوه یعنی امام

ناصر الدین محمد سمرقندی نے ”ملتقط“ میں امام طحاوی کا

قول مذکور نقل فرمایا“

”بحر الرائق“ میں ہے:

”وفی شرح النقایة معزی الی الغایة وان نزل بالمسنین

نازلة قنت الامام البخ یعنی علامہ شمشی نے شرح نقایہ میں بحوالہ

غایہ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذ اللہ) کوئی

سختی آئے تو امام قنوت پڑھے“

”منحۃ الخالق“ میں ہے:

”کذا فی شرح الشیخ اسمعیل لکنہ عزاء الی غایۃ
 البیان و لم اجد المسئلة فیہا فعلہ اشتبه علیہ غایۃ
 السروجی بغایۃ البیان لکنہ نقل عن البناۃ مانصہ
 اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلاة الجهریة وقال
 الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلوۃ الفجر فمن غیر بلیۃ
 اما اذا وقعت فلا یاس بہ یعنی اسی طرح یہ مسئلہ شرح شیخ
 اسمعیل ”للدرر والغرر“ میں ہے انہوں نے اسے غایۃ البیان
 علامہ اتقانی کی طرف نسبت کیا مگر مجھے ”غایۃ البیان“ میں نہ ملا
 شاید ”غایۃ سروجی“ سے اشتباہ ہوا۔

اور انہوں نے بنایہ امام عینی سے نقل کیا کہ جب کوئی سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے
 اور امام طحاوی کا وہی ارشاد ذکر فرمایا
 اسی میں ہے:

”قوله و لهما انه منسوخ قال العلامة نوح آفندی هذا
 علی اطلاقہ مسلم فی غیر النوازل و اما عند النوازل فی
 القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الكل لان
 القنوت فیہا عند النوازل لیس بمنسوخ علی ما هو
 التحقیق کما مر الخ یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایا جب

خفی کسی شافعی کے پیچھے نماز فجر پڑھے تو بغیر کسی نازلہ کے
قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ
ہے اور بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب اماموں کے طور
پر مقتدی کو باتباع امام قنوت پڑھنا چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ
سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں“
”اشباہ والنظائر“ میں ہے:

”فی فتح القدیر ان مشروعیة القنوت للنازلة مستمرة لم
تسوخ یعنی فتح القدیر میں ہے کہ دفع سختی کی لئے قنوت پڑھنے کی
شرعاً اجازت برابر چلی آئی ہے منسوخ نہ ہوئی“
اسی میں ہے:

”ذکر فی السراج الوہاج قال الطحاوی الخ یعنی سراج
وہاج میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کوئی بلا آئے تو
قنوت فجر میں حرج نہیں“

”مراقی الفلاح شرح نور الایضاح“ میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے مثل علامہ
ابراہیم حلبی شارح ”منیہ“ نے فرمایا:

”فتکون مشروعیہ مستمرة وهو محمل قنوت من

قنوت من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد وفاته

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہو مذهبنا وعلیہ
الجمہور وقال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمہ
اللہ تعالیٰ الخ یعنی توختیوں کے وقت قنوت کا مشروع ہونا باقی
ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد وفات اقدس
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اس کا
موقع یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے ہمارا اور جمہور
ائمہ کا یہی مذہب ہے ”امام طحاوی“ فرماتے ہیں کوئی فتنہ یا بلا
ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں“

”حاشیہ مراقی للسید الطحاوی“ میں ہے:

”قوله وهو محمل الخ ای حصول نازلة قوله وهو
مذهبنا ای القنوت للحادثة“ یعنی کسی سختی کے وقت
”قنوت“ پڑھنا ہمارا مذہب ہے۔ (فاروقی)

”در مختار“ میں ہے:

”لا یقنت لغيره الا النازلة یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں
قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لئے“

”فتح اللہ المعین“ حاشیہ کنز للعلامة السید ابی السعود الازہری میں امام طحاوی کا

ارشاد مذکور کہ ”کسی بلا کے وقت قنوت فجر میں حرج نہیں“ نقل کر کے فرمایا:

”وظاہرہ انہ لو قنت فی الفجر لبلیۃ انہ یقنت قبل
الركوع حموی یعنی علامہ سید احمد حموی نے فرمایا امام طحاوی
کے اس ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلا کے سبب نماز فجر
میں قنوت پڑھے تو رکوع سے پہلے پڑھے“
”مطحاوی حاشیہ در“ میں ہے:

”قال العلامة نوح بعد كلام قد مه فعلى هذا لا يكون
القنوت في صلاة الفجر عند وقوع النوازل منسوخا
بل يكون امرا مستمرا ثابتا و يدل عليه قنوت من قنت
من الصحابة بعده صلى الله تعالى عليه وسلم فيكون
المراد بالنسخ نسخ عموم الحكم لا نسخ نفس
الحكم قال في الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال)
قال بعض الفضلاء هو مذهبنا وعليه الجمهور يعني
علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کر کے فرمایا تو اس تقدیر پر بلائیں
اترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی و ثابت
ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علما جو قنوت فجر کو منسوخ بتاتے ہیں

اس کی مراد یہ ہے کہ سختی و غیر سختی ہر صورت میں قنوت کا عموم

منسوخ ہو گیا نہ یہ کہ قنوت رہا ہی نہیں ”ملتقط“ میں ہے امام

طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں

بعض علماء نے فرمایا یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے

”رد المحتار“ میں عبارات ”بحر و شربلائی و شرح شیخ اسمعیل و بنایہ و اشباہ و غایہ وغنیہ“

ذکر کے فرمایا:

”قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر سختی کے لیے

قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے“

”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف“ میں ہے:

”قال الخطابی فيه دليل على جواز القنوت في غير

الوتر قلت لكن يقيد بما اذا نزلت نازلة و حينئذ لا

خلاف فيه یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اس صورت میں

ہے جب کوئی سختی اترے اور اس وقت اس میں خلاف نہیں“

میں یہاں مسئلہ قنوت نوازل اور اس کے اجماعی یا خلائی ہونے کی بحث میں نہیں۔

۱۔ عدل عن قول الشافعي الشربلاية الى هذا لانها في اصطلاح الدرر و حواشيه تطلق على غنية ذوى الاحكام

عائقة الشربلاية على الدرر و الفرر ولم اره فيها نعم ذكره الشربلاية في شرح منية نور الايضاح ۱۲۱۲

پہلے کلام علامہ شرنبلالی و حلبی اور نوح
آقندی و علامہ طحطاوی سے جمہور کی
نسبت گزرا جو اختلاف کی طرف
مشعر ہے، امام ابن ہمام نے ”فتح“
میں افادہ فرمایا اور حلبی نے ان کی اتباع
کرتے ہوئے ”غنیہ“ میں کہا کہ قنوت
نازلہ اجتہادی معاملہ ہے اور دونوں کے
دلائل ذکر کئے گئے۔ (فاروقی)

وقد تقدم عن الشرنبلالی
والحلبی ونوح آقندی و
الطحطاوی نسبتہ الی الجمہور
المشعرۃ بحصول خلاف و
افاد الامام ابن الہمام فی الفتح
و بعبہ الحلبی فی الغنیۃ ان
قنوت النوازل امر مجتہد فیہ و
ذکر کلا النظرین .

کلام اس میں ہے کہ:

اولاً:- ان سب عبارات میں نازلہ بلیہ حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں فتنہ و
غلبہ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو۔
”اشباہ“ میں ہے:

”قال فی المصباح النازلة المصیبة الشدیدة تنزل بالناس

انتھی و فی القاموس النازلة الشدیة انتھی و فی

الصحاح النازلة الشدیة من شیدائد الدهر تنزل بالناس

انتھی“ یعنی مصباح میں کہا کہ ”نازلہ“ وہ مصیبت شدیدہ ہے

جولوگوں پر نازل ہوتی ہے اور قاموس میں فرمایا کہ ”نازلہ“ ہر سختی

ہے اور صحاح میں فرمایا کہ ”نازلہ“ زمانے کی سختیوں میں سے

ایک سختی ہے جولوگوں پر نازل ہوتی ہے۔ (فاروقی)

خود مصنف ”ضروری سوال“ کو اقرار ہے کہ:

”عند النازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے“

بایں ہمہ برخلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ و فساد و غلبہ کفار کی

قید لگانا اور کہنا کہ ”ہر ایک نازلہ نہیں“ کلام علماء میں تصرف بیجا ہے۔

ثانیاً:- میں اطلاق سے احتجاج کرتا ہوں کلمات علماء میں صاف تعمیم موجود ہے

عامہ عبارات مذکورہ دیکھئے لفظ ”نازلہ“ یا ”بلیہ“ نکرہ موضع شرط میں واقع ہوا کہ گر کوئی

سختی یا کسی قسم کی بلا آئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ صراحۃً ہر مصیبت ناس کو عام

ہے: لما نصوا علیہ ان النکرة فی حیز الشرط تعم توزید کا ان کے معنی میں وہ

حکم لگا دینا کلمات علماء کا بگاڑنا بدلتا ہے۔

ثالثاً:- ابن حبان نے اپنی صحیح مستمى ”بالتقسیم والانواع“ میں بطریق ابراہیم بن

سعد عن الزہری عن سعید والی سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

”قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا

یقنن فی صلاة الصبح الا ان يدعو لقوم او علی قوم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے

مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے کی دعا فرماتے یا

کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا کرتے

”فتح القدیر وغنیہ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں فرمایا:

”وہو سند صحیح یہ سند صحیح ہے“

خطیب بغدادی نے ”کتاب القنوت“ میں بطریق محمد بن عبد اللہ الانصاری حدیثاً

سید بن ابی عروبہ عن قتادة حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یقنت

الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے یا کسی قوم

پر دعا فرمائی ہوتی

کتب ثلاثہ مذکورہ میں ہے:

”هذا سند صحیح قاله صاحب تنقیح التحقيق یہ سند

صحیح ہے، صاحب تنقیح التحقيق نے اس کی تصریح کی“

امام زیلعی ”نصب الراية“ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کر کے فرماتے ہیں:

”قال صاحب التنقیح وسند هذين الحديثین صحیح

وهما نص فی ان القنوت مختص بالنازلة یعنی صاحب

تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان میں

صاف تصریح ہے کہ قنوت وقت مصیبت کے ساتھ خاص ہے۔

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فتنہ و غلبہ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ مثلاً رفع طاعون دفع وباء وال قحط کے لئے دعا بھی ”دعا لقوم“ کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواز ثابت ہوا۔

اگر کوئی یہ علت بیان کرے کہ مطلق

کو مقید پر محمول کیا گیا ہے تو ہم کہیں

گے: یہ اس حمل کا محل ہے ہی نہیں اگر

کوئی مخصوص واقعہ ایسا ذکر کرے جو

بیان اجمال میں داخل ہو تو اس بات کا

حصر مخصوص واقعہ میں کسی کے یہاں

درست نہیں، علاوہ ازیں یہ تو شواہد کا

مسلك ہے حالانکہ آپ مذہب حنفیہ

پر اپنے اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں، آپ

کی یہ گفتگو اس امر کی غمازی کر رہی ہے

کہ آپ ان کا مذہب ثابت کرنے کی

کوشش میں ہیں اور آخر رسالہ میں آپ

نے یہ واضح بھی کر دیا ہے کہ ”یہ رسالہ

فان اعتل بحمل المطلق

على المقيد قلنا ليس هذا

محله فان ذكر واقعة عين

داخله في اجمال بيان لا

يحصره فيها عند احد

على انه انما هو مسلك

الشافعية وانت تظهر من

نفسك الاعتماد على

مذهب الحنفية وقد

انبات في غضون كلا

مك انك دهننا بصدد

اثبات مذهبهم و صرحت

في آخر الرسالة انها على

ہمارے امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ
عنه کے اور ان کے مقلدین کے اصولوں
پر ہے ”اویہ آپ کے اپنے الفاظ ہیں
حالانکہ صحیح مسئلہ اصول میں ہمارا قول
ہے ہمارے ائمہ کرام نے اس پر
ایسے دلائل قائم فرمائے ہیں کہ کوئی
ان پر قیل و قال نہیں کر سکتا، پس الزام
تام ہوا اور اس کے بعد اس میں کسی
کو کلام کی مجال نہیں۔ (فاروقی)

اصول مذهب امامنا
الاعظم ابو حنیفۃ النعمان
رضی اللہ عنہ وعن
مقلدہم او بلفظک مع
ان الصحیح فی المسألة
الاصولیۃ قولنا فقد اقام
ائمنا علیہا براہین لا قبل
لاحد بہا فیم الزام
ولا یبقی لاحد مجال کلام.

رابعاً:- ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں ہے:

”قال ابن حجر اخذ منه الشافعی انه یسن القنوت
فی اخیره سائر المکتوبات للنازلة التي تنزل بالمسلمین
عامۃ کوباء و قحط و طاعون او خاصة ببعضهم
کاسر العالم او الشجاع ممن تعدی نفعه وقول
الطحاوی لم یقل به فیہا غیر الشافعی غلط منه بل
قنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المغرب بصفین اه
و نسبة هذا القول الی الطحاوی علی هذا المنوال

غلط اذ اطبق علماء نا علی جواز القنوت عند النازلة“
یعنی علامہ ابن حجر مکی نے فرمایا کہ اسی حدیث سے حضرت
امام شافعی نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ قنوت مسنون ہے تمام فرض
نمازوں کی آخری رکعت میں، جب عام مصیبت کے
مسلمانوں پر نازل ہو جیسے وباء، قحط اور طاعون یا کوئی خاص
مصیبت جو ان میں سے بعض لوگوں پر نازل ہو مثلاً کسی عالم
کا یا بہادر (جنگجو) کا گرفتار کیا جانا، جن سے دوسروں کو فائدہ
پہنچتا ہے، اور امام طحاوی کا قول کہ اسے کسی غیر شافعی نے
نہیں کہا یہ ان کی طرف سے غلطی ہے بلکہ حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ) صفین کے موقع پر نماز مغرب
میں قنوت پڑھی اور اس قول کی نسبت امام طحاوی کی طرف
اس طور پر غلط ہے کہ قنوت عند النازلہ کے جواز پر ہمارے
علماء متفق ہیں۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

”قال الامام السنووی القنوت مسنون فی صلاة
الصبح: دائما واما فی غیرها ففيه ثلثة اقوال و
الصحيح المشهور انه اذا نزلت نازلة كعدو او قحط

اووباء او عطش او ضرر ظاہر فی المسلمین و نحو ذلك
 قنتوا فی جمیع الصلوات المكتوبة والا فلا ذکرہ
 الطیبی و فیہ ان مسنونیتہ فی الصبح غیر مستفادۃ من
 هذا الحدیث“ یعنی حضرت امام نووی نے فرمایا کہ قنوت
 پڑھنا ہمیشہ مسنون ہے نماز صبح میں اور رہی بات فجر کے
 علاوہ نمازوں کی تو اس میں تین اقوال ہیں اور صحیح مشہور یہ
 ہے کہ جب کوئی سختی نازل ہو جیسے دشمن کا غلبہ یا قحط یا وباء یا
 تشنگی یا مسلمانوں کو کوئی (جانی یا مالی) مضرت ہو اور ایسی ہی
 دوسری مصیبتیں تو قنوت پڑھی جائے گی تمام فرض نمازوں
 میں اور اگر مذکورہ صورتیں نہیں تو جائز نہیں، اسے علامہ طیبی
 نے ذکر کیا اور اسی میں ہے کہ قنوت کی مسنونیت صلاۃ صبح
 میں اس حدیث سے مستفاد نہیں۔ (فاروقی)

دیکھو مولانا علی قاری نے امام ابن حجر مکی سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس
 نازلہ کے لیے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ وباء قحط و طاعون وغیرہا سب کو شامل ہے اور امام
 طیبی سے انہوں نے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط و وباء و تشنگی
 وغیرہا سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم و مقرر رکھا اور بعض بیان کے خلاف مذہب
 سمجھے ان پر اعتراض کر دیا اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنی مذکور نقل کر کے صاف

فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کا انکار اس طرح نسبت کر دینا ٹھیک نہیں کہ اس کے جواز پر تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے۔

اس سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے معنی ابھی بیان ہو چکے کہ قحط و بلاء و طاعون سب اس میں داخل ہیں اسی کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔
خامساً: کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود دیجئے کلمات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے۔

اسی ”مرقاۃ شریف“ میں ہے:

”قال ابن الملك وهذا يدل على ان القنوت في الفرض ليس في جميع الاوقات بل اذا نزلت بالمسلمين نازلة من قحط وغلبة عدو وغيره ذلك يعني علامه ابن فرشته نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرض میں قنوت ہمیشہ نہیں بلکہ خاص اس وقت ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں پر کوئی سختی آئے جیسے قحط اور دشمن کا غلبہ وغیرہ“

علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے ”کتاب الاشباہ“ میں ”غایہ و شمنی و فتح“ کے عبارات کہ ”نوازل میں قنوت روا ہے“ نقل کر کے فرمایا:

”فالقنوت عندنا في النازلة ثابت وهو الدعاء برفعها ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل يعني ان عبارات

علماء سے ثابت ہوا کہ ہمارے نزدیک بلا کے وقت قنوت
پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی ہے کہ اس بلا کے دفع کی دعا کی
جائے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے“

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ ”نور الایضاح“ اور علامہ سید محمد مشقی نے
حاشیہ ”شرح تنویر“ میں دفع طاعون کے لیے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انہیں بحر
محقق صاحب ”بحر“ کا حوالہ دیا اول کی عبارت انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتی ہے اور ثانی
نے زیر قول شارح مدقق نے ”لایقنت لغيره الا لنازلة“ فرمایا:

”قال فی الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر
ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل“ اشباہ
یعنی صحاح میں فرمایا کہ ”نازلہ“ زمانے کی سختیوں میں سے
ایک سختی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون شدید تر
بلاؤں میں سے ہے۔ (فاروقی)

تنبیہ:- ان بیانیوں سے چند امر روشن ہوئے!

اول:- یہ کہ طاعون و وبا اور ان کے مثل ہر بلیہ عامہ کے لئے قنوت صحیح

حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے تو زیر یعنی مصنفہ ”ضروری سوال“ کا قنوت
نوازل کو جائز و ثابت مان کر اسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور باقی کی نسبت کہنا کہ

”جب تک شریعت میں کسی کام کی اصل نہ ملے وہ

کام یا تو بدعت ہو گا یا گناہ؟“

محض بے معنی ہے کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل و گناہ مانتا ہے؟۔

دوم:- قنوت طاعون و وبا کو نہ صرف اطلاقات کلام علما بلکہ ان کی صاف تعمیہ میں شامل جن میں خود امام اجل ابو جعفر طحاوی بھی داخل تو اس کی نسبت زید کا ادعا کہ

”نہ اقوال خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ثابت اور نہ ہمارے

امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے“

صریح نا فہمی ہے۔

سوم:- اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص

جیسا کہ ہمارے جدا مجد خاتم المحققین

قدس سرہ نے اپنی کتاب مبارک

”اصول الرشاد لقمع مہانی الفساد“

میں بیان فرمایا۔ (فاروقی)

کما یسہ خاتمة المحققین

سیدنا الجد قدس سرہ الامجد

فی کتابہ المستطاب ”اصول

الرشاد لقمع مہانی الفساد“

۱۔ آج تک جمع سالم مذکر یہ مؤنث سنی تھیں یہ مصنف ”ضروری سوال“ کی جمع منث ہے اول تو منتہی الجموع

کی پھر جمع مذکر سالم بنائی دوسرے تابع وصف مذکر عاقل کو توابع پر جمع کیا حالانکہ صفت ذوی العقول میں وہ جمع تابعہ مؤنث کی ہے جیسے ضواریب جمع ضاربہ پھر اس جمع مؤنث کو یا دونوں سے جمع بنا کر مذکر بنایا تذکیرو

تانیث جمع فرما کر جمع منث کا رنگ جمایا ہے ملائی ۱۲ محمد ضیاء الدین الہکنی بابی المسکین۔

مثلاً اس اخیر زمانہ فتن میں طرح طرح کے نشے قسم قسم کے باجے ایسے پیدا ہوئے جن کی حرمت کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں مگر انہیں حرام ہی کہا جائے گا کہ وہ:

”کل مسکر حرام“ یعنی ہر نشہ آور شے حرام ہے۔ (فاروقی)

کے عموم اور حدیث:

”یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف“ یعنی وہ

لوگ ریشم، شراب اور مزامیر کو حلال سمجھیں گے (فاروقی)

وآیہ کریمہ

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ“ اور کچھ لوگ

کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔ (کنز الایمان)

کے شمول و اطلاق میں داخل!

اب اگر کوئی جاہل کہہ اٹھے کہ یہ تو تم قیاس کرتے ہو احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے تو اس سے یہی کہنا چاہیے کہ اے ذی ہوش یہ قیاس نہیں بلکہ جب ایک حکم مطلق یا عام احادیث و کلمات علمائے کرام میں وارد ہے تو اس کے دائرے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط و شامل تو ثابت ہوا کہ زید کا ”ضروری سوال“ میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا کہ:-

”جب قنوت عند النازلہ ثابت اور جائز ہوئی تو ہر قسم کی بلا اور مصیبت پر جائز ہونی چاہئے“ اور اس کا یہ مہمل جواب دینا کہ ”ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تو البعین کے اقوال سے“ صریح نادانی ہے۔

چہارم:- اگر صرف یہی اطلاق و عموم احادیث و اقوال ائمہ ہوتے تو ثابت کہنے کے لیے کافی تھے ایسے مسئلے کو ہرگز کذب و بہتان نہیں کہہ سکتے دوسرے دلائل کی نظر سے رائج و ارجح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اوپر سن چکے کہ طاعون و وبا و قحط وغیرہا کے لیے قنوت کی صاف صریح تصریحیں امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جن کی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب حقہ کا اجماع ہے) اور امام جلیل شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح ”مشکوٰۃ“ امام شہاب الحق والدین احمد بن حجر مکی تہمی و علامہ عبداللطیف بن عبدالعزیز شہیر بن فرشتہ از اجلہ علمائے حنفیہ و محقق فقیہ زین بن نجیم مصری عمدہ حنفیہ و مولانا علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی و فاضل جلیل سید احمد مصری طحاوی حنفی و عالم نبیل سید محمد آفندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اسے امام مجتہد عالم قریش سیدنا امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا تو مصنف ”ضروری سوال“ کا قول کہ:

”طاعون یا وباء کے لیے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا
کذب اور بہتان ہے اگر خطا ایسا کلمہ بے موقع کسی سے
سرزد ہو جائے جناب الہی میں توبہ واستغفار جلد کر لے“

محض کذب و بہتان اور ان ائمہ کرام و علمائے اعلام کی جناب میں گستاخی
و توہین شان ہے، زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمے سے جلد جناب الہی
میں توبہ واستغفار کرے۔

اگر بفرض باطل یہ قنوت نوازل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب
ہوتا اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالاتفاق اس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ
مسئلہ ائمہ مجتہدین اختلافیہ اور ہمارے مذہب کے خلاف نہوتا اسے کذب و بہتان کہنا
اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ و علماء کے بھی
اطلاق و عموم و نصوص سب کچھ موجود اور اگر اسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرائے تو
اولاً تو یہاں اس کا محل نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کون تھا جس کے رد میں زید یہ الفاظ لکھتا
ثانیاً اوپر واضح ہو چکا کہ عدم نقل فعل نہ زید کو مفید نہ اس کے مخالف کو مضر تو اس
کا ذکر محض فضول و نادانی ہے۔

بالجملہ آفتاب کی طرح واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر ”ضروری سوال“ میں نہ
ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شارحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی
طرف سے ایک نیا فتویٰ گڑھ دیا:

بلی قد وقع مایوہمہ فی
کلام بعض ائمۃ الحدیث
فی تقریر مذہب الامام
احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و فی کلام بعض
ائمنا فی توجیہ مذہب
بعض الصحابۃ رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم ثم لم یعمدہ
ولا جعلہ مذہب علمائنا و
لا ذکرہ فی تقریر کلامہم
مع انہ قد اثر عنہ التعمیم
صریحاً فیتحمل ان یکون
القصر ہنا وقع وفاقاً لا حصراً
وایما کان فجعل ہذا مذہباً
لنا لا سلف لزید فیہ فیما اعلم
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی تفصیل کرتے ہوئے بعض
ائمۃ حدیث کے کلام میں اور بعض
صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب
کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے بعض
ائمہ کے کلام میں ایسی گفتگو واقع ہوئی
ہے جو وہم کو راستہ دیتی ہے پھر بھی اس
پر کسی نے اعتما نہیں کیا نہ یہ ہمارے
علماء کا مذہب ہے نہ ہی یہ ان کے کلام
میں مذکور ہے باوجودیکہ ان کے عموم
پر تصریح منقول ہے لہذا یہاں یہ ممکن
ہے کہ یہاں قصر اتفاق واقع ہو گیا ہو
اور قصر مقصود نہ ہو جو بھی ہوا ہوا سے
ہمارا مذہب بنا دیا گیا، جہاں تک میں
سمجھتا ہوں اس میں زید کے لئے کوئی
فائدہ نہیں۔ (فاروقی)

”ضروری سوال“ کے اظہار خطا کو اسی قدر بس تھا بے حاجت شرعیہ ناقصوں

قاصروں کی جہالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا شیوہ نہیں لقولہ تعالیٰ:

”وَاعْرِضْ عَنِ الْخَهِلِينَ“ یعنی اور جاہلوں سے منہ پھيرو۔

(کنز الایمان)

مگر امور متعلقہ بہ دین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری اور یہاں مصلحت

دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم و کم فہم و مشکوک و متہم شخص اپنے آپ کو

مفتی و مصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم و قابل اعتماد سمجھے ہیں تو اس کے

پر جہل و نااہل ہونے کا آشکارا کرنا انشاء اللہ تعالیٰ دین عوام کو نافع اور ضلالت و جہالت

میں پڑنے کا دافع ہوگا وباللہ التوفیق۔

زید کی ترکیب و بندش الفاظ و انشاء و املا اگرچہ سب میں خطا ہائے فاحشہ موجود

ہیں مگر ان سے تعرض داب محصلین نہیں لہذا انہیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر و بسیار اغلاط

و جہالات سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جہالت :- حدیث مذکورہ ابن حبان کہ زید کے دعوے تخصیص کا صاف

رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بنا کر لکھی اور اس پر فائدہ جما دیا کہ:

”یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نصرت

چاہے طاعون کے لئے قنوت ثابت نہیں“

عقلمند سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا ضرر کے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

جہالت ۲:- قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے

ہیں: کہ منسوخ ہے ولہذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں اس قدر پر تو کلمات علما متفق ہیں ہاں محل نظریہ ہے کہ یہاں ”عموم نسخ“ ہے یا ”نسخ عموم“ عموم نسخ یہ کہ نازلہ و بے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہو گیا اور ”نسخ عموم“ یہ کہ نازلہ بے نازلہ ہر حال میں عموماً قنوت کا پڑھا جانا یہ منسوخ ہوا صرف بحالت نازلہ باقی رہا۔

”نسخ عموم“ پر تو بہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے ”فتح القدیر“ میں افادہ فرمائی اور ”مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی ابن ماجہ“ میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے:

”ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا

یدعو علی احياء من احياء العرب ثم تركه

(یعنی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک

نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے

ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی

”زاد ابن مساجدة في صلاة الصبح وهو عند البخاري
في المغازي بزيادة بعد الركوع وترك ثم تركه“ یعنی
ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ ”نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے“
اور بخاری کے کتاب المغازی میں یہ اضافہ ہے کہ ”قنوت
رکوع کے بعد تھی“ اور ”پھر اسے ترک فرمادیا“ کے الفاظ کو
انھوں نے چھوڑ دیا۔ (فاروقی)

اور صحاح ستہ میں شمس الحدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب
نزول آیہ کریمہ:

”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ
فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ“ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انھیں توبہ کی توفیق
دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔ (کنز الایمان)

ہے یہاں نظر دو طرف جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا بر بنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً

۱۔ زاد کلمة ضامن لان بيان نزول الآية في هذا الباب ليس من قول ابی هريرة رضي الله
تعالى عنه وانما هو مدرج في الحديث من قول الزهري ذكره بلاغا والاصح نزولها في واقعة
احد حین دعائنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الذین ادموا وجهہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کما ثبت فی صحیح مسلم کذا حققه الحافظ فی الفتح وكذلك قال الشيخ المحقق
فی شرح المشکوٰۃ ان الاكثرین علی نزولها يوم احد والله تعالیٰ اعلم ۱۲ منه

مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی اور اگر
 معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاک سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الہی میں
 مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انہیں کے
 بارے میں ہونہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔
 یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر پھر ان کی تبعیت سے
 علامہ محقق حلبی نے ”شرح کبیر“ میں افادہ فرمائیں، ان دونوں کتابوں اور ”مرقاۃ شرح
 مشکوٰۃ“ میں ہے:

”واذا ثبت النسخ و جب حمل الذی عن انس من رواۃ
 ابی جعفر (ہو الرازی) ونحو (کدینار بن عبد اللہ خادم
 انس رضی اللہ عنہ ما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا) اما علی الغلط
 (لان الرازی کثیر الوہم قالہ ابو زرعة و دینار قد قیل فیہ
 ما قیل) او علی طول القیام فانہ یقال علیہ ایضاً او یحمل
 علی قنوت النوازل ویكون قوله (ای قول انس رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ) ثم ترکہ فی الحدیث الآخر (المروی فی
 الصحاح) یعنی الدعاء علی اولئک القوم لا مطلقاً
 مستحصر امزید امنی ما بین ہلالین“ یعنی جب نسخ ثابت ہو تو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حضرت ابو جعفر
 (رازی) اور اس کی مثل دیگر روایات (جیسے دینار بن عبد اللہ
 خادم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے یہاں تک کہ
 دنیا سے تشریف لے گئے) کو یا تو غلطی پر محمول کیا جائے گا
 (کیونکہ بقول رازی ابو زرہ کثیر الوہم ہیں اور دینار کے بارے
 میں جو کچھ کہا گیا وہی کچھ ہے) یا طول قیام پر محمول کیا جائے گا
 کیونکہ ”قنوت“ کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے یا اسے ”قنوت
 نازلہ“ پر محمول کیا جائے گا اور ان (یعنی حضرت انس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحاح میں موجود ہے)
 میں کہ ”پھر اسے ترک کر دیا گیا“ یعنی قوم کے خلاف دعا ترک
 کر دی نہ کہ ہر دعا؟ اھ مختصراً۔

اور میری (یعنی حجۃ الاسلام کی) طرف سے وہ اضافہ ہے
 (فاروقی)
 جو قوسین میں ہے۔

نیز کتابیں مذکورین میں ہے:

”فیجب کون بقاء القنوت فی النوازل مجتہدافیہ و

ذالك ان هذا الحديث (ای حدیث ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق حماد بن ابی سلیمان و
 ابی حمزہ العقاب عن ابراہیم عن علقمة عنہ قال لم
 یقنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی
 الصبح الا شہرا ثم ترکہ لم یقنت قبلہ ولا بعدہ و
 لفظ حماد لم یرقبل ذالک ولا بعد (لم یؤثر عنہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قولہ ان لا قنوت فی نازلة
 بعدہ بل مجرد العدم بعدہا فیتجہ الا جتہاد بان
 یظن ان ذالک انما ہول عدم وقوع نازلة بعدہا
 تستدعی القنوت فتكون شرعية مستمرة وهو
 محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ان یظن رفع الشرعية نظر
 الی سبب ترکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو انه
 لما نزل قولہ تعالیٰ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ ترک واللہ
 سبحانه وتعالیٰ اعلم ان بزیادة "یعنی نازلہ کے وقت "قنوت"
 باقی رکھنے کو اجتہادی قرار دینا واجب ہے کیونکہ یہ حدیث (یعنی
 حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو طریقوں سے مروی ہے
 حماد بن ابی سلیمان اور ابو حمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم

سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت نہیں پڑھنی سوائے ایک مہینے کے پھر اسے ترک فرمادی اس سے پہلے کبھی آپ نے قنوت نہیں پڑھی اور نہ اس کے بعد میں اور حماد کے الفاظ یہ ہیں کہ نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں (اور نہ ہی حضور ﷺ سے یہ قول منقول ہے کہ اس کے بعد سخت مصیبت میں بھی قنوت نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کے بعد عدم بھی منقول نہیں تو اس مسئلے میں اجتہاد کی ضرورت ہوئی بایں طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شدید مصیبت نازل نہیں ہوئی جو ”قنوت“ کا تقاضا کرتی لہذا ”قنوت“ دائماً جائز ہوگی اور یہی محل ہے اس ”قنوت“ کا جو حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے یا اس طور پر کہ غالب گمان ہے کہ جواز ”قنوت“ کا ختم ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترک کے باعث ہوا اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قول ”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ“ نازل ہوا آپ نے اسے ترک فرمادیا واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

روش علم تو یہ ہے مگر مصنف ”ضروری سوال“ کی سخت ناہمی کہ دو متنافی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا کہ خود اسی کا ایک کلام دو ہرے کو رد کر دے گا۔
مسلم تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ معنی خاص
فتنہ و فساد غلبہ کفار کے لئے!

ایک جگہ لکھا:

”عند النازلہ بدعت نہیں مداومت بدعت اور
دین میں نیا کام ہے“

پھر لکھا:

”دلیل اوپر نسخ قنوت کے مداومت کے طور پر اور
دلیل واسطے جواز قنوت کے عند النازلہ“

پھر لکھا:

”مداومت کے طور پر منسوخ اور عند النازلہ غیر منسوخ“

اور مزے سے وہی آئیہ کریمہ اور وہی حدیث بحوالہ صحیحین ذکر کر کے کہہ دیا:

”اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ

قنوت عموماً ثابت ہوا سوائے قنوت وتر کے“

ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں کس چیز پر قنوت مذکور تھی نازلہ پر

اور نزول آیت کس قنوت کے بارے میں ہوا قنوت نازلہ میں اگر آیت و حدیث سے

اس کا نسخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی وہی تو صراحتہ ان سے منسوخ ہوئی یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جہالت ۳ :- حدیث طارق الشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارہ انکار قنوت فجر

(جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ:

”میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی

کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے“

اور ”ترمذی وابن ماجہ“ نے یوں کہ:

”ان کے صاحبزادے سعد ابومالک نے ان سے پوچھا

آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے

اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ

صنم میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے“

ایک ہی حدیث ایک ہی مضمون ایک ہی صحابی ایک ہی مخرج اور مصنف

”ضروری سوال“ نے اسے بلفظ ”اول“ ذکر کر کے ”نسائی وابن ماجہ و ترمذی“ سب کی

طرف نسبت کیا اور لفظ ”دوم“ کو بے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا:

”ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا وارو ہے“

ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہاء درکنار اصطلاح محدثین پر بھی ٹھیک نہیں آ سکتا یہ زید کی بے خبری و غفلت ہے۔

جہالت ۴:- قنوت مذکور ائمہ شافعیہ ائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث مذکور سے بدعت بتا کر آگے حاشیہ جمایا:

”اور حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعة و کل

بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار“ یعنی ہر محدث

بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہ ناری ہے۔

قطع نظر اس سے کہ جملہ اولیٰ حکم بدعت نہیں حکم بہ بدعت ہے، اجتہادیات ائمہ

دین کو ایسے احکام کا مورد قرار دینا کیسی بے باکی و جرأت ہے، حاشا ائمہ کرام اہل سنت

کا کوئی مسئلہ ضلالت و فی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق و ہدایت و سبیل جنت ہے۔

جہالت ۵ تا ۸:- حدیث عاصم بن سلیمان ذکر کی:

”قلنا لانس بن مالک ان قوما يزعمون ان

النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لم يزل

يقنت في الفجر فقال كذبوا انما قنت رسول

الله صلى الله تعالى عليه وسلم شهرا واحدا

يدعو على احياء من احياء المشركين“

اور اس کا ترجمہ کیا:

”ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے یہ کہ مقرر ایک قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز فجر میں سو جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے مہینہ ایک سو بھی بددعا کرنے کو اوپر قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے“

اولاً:- محاورہ عرب میں زعم بمعنی مطلق قول بھی شائع یہاں تک کہ صحیح حدیث میں ”زعم جبریل“ تک واقع۔

ثانیاً:- کلام نا محقق یا خلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کی نزدیک ہوتا ہے جو اسے بلفظ ”زعم“ تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ وہ زاعم خود بھی اسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے زید نے زبردستی ”یزعمون“ کے معنی یہ بنائے کہ جو قنوت فجر کی بقا کے قائل ہیں خود ہی اسے شک و گمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا پر ”کذبوا“ کا ترجمہ کیا کہ:

”وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں“

ثالثاً:- یہ نیوجما کر اب اس پر فائدہ جڑا:

”اس حدیث سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ زمانہ تابعین میں قنوت کا فقط گمان ہی گمان تھا یقینی امر

نہ تھا پس جتنی روایات ان روایات کے مخالف ہیں وہ
سب ظنیات ہونی چاہئے واللہ اعلم بالصواب“

افسوس کہ جو کہنا چاہا تھا وہ بھی کہ نہ جانا عقلمند سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت
مالکیہ و شافعیہ نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یا مانعان قنوت حنفیہ و حنبلیہ کب
کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہاد یہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر
یہ کون سا فائدہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہوا۔

رابعاً:- اس سب سے قطع نظر کیجیے تو ”ابن قوما یزعمون“ لفظ قوم نکرہ چیز
اثبات میں ہے جس کا مفاد صرف اس قدر ہوگا کہ کچھ لوگ بطور وہم بقائے قنوت
مانتے ہیں اس سے کب لازم ہوا کہ زمانہ تابعین میں سب قائلان قنوت اسے اسی
درجے میں جانتے۔

جہالت ۹:- حدیث ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

”نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم عن القنوت فی الفجر نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا“

جس میں تین راوی ضعیف و شدید الضعف ہیں ذکر کر کے تضعیف رواقہ کا

جواب دیا کہ:

”امام صاحب کی تحقیق کو وہ مانع نہیں دوم یہ کہ انس بن مالک

نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہو سکتا ہے کہ آپ
کو اس ”نہی“ کی ضرور خبر ہوگی اگرچہ بدعت اور
محدث کی جگہ لفظ ”نہی“ کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا

قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے قائل حضرت طارق اشجعی ہیں نہ حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نو پیدا کہنے سے اس گمان کی راہ کدھر سے ملی کہ ضرور انہیں اس
”نہی“ کی خبر ہوگی انہوں نے صراحۃً نو پیدا ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ:
”میں نے سید عالم و خلفائے کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

سلم سب کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی“

اے فرزند وہ نئی نکلی ہے اس میں ”نہی“ پر اطلاع کی بوجہ نہیں نکلتی نہ کہ
اس سے گمان ہو کہ ضرور نہیں معلوم ہوگی بلکہ انصافاً اس سے یہی متبادر کہ ”نہی“ یا
تو واقع ہی نہ ہوئی یا ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب
دیتے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے منع فرما چکے ہیں“ جواب مسئلہ میں
دلیل اقویٰ کا ترک کیوں کیا جاتا۔

جہا لبت ۱۰۱: ایک حدیث کی سند ذکر کی:

”عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما“

اور ترجمے میں بھی لکھا:

”اس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے“

عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ ”صحابیت“ درکنار مسعود سرے سے مسلمان ہی نہ ہوا جاہلیت میں مراا سے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور دانستہ ہو تو سخت تر آفت!

جہالت ال :- آگے لکھا:

”فتح القدير میں تحت حدیث عبد اللہ بن مسعود کے بیان کیا

ہے چنانچہ لم یکن انس نفسه یقنت فی الصبح

کما رواه الطبرانی و اذا ثبت النسخ و جب حمل

الذی عن انس من رواية ابی جعفر اما علی الغلط

او علی طول القيام فانه یقال علیه ایضا فی

الصحيح عنه علیه الصلوة والسلام افضل الصلوة

طول القنوت ای القيام“ یعنی خود حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فجر میں ”قنوت“ نہیں پڑھتے تھے اسے طبرانی نے

روایت کی اور جب نسخ ثابت ہو گیا تو وہ روایت حضرت

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابو جعفر سے مروی ہے یا تو

اس غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر کیونکہ حدیث صحیح

میں اس پر بھی ”قنوت“ کا اطلاق ہوتا ہے کہ رسول اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز میں افضل ترین عمل

”طول قنوت“ یعنی طول قیام ہے۔ (فاروقی)

قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت چنان اہل علم کے محاورے میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ اس آیت و حدیث کی تفسیر و شرح یا اس کی بحث میں ایسا کہا یہاں مجتہد عنہ حدیث ابی جعفر رازی ہے اسی کی تحت اسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود و حدیث طبرانی وغیرہا مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کی تحت ہیں عبارت فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے، یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو دوام قنوت مذکور ہوا ممکن کہ وہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ ”قنوت“ اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے۔

دیکھو حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ ”بہتر نماز طول قنوت ہے“ یعنی جس میں

قیام دیر تک ہو!

مصنف ”ضروری سوال“ ایسی سلیس عبارت کے واضح معنی کو خاک نہ سمجھا لفظ ”ایضاً“ کو کہ صراحۃً ”یقال“ کی طرف ناظر تھا اس سے قطع کر کے مابعد سے ملایا اور ”ایضاً فی الصحیح“ کو سند جدا گانہ ٹھہرایا ولہذا لفظ ”ایضاً“ پر نشان (ـ) کہ علامت فصل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا:

”کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اور پر طول

قیام کے اور بھی بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت

کا آیا ہے جو مروی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے کہ افضل ترین نمازوں کی وہ نماز
ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو۔

اس جہالت کی کچھ حد ہے؟ اور ذرا یہ حسن ادا بھی قابل لحاظ کہ:
”بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے“

گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت آیا ہے یا نہیں۔
جہالت ۱۲:- اسی عبارت ”فتح“ کے آخر میں تھا:

”والاشکال نشأ من اشتراك لفظ القنوت بين

ما ذكر وبين الخضوع والسكوت والدعاء وغيرها“

یعنی یہاں لفظ ”قنوت“ کے طول قیام اور خضوع و سکوت

اور دعاء وغیرہ کے درمیان معانی میں مشترک ہونے کی وجہ

(فاروقی)

سے اشکال پیدا ہوا ہے۔

یہاں ”ما ذکر“ سے مراد وہی طول قیام تھا اور اس کے معطوفات خضوع

و سکوت و دعاء وغیرہا یعنی قنوت کا لفظ جب کہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے

حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتہاد پیش آیا اس سے دعا سمجھ لئے حالانکہ مراد

طول قیام تھا کہ ”ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا۔“ یہ

ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مبتدی بے تامل سمجھ لے۔

اب صنف صاحب کا علم دیکھئے عبارت صرف ”ما ذکر“ تک نقل کی اور ترجمہ فرما دیا:

”اور وہ جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک

المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اس چیز کے جو مذکور ہوئی

یعنی اپنے محل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدر کی عبارت کا“

گویا آپ کے نزدیک ”بین“ صرف شئی واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی

حاجت ہی نہیں ماذکر کے معنی یہ کہ اپنے محل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہو گیا۔

جہالت ۳۱:۔ سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عند النازلہ جواز کہاں رہا

اور اس کے جواب میں لکھا:

”جواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدر

وتر و نوافل کی بحث میں قولہ ان مشروعیۃ القنوت

فی المنازلۃ مستمرة لم ینسخ الخ تحقیق کے

جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی کی؟ منسوخ نہیں“

”فتح القدر“ سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا ”بکف چراغ

دارد“ کا تماشہ ہے ”فتح القدر“ کی اسی عبارت میں صراحت فرمایا کہ نازلہ میں بقائے

قنوت مجتہد فیہ ہے منسوخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے۔

۱۔ یہ ”مشترک المعنی“ بھی نئی گڑھت ہے علما لفظ کو مشترک کہا کرتے ہیں ان صاحب کے نزدیک اس کے

معنی دو معنی یا شاید دو نظروں میں مشترک ہوتے ہوں گے ۲۔ ارمنہ

۳۔ کافی بیانیہ کو یونہی لکھا ہے اس نادانی کا کچھ ٹھکانا ہے ایسی غلطی کبھی نو مشق اطفال ہی بھی سرزد نہ ہوگی ۱۲۔ ابوالحسن

وقد تقدم نصه في بيان اس کی دلیل جہالت نمبر ۲ کے بیان
الجهالة الثانية. میں گزر چکی ہے۔ (فاروقی)

اسی عبارت منقولہ زید کے بعد بلا فصل فرمایا تھا:

”وبه قال جماعة من اهل الحديث“ یعنی محدثین کی

ایک جماعت نے یہی فرمایا ہے۔ (فاروقی)

کہاں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کہاں اجماع!

جہالت ۱۲:-

”جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ

در بارہ اصلاح ذات البین کے تھی نہ بددعا“

بددعا نہیں مگر دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی

مغلوبی مکروہ ہوتی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ مانگتی تھیں۔

مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سے ہے:

”انه لما قنت في الصبح انكر الناس عليه فقال استنصرنا

على عبدونا“ یعنی انھوں نے (حضرت علی نے) نماز صبح میں

”قنوت“ پڑھی تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

ہم نے دشمن پر مدد مانگی ہے۔ (فاروقی)

محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”کتاب الآثار“ میں فرماتے ہیں :

”قال ابراهيم (هو النخعي) وان اهل الكوفة انما
 اخذوا القنوت عن علي قنت يدعو علي معاوية حين
 حاربه واما اهل الشام فانما اخذوا القنوت عن
 معاوية قنت يدعو علي علي حين حاربه قال محمد و
 بقول ابراهيم نأخذ وهو قول ابي حنيفة“ یعنی حضرت
 ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ: اہل کوفہ نے ”قنوت“ حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ کی ہے کیوں کہ انھوں نے اس
 وقت ”قنوت“ پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے ان کی جنگ ہوئی اور اہل شام نے حضرت معاویہ سے
 ”قنوت“ اخذ کی کیوں کہ وہ بھی حضرت علی سے جنگ کے
 وقت ”قنوت“ پڑھتے تھے، حضرت امام محمد نے فرمایا کہ: حضرت
 ابراہیم کے قول پر ہمارا عمل ہے اور یہی قول حضرت امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۵ :- بعید نہیں کہ ان حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو کہ:

”اللهم اصلح بيننا وبين قومنا فانهم اخواننا بغوا علينا“
 یعنی اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان صلح

فرمادے کیوں کہ وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے
ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ (فاروقی)

امیر المؤمنین کی طرف سے یہ قنوت محتمل کیا امیر معاویہ بھی معاذ اللہ امیر
المؤمنین کو باغی سمجھتے تھے یہ نرا جاہلانہ افتراء ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو
مولیٰ علی کا ہمسر سمجھتا ہوں:

”وانی لاعلم انه افضل منی واحق بالامر ولكن الستم
تعلمون ان عثمان قتل ظلما وانا ابن عمه ووليه اطلب
بدمه میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
مجھ سے افضل اور احق بہ امامت ہیں مگر کیا تمہیں خبر نہیں امیر
المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً شہید ہوئے میں ان
کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص مانگتا ہوں رواہ یحییٰ بن
سلیمن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب
صفین بسند جید عن ابی مسلم الخولانی“ یعنی اسے
امام بخاری کے استاد یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے ”کتاب
صفین“ میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت
کیا ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۶ :- خود ہی سوال میں لکھا:

”جب قنوت عند النازلہ جائز ہوئی تو ہر مصیبت پر جائز ہونی چاہئے جس طرح قلت باران یا کثرت باران وسیلاب زلزلہ آندھی امراض مختلفہ خاص کر وبا اور طاعون کہ وہ اشد النازلہ ہے“

اور جواب دیا:

”ہمارا تمہارا قیاس بیکار ہے ان مصیبتوں کے لئے شارع علیہ السلام نے جدا جدا طریقہ بتا دیا اور ان کا حکم بھی سینا دیا چنانچہ کتب فقہ ان سے مملو ہیں الخ“

اسے قیاس بتانے کی جہالت اوپر مذکور ہو چکی مگر طاعون کو خود ”اشد النازلہ“ لکھنے نے ریکمہا اور بھی جہل کا پردہ کھول دیا جب ”قنوت نازلہ“ ثابت اور طاعون سب سے سخت تر نازلہ ہے تو ایس کے لئے ”بدلالت النص“ ثابت اور ”دلالۃ النص“ سے اثبات کو قیاس بتانا سخت جہالت۔

اب مصنف ”ضروری سوال“ کی مثال اس ذی ہوش کی طرح ہے جس سے کہا

جائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

”لَا تَقُلْ لِّهٖمَا اٰفٍ مَاں باپ سے ہوں نہ کہہ“

جب ہوں کہنے سے ممانعت ہے تو مارنا اس سے سخت تر ہے بدرجہ اولیٰ منع

ہے! وہ کہے:

”ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے“

قرآن میں تو کہیں والدین کو مارنے کی ممانعت نہیں ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ العلیٰ العظیم۔

جہالت ۷۱:- قطع نظر اس سے کہ قلت و کثرت باران و سیلاب و زلازل و

ریاح و امراض مختلفہ سب کے لئے جدا جدا طریقہ شارع ﷺ نے کہاں بتایا اگر اس بیان

پر مصنف سے مطالبہ کیا جائے تو خود ہی اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑے بالفرض جدا جدا

طریقے ارشاد بھی ہوئے ہوں تو سب کے لئے ایک طریقہ عامہ ہونے کے کیا منافی

ہے پھر اس مہمل بات سے سوا اپنے اظہار علم کے اور کیا حاصل ہوا۔

جہالت ۷۸:-

”اشباہ والنظائر“ والے صاحب نے فرمایا ہے کہ

۹۹۹ھ نو سو ننانوے میں مصر القاہرہ میں لوگوں نے

مجھ سے پوچھا تھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو

میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح کہیں نہیں

میں حکم کر نہیں سکتا چنانچہ قولہ مسئلت عنہ معنی

الطاعون سنة تسع و تسعين و تسع مائة

بالقاهرة فاجبت بانى لم اره صريحا

صاحب "اشباہ" رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہشتم رجب ۹۷۰ھ نو سو ستر کو ہوا، علامہ

حموی "شرح اشباہ" فن ثانی "کتاب الوقف" میں نقل فرماتے ہیں:

"قد توفي المصنف رحمه الله لثمان مضين من

رجب سنة سبعين و تسعمائة" یعنی مصنف رحمہ اللہ کا

وصال آٹھ رجب ۹۷۰ھ کو ہوا۔ (فاروقی)

آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ ان سے لکھوار ہے ہیں حقیقتہً "اشباہ" میں یہاں "سنة تسع

و ستين و تسع مائة" ہے یعنی ۹۶۹ھ نو سو اہتر جسے آپ ۹۹۹ھ بنا رکھے ہیں۔

جہالت ۱۹:-

اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت

پڑھا چاہے تو اکیلا اور رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پڑھے

چنانچہ یقنت للطاعون لانه اشد النوازل بل ذکرہ ۲

انہ یصلی رکعتین فرادی فرادی وینوی رکعتی ۳

۱۔ ضروری سوال میں پونہ لکھا اور اسی غلطی کی بنا پر طاعون کو خود بھی اشد النازل کہا حالانکہ اشباہ میں من اشد

النوازل ہے ۱۲/۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲

لرفع الطاعون ترجمہ قنوت پڑھے واسطے دفع
طاعون کے کیونکہ مقرر وہ بڑی سخت ہے سختیوں سے
مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو دور کعتیں
اکیلے اکیلے اور نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع
طاعون کے پورا ہوا حاصل مطلب اشباہ والے کا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے ناقل کی ہے
اور اس میں ”بل ذکر“ کی ضمیر خود صاحب ”اشباہ“ ہی کی طرف ہے جسے آپ نے
”چنانچہ“ کہہ کر عبارت اشباہ ہونے کا اشعار کیا اور ”بل ذکر“ کا مطلب کچھ نہ بنا لہذا
اسے ترجمے سے خارج کر دیا۔

طرفہ سخت جہالت فاحشہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلے کو مسئلہ قنوت کا
تمتہ بنا دیا کہ:

”قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت
کر کے پڑھے“

۱۔ ظاہر کہیں طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھنے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا ”فی الاشباہ یقت
الطاعون لانه من اشد السوازل بل ذکر انه بصلی له رکعتان فرادی وینوی رکعتا رفع
الطاعون“ یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ یہ سب عبارتیں ”فی الاشباہ“ کی تحت میں داخل ہے ۱۲/۱۲

اور اسی لئے ترجمے میں اپنی طرف سے ”مگر“ تراش لیا کہ ”مگر جماعت سے نہ پڑھے“ حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارت ”اشباہ“ خواہ عبارت مذکورہ ناقل عن الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جہالت کا گمان بھی نہ کرے گا۔

”اشباہ“ میں تو قنوت طاعون ثابت فرما کر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور جدا گانہ دلیلوں سے اس کا ثبوت دیا:

حيث قال صرح في الغاية بانه اذا نزل بالمسلمين

نازلة قنت الامام في صلاة الفجر فالقنوت عندنا في

النازلة ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل و

في السراج الوهاج قال الطحاوي لا يقنت في الفجر

عندنا من غير بلية فان وقعت بلية فلا بأس به كذا في

الملتقط انتهى فان قلت هل له صلاة قلت هو كالخسوف

لما في منية المفتي في الخسوف والظلمة في النهار و

اشتداد الريح و المطر و الثلج و الافزاع و عموم المرض

يصلى و حدانا انتهى ولا شك ان الطاعون من قبيل

عموم المرض فتسن له ركعتان فرادی مختصراً“ یعنی یوں

فرمایا ”غایہ“ میں تصریح ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی بڑی

مصیبت نازل ہو تو امام نماز فجر میں ”قنوت“ پڑھے پس

”قنوت“ ہمارے یہاں ثابت شدہ امر ہے اور بے شک طاعون بڑی مصیبتوں میں سے ہے ”سراج الوہاج“ میں ہے کہ: طحاوی نے فرمایا کہ بغیر کسی مصیبت کے ہمارے یہاں فجر میں ”قنوت“ نہ پڑھی جائے اور اگر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ”ملتقط“ میں ہے انتہی اگر آپ پوچھیں کہ اس کے لئے نماز ہے تو میں کہتا ہوں کہ طاعون کا معاملہ خسوف ہی کی طرح ہے ”منیۃ المفسر“ کے باب الخسوف میں ہے کہ: سخت تاریکی، شدید طوفان، شدید بارش، شدید گولہ باری، شدید خوف یا مرض عام لاحق ہو جائے تو تنہا نماز ادا کریں انتہی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون ایسا مرض ہے کہ جو عام لوگوں کو لاحق ہو جاتا ہے لہذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعات تنہا ادا کرنا سنت ہو گا اھ مختصراً۔ (فاروقی)

اور ناقل نے بھی ”بل ذکر“ لکھ کر اسے جدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل

عبارات کا ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو مجبور ہے۔

جہالت ۲۰ :- اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحب اشباہ کا مطلب وہ ٹھہرایا کہ:

”طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں میں حکم نہیں
کر سکتا“

اور عبارت یہ نقل کی کہ ”یقنت للطاعون“ جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ:
”قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے“

کیوں حضرت کیا یہ حکم نہ ہوا؟

واقعی جو بزرگوار اپنا لکھا آپ نہ سمجھ سکے پورا معذور ہے یہ سر دست بیس
جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامساً اور اس کے بعد تنبیہ میں
اول سے چہارم تک جو سخت وجوہ قاہرہ سے ”ضروری سوال“ کی بطلان جہالتیں
ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک ۲۹ جہالات شدیدہ بیان ہوئیں۔
اب تیسویں جہالت سب سے بڑھ کر ”سفاہت“ ملاحظہ ہو۔

”ضروری سوال“ کی ساری محنت و جانکاہی اپنے اس ادعائے باطل کے اثبات
کو تھی کہ فتنہ و غلبہ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب، باطل و بہتان ہے
ثبوت و گناہ و بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر حکم تعجیل توبہ و
استغفار ہے ”ساڑھے پانچ ورق“ کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب
کچھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیے پر ایک فائدہ کا نشان دیا:
”ف: زمانہ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب“

اور متن میں لکھا:

”هذه الكيفية لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کر کے زبان سے کہے: نَوَيْتُ اَنْ اَصْلِيَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَيْنِ صَلَوةَ النَّفْلِ لِدَفْعِ الطَّاعُونِ مَتَوَجِّهًا اِلٰی جِهَةِ الْکَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ اِلٰہِ الْکَبْرِ پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع میں جو قنوت ماثورہ^۱ ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے یہ آئیہ وانی ہدایہ جامع جمیع ادعیہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب جانتا ہے“

چلے وہ اگلا پچھلا لکھ لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ ”ضروری سوال“ کی تحریر کس غرض کے لئے تھی، کس بابت کا دعویٰ، کا ہے سے انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و فحش النار کی ترکیبیں بتانے لگے یارب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہیے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا: ”بارادہ دفع طاعون یا و با کون سی قنوت ہے؟“ اور جواب دیا تھا ”کہیں پتا نہیں“ اب حکم ہوتا ہے کہ

۱۔ یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں غلام مختلف ہیں کہ قبل روع ہے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۲ ۲۔ تحریر زید میں یونہی ہے جیسے پتھر یوں میں پتھر کو پتھر کہتے ہیں ۱۲ ارمنہ۔

”قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہوا پر طاعون کے“

اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا۔

اغلاط تصحیف :- یعنی عبارت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ، یوں تو زیادت و نقص و

تبدیل ہر قسم کی خطا اس ”ضروری سوال“ میں موجود! یہیں ”قنا ربنا عذاب النار“ کو آیت بتا دیا حالانکہ قرآن عظیم میں ”قنا“ کے بعد لفظ ”ربنا“ کہیں نہیں۔

”من اشد النوازل“ سے ”من“ اڑا کر طاعون کو ”اشد النازلة“ کہا اور

اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارا۔

عبارت ”اشباہ“ میں ”سبعین“ کو ”تسعين“ بنایا مگر زیادہ اظہار علم کی تصحیفیں

یہ ہیں ”شیبان بن فروخ“ کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں ”شیبان بن فرسخ“

لکھا یہ نام صحیح مسلم و سنن ابی داؤد سنن نسائی میں خدا جانے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں

پڑھی ہوئیں تو ایسی غلطی شاید نہ ہوتی۔

”اللہم اشد وطأتک علی مضر“ دو جگہ آیا دونوں جگہ ”وطأتک“

بہمزہ بجائے ”تا“ بنایا اور قبیلہ ”قارہ“ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف

”قارہ“ بحرف فا بجائے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے:

”اللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ

وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا

هَادِيَ لِمَنْ أَضَلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا

مُقَرَّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ“ یعنی اے

اللہ! جس چیز کو تو نے کشادہ فرمایا اسے کوئی سمیٹنے والا نہیں

اور جسے تو نے بند فرما دیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور جسے

تو نے ہدایت دی ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور

جسے تو نے گمراہ کیا اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے

تو نے عطا کیا اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو توروک نے

لیا اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جسے تو نے دور کر دیا

اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو نے قریب فرما لیا

اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ (فاروقی)

آپ اسے لکھتے ہیں:

”اللّٰهُمَّ يَا قَابِضُ لِمَا بَسَطْتَ وَيَا بَاسِطُ لِمَا قَبَضْتَ“

اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی اتنا بھی نہ سمجھا کی یوں ہوتا تو:

”يَا قَابِضًا لِمَا بَسَطْتَ وَيَا بَاسِطًا لِمَا قَبَضْتَ“

نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ بوجہ حصول معمول کلمہ شبہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا اور نصب واجب ہوا ”کقولک یا طالعا جبلا و یا خیرا من زید“ اور یہ تو تم سے کیا کہا جائے کہ یہ حدیث جو آپ نے نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی علمائے ناقدین اسے سخت منکر بتاتے ہیں یہاں تک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

”اخشاف ان لا یسکون موضوعا میں ڈرتا ہوں کہیں

موضوع نہ ہو“

خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی ”جمع الجوامع“ میں اسے نقل کر کے مقرر رکھتے ہیں۔
اغلاط ترجمہ:- گزری جہالتوں کے بیان میں متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عبارت عربی سمجھنے اور اس کا ٹھیک ترجمہ کر لینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شاکی بھی نہیں کہ ”ان یدعو لقوم او علی قوم“ کے ترجمے میں لکھا:
”واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لئے یا او پر بد

دعا کرنے کے کسی قوم پر“

یا ”سندہ صحیح“ کا ترجمہ ”سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے“ یا ”عن ابی مالک سعد بن طارق الاشجعی“ کا ترجمہ ”روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے“ لطیف خوش فہمیوں کے ترجمے وہ ہیں جن کا بیان ذکر جہالات ۵/۶ و ۸/۸ و ۱۱/۱۲ و ۱۹/۱۹ میں گزرا علی الخصوص ثلثہ اخیرہ اور اسی قبیل سے ہے حدیث:

”اللهم انج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام

وعياش بن ابي ربيعة والمستضعفين من

المؤمنين وغفار غفر الله لها واسلم سالمها الله“

کا ترجمہ:

”اے پروردگار خلاصی بخش ولید اور سلمہ اور عیاش کو

اور ناتواں مومنوں کو اور قبیلہ غفار کو مغفرت کرے

اللہ ان کی اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے اللہ ان کو

یعنی شر سے اعداء کے“

”غفار غفر الله لها واسلم سالمها الله“ دو مستقل جملے جدا گانہ خبریہ یاد عائیہ ہیں۔

یعنی میں کہوں گا میرے نزدیک پہلا

احتمال اولیٰ ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلم

سے اللہ تعالیٰ نے مصالحت فرمائی

اور غفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت

لقول والاؤل عندی اولی

لقول رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اسلم

سالمها الله وغفار غفر الله

لها اما والله ما اناقلته ولكن

۱۔ ”سالمها الله“ کا ظاہر ترجمہ اللہ نے ان سے صلح کی علیہ درج فی اشعة النعمات وفي الصراح مسالمة

مصالحة وفي القساموس سالماصالحا وفي تاج العروس ومنه الحديث اسم سالمها الله وهو من

المسالمة وترك الحرب وفي مجمع البحار اسم سالمها الله هو المسالمة وترك الحرب ۱۲ منہ

اللہ قالہ رواہ مسلم عن
ابی ہریرۃ و احمد و
الطبرانی فی الکبیر و
الحاکم عن سلمۃ بن
الاکوع و ابو بکر بن ابی
شیبۃ عن خفاف بن ایماء
الغفاری و ابو یعلی
الموصلی عن ابی ہریرۃ
الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ
عنہم

فرمائی، خبردار! خدا کی قسم میں نے یہ
بات خود نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمائی ہے، اسے امام مسلم نے
ابو ہریرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کی اور امام احمد اور طبرانی نے
”کبیر“ میں اور امام حاکم نے سلمہ بن
اکوع اور ابو بکر بن شیبہ نے خفاف
ابن ایماء غفاری سے اور ابو یعلیٰ موصلی
نے ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
سے روایت کی ہے۔ (فاروقی)

مصنف ”ضروری سوال“ نے اپنی نادانی سے ”غفار و اسلم“ کو ”ولید“ پر
معطوف اور ”انسج“ کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید و سلمہ و عیاش و
ضعفائے مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دست کفار میں گرفتار تھے ان سب کی نجات
کے لئے دعا فرمائی جاتی تھی حالانکہ یہ حدیث اس حدیث سے جدا ہے۔

”صحیح بخاری شریف“ صفۃ الصلاۃ میں بے ذکر ”غفار و اسلم“ صرف
حدیث اول روایت فرمائی اور استثناء میں کہ اسے اس کے ساتھ روایت کیا صاف
فصل بتا دیا:

”حيث قال عن ابي هريرة ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان لظنوف رفع رأسه من الركعة الأخيرة يقول اللهم ائج عياش بن ابي ربيعة اللهم ائج سلمة بن هشام اللهم ائج الوليد بن الوليد اللهم ائج المستضعفين من المؤمنين اللهم اشد وطأتك على مضر اللهم اجعلها سنين كسني يوسف وان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال غفار غفر الله لها و اسلم سالها الله تعالى“ یعنی بایں طور فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ فرماتے ”اے اللہ! نجات دے عیاش ابن ابوربیعہ کو، اے اللہ! نجات دے سلمہ ابن ہشام کو، اے اللہ! نجات دے ولید ابن ولید کو، اے اللہ! نجات دے ضعیف مؤمنوں کو، اے اللہ! تو اپنی گرفت سخت فرما مضر پر، اے اللہ! ان پر قحط مسلط فرما جیسا قحط یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوا تھا“ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غفار کی مغفرت فرمائی اور اسلم سے اللہ تعالیٰ نے صلح فرمائی۔ (فاروقی)

”فتح الباری وعمدة القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری“ میں ہے:

”قوله وان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ
حدیث اخر وهو عند البخاری بالاسناد المذكور
فكانه سمعه هكذا فاورده کما بیعہ زاد العینی وقد
اخرجہ احمد کما اخرجہ البخاری“ یعنی ان کا قول
”ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ الخ یہ دوسری
حدیث ہے اور یہ امام بخاری کے یہاں مذکورہ سند کے ساتھ
ہی مروی ہے گویا انھوں نے اسی طرح سن کر شامل کر لیا اور
”یعنی“ نے یہ بات زیادہ کی کہ: اسے امام احمد نے بھی تخریج
کی جس طرح امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ (فاروقی)

ذی ہوش نے یہ بھی نہ دیکھا کہ روایت میں ”غفار“ مرفوع ہے نہ منصوب تو ”ولید“
پر عطف کیوں کر ممکن۔

اغلاط روایت:- ”ضروری سوال“ میں واقعہ بیر معونہ بطور خود ذکر کیا جے

بے اصل اغلاط سے بھر دیا خلاصہ عبارت یہ ہے:

”ایک عامر بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو اونٹ پیہر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا حضور نے فرمایا ہم کافر کا ہدیہ قبول

نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بولا اے

حبیب خدا میرے پیچھے ایک قوم ہے آپ چند اصحاب ہمراہ
 دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے ستر یا چالیس جوان انصار سے جو سب کے
 سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دیئے اور
 ایک راہبر بھی ہمراہ ہولیا ان پر منذر کو سردار کیا اور بنام عامر
 بن طفیل ایک خط لکھوا کر حوالہ منذر کے کر دیا یہ صحابہ بیر معونہ
 کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط
 عامر بن طفیل کے پاس بھجوا دیا جب وہ خط عامر بیٹے طفیل
 نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچانے
 والے کو قتل کر ڈالا پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک ان
 صحابہ کو قتل کر ڈالا اور منذر کو زندہ قید کر لیا۔

قطع نظر اس سے کہ:

اولاً:- عامر بن مالک ابو براء نے "اے حبیب خدا" ہرگز نہ کہا کہ یہ خاص کلمہ

اسلامی تھا۔

۱۔ سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے "خمس" میں ہے: کان اکثرہم من الانصار و اربعة من
 المهاجرین "مدارج" میں ہے اکثر ایشان از انصار بودند و بعضی از مہاجران، نیز "خمیس" میں ہے: یکم یکن
 انصارہ الحمد کوزون کلہم من الانصار بل کان بعضهم من المهاجرین مثل عامر بن فہیرۃ مولی
 ابی بکر الصديق و نافع بن بديل بن ورقاء الخزاعي و غیر ہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲۔

ثانیاً:۔ ہمراہ ہولیا سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساتھ ہولیا خالاں کہ حدیث میں ہے
خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہری کے
لئے ہمراہ فرما دیا تھا:

”فقد اخرج الطبرانی من طریق عبد الله بن لهيعة عن

ابی الاسود عن عروة قال ثم بعث النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم المنذر بن عمرو الساعدي وبعث

معه المطلب السلمي ليدلهم على الطريق الحديث

ذكره في الاصابة في ترجمة المطلب“ یعنی طبرانی

نے عبد اللہ بن لہیعہ کے طریق سے تخریج کی انھوں نے

ابوالاسود سے انھوں نے عروہ سے روایت کی وہ فرماتے

ہیں کہ: پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منذر بن

عمرو ساعدی کو (رؤسائے نجد و بنی عامر کے پاس) بھیجا اور

ان کے ساتھ مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا

تا کہ وہ ان کی رہنمائی کریں الحدیث، اس حدیث کو

”الاصابة في تميز الصحابة“ میں

مطلب کے عنوان کے تحت ذکر کیا۔ (فاروقی)

ثالثاً:- فرمان اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ رؤسائے نجد و بنی

عامر کے نام تھا۔

”خمیس“ میں ہے:

”و کتب کتاباً الی رؤساء نجد و بنی عامر“ یعنی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رؤسائے نجد و بنی

عامر کے نام خط لکھا۔ (فاروقی)

”مدارج“ میں ہے:

”مکتوبے بر رؤسائے نجد و بنی عامر نوشت“ یعنی حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خط رؤسائے بنی عامر کو تحریر

فرمایا۔ (فاروقی)

رابعاً:- حافظ قرآن کے اگر یہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں

ان صحابہ کی کیا خصوصیت انہیں قراء نام رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی اور اگر یہ مراد

کہ جس قدر قرآن مجید اس وقت تک اترادہ سب ان سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی

ثبوت نہیں بلکہ انہیں قراء کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں

بکثرت مشغول رہتے۔

”صحیح بخاری“ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

”یتدارسون القرآن باللیل ویصلون“ یعنی وہ

راتوں کو درس قرآن اور نمازوں مشغول رہتے تھے (فاروقی)

”عمر القاری“ کتاب الجہاد باب العون بالمرد میں ہے:

”سمواہ لکثرة قرائتہم“ یعنی تلاوت قرآن کریم کی کثرت

کے سبب انھیں ”قراء“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (فاروقی)

خامساً: - عامر بن طفیل کے خاص اپنے قبیلہ بنی عامر نے ہرگز مکہ نہ دی بلکہ

صاف انکار کر دیا کہ تیرا چچا عامر بن مالک انہیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔

”مواہب لدنیہ“ میں ہے:

”استصرخ علیہم بنی عامر فلم یجیبوہ وقالوا لن

نخفر ابابراء وقد عقد لہم عقدا وجوارا“ یعنی

عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلہ بنو عامر کو مدد

کے لئے پکارا تو انھوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا

اور کہا ہم ابوبراء کے معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے کہ اس

نے مسلمانوں کو پناہ دینے کا عہد کر رکھا ہے۔ (فاروقی)

”سیرت ابن ہشام“ میں ہے:

”استصرخ علیہم بنی عامر فابوان یجیبوہ الی مادعا
 ہم الیہ وقال لن نخفر الی اخر ما مر“ یعنی عامر بن طفیل
 نے مسلمانوں سے مقاتلہ کے لئے بنو عامر کو پکارا تو انھوں
 نے اس سے انکار کر دیا اور کہا ہم تیرے چچا ابو براء کے
 معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”استصرخ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین
 فامتنعوا وقالوا لا نخفر ذمۃ ابی براء عمک الخ“ یعنی
 عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلہ بنو عامر کو قتال
 کے لئے پکارا تو انھوں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا
 ہم تیرے چچا ابو براء کے ذمہ کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

”مدارج“ میں ہے:

”تمامہ بنی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند“ یعنی تمام
 بنو عامر نے مسلمانوں سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ (فاروقی)

سادساً: - عامر بن طفیل کا حامل فرمان اقدس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ

عنه کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کو اسلام لے آیا۔

کما رواه الطبرانی عن
ثابت البنانی عن انس بن
مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنه۔
یعنی جیسا کہ طبرانی نے اس حدیث
کو ثابت بنانی سے انھوں نے اسے
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا (فاروقی)

اور عدواللہ عامر بن طفیل کفر پر مرا۔

کما فی صحیح البخاری
عن اسحق بن ابی طلحہ
عن انس بن مالک رضی
اللہ تعالیٰ عنہ۔
یعنی جیسا کہ بخاری میں یہ حدیث
اسحاق ابن ابوطلحہ سے مروی ہے انھوں
نے انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کی۔ (فاروقی)

”صحیح بخاری شریف“ میں ہے:

”جعل یحدثهم فإومأوا الی رجل فاتاه من خلفه
فقطعنه یعنی حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کافروں کو پیام اقدس
پہنچاتے اور ان سے باتیں فرما رہے تھے کہ انہوں نے کسی
کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا“
امام حافظ الشان عسقلانی نے ”فتح الباری“ میں فرمایا:

سم اعرف اسم الرجل الذی طعنه مجھے اس نیزہ مارنے
والے کا نام نہ معلوم ہوا“

”زرقانی شرح مواہب“ میں ہے:

”فی الطبرانی من طریق ثابت عن انس ان قاتل حرام
بن ملحان اسلم و عامر بن الطفیل مات کافراً کما
تقدم انتہی من الفتح“ یعنی طبرانی میں حضرت انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا قاتل اسلام لے آیا اور عامر بن طفیل کافر مرا جیسا کہ
”فتح“ سے گزرا۔ (فاروقی)

سابعاً:۔ ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ:
”جب وہ خط عامر نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا“
کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس خبیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں ”سیرت
ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام و مواہب لدنیہ“ میں ہے:

”لما اتاه لم ينظر فی کتابه“ یعنی جب نبی اکرم ﷺ
کا نامہ مبارک کہ عامر بن طفیل کو پہنچا تو اس نے اس پر نظر بھی
نہیں ڈالی۔ (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”لم ينظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ یعنی عامر بن طفیل نے رسول اللہ

ﷺ کے فرمان عالی شان کو دیکھا تک نہیں۔ (فاروقی)

”کامل“ میں ہے:

”لما اتاه لم ينظر الى الكتاب“ یعنی جب عامر بن طفیل

کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامہ مقدسہ لایا گیا تو

اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ (فاروقی)

ثامناً:۔ سخت غلطی فاحش یہ ہے کہ منذر کو زندہ قید کر لیا حالانکہ منذر رضی اللہ تعالیٰ

عنه عین معرکہ میں شہید ہوئے ہیں۔

”معالم التنزیل“ میں ہے:

”قتل المنذر بن عمرو واصحابه الا ثلاثة نفر كانوا في

طلب ضالة لهم الخ“ یعنی منذر ابن عمرو اور ان کے ساتھی

شہید کر دیئے گئے سوائے تین افراد کے جو کسی گم شدہ کی

تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ (فاروقی)

”مدارج“ میں ہے:

”تمامہ اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو با او گفتند اگر خواہی

تر امان دہیم او امان ایشان را قبول نکرد و با ایشان را مقاتلہ کرد تا

شہید شد“ یعنی تمام ساتھی شہید ہو گئے سوائے حضرت منذر ابن

عمرو کے، بنو عامر نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو

امان دیدیں؟ آپ نے ان کی یہ پیش کش قبول نہ فرمائی اور

ان سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (فاروقی)

”سیرتین ابنائے اسحاق و ہشام“ میں ہے:

”لما راؤہم اخذوا سیوفہم ثم قاتلوہم حتی قتلوا

من عند اخرہم یرحمہم اللہ الا کعب بن زید اخا

بنی دینار بن النجار فانہم ترکوہ وبہ رمق فارتث

من بین القتلی فعاش حتی قتل یوم الخندق شہیداً

یرحمہ اللہ“ یعنی جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو اپنی

تلواریں تان لیں پھر ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان

سب کو شہید کر دیا اللہ ان پر رحمت فرمائے سوائے کعب ابن

زید دینار ابن نجار کے بھائی کے کہ ان کو انھوں نے زخمی

حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی آخری سانس چل رہی تھی

تو انھیں مقتولین میں سے اٹھایا گیا پھر وہ زندہ رہے

یہاں تک کہ جنگ خندق میں شہید ہوئے، اللہ ان پر

رحمت فرمائے۔

(فاروقی)

”مواہب“ میں ہے:

”قتلوا السی احرہم الا کعب بن زید الخ“ یعنی
 انھوں نے سارے مسلمانوں کو شہید کر دیا سوائے کعب ابن
 زید کے۔
 (فاروقی)

”خمیس“ میں ہے:

”قتلوا من عندا حرہم الا کعب بن زید الخ“ یعنی
 کافروں نے سارے مسلمانوں کو شہید کر دیا سوائے کعب
 ابن زید کے۔
 (فاروقی)

خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی:

”ان اخوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوہم فلم یبق منہم

احد و انہم قالوا ربنا بلغ قومنا انا قد رضینا و رضی عنا

ربنا فاننا رسولہم الیکم قد رضوا اور رضی عنہم رواہ *

الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

یعنی تمہارے بھائی کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں

گے، تو ان میں سے کوئی نہ بچا اور انھوں نے کہا: اے ہمارے

رب! ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم

اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ ہم سے راضی ہوا، حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان کا پیغام تمہیں پہنچا رہا ہوں

کہ وہ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہوا، اس حدیث کو حاکم

نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فاروقی)

فریب دہی عوام :- جہالات و اغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی ”ضروری سوال“ میں ضرور ہے۔

فریب :- حدیث مذکور ابن حبان ذکر کی جو صراحۃً مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعاء فرمائی ہوتی، مصنف ”ضروری سوال“ نے اس کا ترجمہ لکھ کر معاً جوڑ لگا دیا:

”یعنی ہوا اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے تھے“

جس سے عوام سمجھیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے باقی بے ثبوت۔

اس مغالطے سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے یہیں ظاہر بھی کر دیا کہ:

”اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نماز فجر میں نصرت چاہے طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں“

حالانکہ ہر اجد خواں عربی بتا سکتا ہے کہ یہ محض دھوکہ دیا ہے حدیث میں اصلاً کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر نفی قنوت ہو۔

فریب ۲:- قنوت نازلہ خود بھی تو غیر منسوخ مانی ہے اگرچہ خاص ایک نازلے میں، اب جو اس پر سند پیش کرنی ہوئی تو علامہ طحطاوی و علامہ شامی و محقق سامی بحرطامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ:

”چنانچہ حاشیہ در مختار طحطاوی و شامی و اشباہ و النظائر وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے“

حالاں کہ اوپر واضح ہو چکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نوازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کرتے ہیں جس کے سبب معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک کذب و بہتان میں پڑے ہیں، ان کے کلام پورے نقل نہ کرنا درکنار جو عبارت ان کے نام سے نقل کی اسی میں دو کاروائیاں کیں۔

ایک یہ کہ خود ان کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملا دیئے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے۔

دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس کلام سے ملا دی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کر دیا جس سے ناواقف کو دھوکہ ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام کا ہے وہ نقل و ترجمہ ملخصاً یہ ہے:

”وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقد قنت ابو بکر الصديق وعمر و علي و مغوية

فالقنوت فی النازلة ثابت فافهم واغتنم قلت
والمراد بالنازلة هناك هو الذي مذکور فی
الاحادیث ولا یقاس علی غیره واللہ اعلم
ترجمہ: اور مقرر قنوت پڑھی ابو بکر الصدیق اور عمر
فاروق اور حضرت علی اور حضرت معویہ نے پس قنوت
بیچ واقع ہونے سختی اور فتنہ اور فساد اور غلبہ کفار اشرار
کے ثابت ہے سو سمجھ اور غنیمت جان اب کہتا ہوں میں
کہ مراد نازلہ سے اس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور
ہوا ہے حدیثوں میں اور نہیں قیاس کیا جائے گا اوپر
غیر اس نازلہ کے اعنی ہر ایک نازلہ نہیں“

ترجمہ اصل میں فتنہ و فساد و غلبہ کفار اشرار کے لفظ بڑھا دئے کہ نزلے بے علم
کہیں دیکھو جو بات مولوی صاحب نے کہی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل
عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصلاً پتہ نہ اس غرض فاسد کے سوا ترجمے میں اس پیوند کا
کوئی منشا پھر ”قلت“ سے آخر تک ایک عبارت عربی گڑھ کر عبارت سے ملا دی اور

۱۔ اس خوبی عالم کو دیکھئے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور کہنا یہ کہ
”لایقاس علی غیرہ نہ قیاس کیا جائے اوپر غیر اس نازلہ کے“ ۱۲ منہ ۔

اس کا ترجمہ ترجمے سے کہ ناواقف کم علم جانیں یہ ”قلت“ انھیں علماء نے فرمایا ہے ورنہ یہ کہیں کا ادب نہیں کہ اردو رسالے میں جو بات اردو ہی زبان میں ظاہر کرنی ہو اسے پہلے عربی میں بولیں پھر اپنی عربی کی اردو کریں اور کلام علماء میں ”قلت“ ہزار جگہ ہوتا ہے تو صاف اسی طرف ذہن جائے گا کہ یہ کلام بھی انھیں کا ہے۔

فریب سے :- اشیاء میں فرمایا تھا:

”فائدة في الدعاء برفع الطاعون سئلت عنه

فاجبت باني لم اره صريحاً يعني فائدة طاعون

دور ہونے کی دعاء میں مجھ سے اس کا سوال ہوا تھا میں

نے جواب دیا کہ اس کی تصریح میں نے نہ دیکھی“

پھر ”غایہ و شمنی و فتح القدر“ کی وہ عبارتیں نقل فرمائیں کہ ”نازلہ کے لئے قنوت

پڑھے“ پھر فرمایا:

”فالقنوت عندنا في النازلة ثابت ولا شك ان

الطاعون من اشد النوازل يعني ان عبارات سے

واضح کہ ہمارے نزدیک بلا میں قنوت ثابت ہے اور

شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے“

پھر اس دعوے کے ثبوت کو کہ نازلہ ہر سختی و شدت کو عام ہے ”مصابح وقاموس و

صاحب کی عبارات مذکورہ سابق نقل فرمائیں پھر عبارت ”سراج و ہاج و ملتقط“ و کلام انام طحاوی سے ثبوت مؤکد قائم فرمایا کہ جو کوئی بلا ہو اس کے لئے قنوت پڑھنے میں حرج نہیں کسی عاقل غیر مجنون کے نزدیک اس کلام کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے جانے کو فرما رہے ہیں۔

لا جرم علامہ سید شریف طحاوی نے ”حاشیہ مراقی الفلاح“ میں فرمایا:

”فی الاشباہ یقنت للطاعون لانه من اشدا لنوازل یعنی

اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے اس لئے کہ وہ

سخت تر بلاؤں میں سے ہے“

اب مصنف ”ضروری سوال“ کی سنئے:

”اشباہ والنظار والے صاحب نے فرمایا ہے لوگوں

نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو

میں نے جواب دیا کہ صریح مسئلہ اس کا کہیں نہیں

دیکھا میں حکم کر نہیں سکتا“

اول تو سوال خاص قنوت طاعون سے ہونا بنایا کہ جو جواب گڑھا جائے گا وہ

بالتخصیص صراحۃً اسی پر وارد ہو پھر جواب میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دئے کہ ”میں

حکم کر نہیں سکتا“ حالانکہ عبارت اشباہ میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اس میں قنوت کا

عظم دینا موجود اسے کس درجے کی تحریف و بددیانتی و مغالطہ و فریب دہی کہا چاہیے

والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مخالفت توبہ نامہ :- خود اس ”ضروری سوال“ سے بھی پیدا!

اولاً :- اس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ:

”اس میں سادات کرام و علمائے عظام کی شان و

عظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی

یہ کمال درجے کی بے ادبی میرے طرفداروں سے تو

گویا مجھی سے ہوئی میں اللہ ان کل حضرات بابرکات

سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات و علمائے

اہل سورت خواہ اہل بمبئی خواہ آفاقی“

وہاں تو آج کل کے علماء کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اس

سے معافی چاہی اور ”ضروری سوال“ میں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام و فقہائے

کرام و سادات فخام مثل امام نووی و امام ابن حجر و امام طیبی و علامہ ابن ملک و محقق زین

العابدین بن نجیم و مولانا علی قاری مکی و سید علامہ طحطاوی و سید علامہ شامی و امثالہم کو معاذ

اللہ کذب و بہتان کی طرف نسبت فرما رہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہ ہوں گے۔

ثانیاً :- اس میں لکھا تھا:

”واللہ باللہ میں مذاہب اربعہ حقہ کو سچے دل سے حق
جانتا ہوں“

یہاں صراحۃ قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے
بدعت و ضلالت و فی النار بتایا، ادھر قنوت و طاعون و باکو کذب و بہتان ٹھہرایا۔
شرح حنفیہ سے قطع نظر بھی کیجئے تو ائمہ شافعیہ کے یہاں اس کی صریح
تصریحیں موجود اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان
مذہب میں اسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً:- اس میں لکھا تھا:

”جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا اولیائے کرام کی نذر
و نیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کر دیا ہے
اور مستحسن رکھا ہے تو ہم انھیں کی پیروی کریں
یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے
خیالات سے باز آ کر اولیاء کی نذر و نیاز عرفی جو فی
زمانہ خاص و عوام میں مروج ہے اس کو مستحسن جانتا
ہوں سوا اس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف
اقوال جمہور علماء ہو اس کو واپس لیتا ہوں اور عہد کرتا

ہوں کہ آئندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ
نہیں لکھوں گا۔“

اور یہاں نہ ظاہر ارشاد جمیع متون پر اقتصار لیا نہ طریقہ مصرحہ جمہور شارحین
اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ ”ضروری سوال“ کی مخالفتیں تھیں۔

درابحاً:- شرائط بحث میں تو صراحۃً اس توبہ کو نوڑ دیا، نذر و نیاز عرفی اولیائے
کرام قدست اسرار ہم جو فی زمانہ مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع
تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہیں ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اس وقت کے فقہائے
محکرام نے کیا تو لا جرم توبہ نامے میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان
کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط بحث میں قرونِ ثلاثہ کے سوا متاخرین متقدمین سب
کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ:

”سند دین میں اصول و فروع مسائل میں زمانہ
خیر القرون کی ہونی چاہیے یعنی صحابہ و تابعین و تبع
تابعین اور اس پر عمل بھی جاری ہوا ہو“

بوسے وہابیت پیدا ہونے کو اولاً و ثانیاً ”ضروری سوال“ ہی کی وہ

تقریریں کہ یہ ارشاد فقہاء کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت و ضلالت
وفی النار ہی کافی تھیں۔

مثلاً: مگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر و ہابیہ کہ قرون
ثلثہ کی سند معتبر ہے باقی سب باطل صراحۃً لکھ دی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی
کہ صحابہ و تابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں
ضرور و ہابیت کی ہیں۔

رابعاً: اور شرط لگائی کہ:

”کوئی مسئلہ کسی کتاب میں بے سند لکھا ہو وہ بغیر
اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا“

ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ متون و شروح و فتاویٰ کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو
اس شرط میں صاف بتا دیا کہ کتب فقہ مہمل و ناقابل عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے
گا یہ اول نمبر کی و ہابیت غیر مقلدی ہے۔

ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ زید اپنی قدیم و ہابیت پر باقی ہے و العیاذ باللہ

تعالیٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

بالجملہ

ان تمام بیانات جلیلہ سے واضح ہوا کہ ”ضروری سوال“ کی تحریر ہمارے علمائے
کرام کے خلاف ہے وہ سراسر غلطیوں سے بھری ہے جو اسے صحیح و درست بتائے سخت
جاہل و نافہم ہے ”ضروری سوال“ کا مصنف علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ نہ عبارت سمجھ

سکتا ہے نہ ترجمے کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب سمجھنا تو بڑا درجہ ہے وہ خود اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع و مضر میں تمیز کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلمات علماء کو بدلنا گھٹانا بڑھانا مغالطہ عوام کو کچھ کا کچھ مطلب بنانا علاوہ ہے ایسا بے علم و کج فہم ہرگز فتویٰ دینے کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اس کے فتوے پر اعتماد ہو سکتا ہے۔

”صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ“ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”اتخذ الناس رؤسًا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم

فضلوا و اضلوا لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے مسئلے

پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ

ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنائیں گے“

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ

ہو جائے گا نیز اس کے اقوال و کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان

میں گستاخ ہے ارشادات علماء کو کذب و بہتان بتاتا اور مذہب اہل حق کو ضلالت و

فی النار بتاتا اور تمام کتب فقہ کو مہمل و بے کار ٹھہراتا ہے اس نے اپنی توبہ توڑی اور قدیمی

وہابیت اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتراز چاہیے کہ بحکم حدیث صحیح

گمراہی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔

ایسی حالت میں جو اس کی اعانت کرے گمراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھر از سر نو ان تمام حرکات سے تائب ہو اور ایک زمانہ ممتد گزرے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبہ دوم کا برخلاف توبہ اول سچا ہونا ظاہر ہو تو اس وقت اس سے تعرض نہ کیا جائے مگر اس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ اس قدر سے اس کا جہل زائل ہو کر عالم نہ ہو جائے گا۔

لاکھوں عوام سنی المذہب بحمد اللہ تعالیٰ ایسے ہیں جس سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات بد مذہبی یا گستاخی شان ائمہ و فقہاء و کتب فقہیہ کی صادر ہی نہ ہوئی مگر جب کہ وہ بے علم ہیں مفتی نہیں بن سکتے۔

اللہ عز و جل خذلان سے بچائے اور بطفیل خاکپائے بندگان بارگاہ یکس پناہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توفیق علم و عمل عطا فرمائے آمین آمین آمین!
والحمد لله رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم احکم۔

محمد بن المعروف بحمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد بن النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تصدیق: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی

فی الواقع یہ تفصیل کہ فتوت نازلہ جائز ہے مگر اس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص باقی سب میں ناجائز ہمارے ائمہ کرام کا مذہب نہیں، مصنف ”ضروری سوال“ کی تحریروں سے اس کی جہالت و بطالت صاف ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بننا حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز مجیب سلمہ القریب الحبيب نے جو امور باہملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہیے کہ باذنہ تعالیٰ مضرت دینی سے محفوظ رہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی

عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

تصدیق: حضرت علامہ محمد وصی احمد قادری محدث سورتی

الحمد لله والصلاة والسلام على حبيب الاله میں نے ”ضروری سوال“ کو حرفاً حرفاً دیکھا اس کو فاحش غلطیوں سے بھرا ہوا اور اس کے لکھنے والے کو علم سے بے بہرہ اور غایت گستاخ اور جہالت سے مالا مال پایا ایسے مغوی غبی وہابی خفی کے فتوے پر عمل کرنا ناجائز، اور اس کا حکم احکام شرعیہ میں غیر نافذ، اس کی تحریروں پر اہل سنت و الجماعت کو اعتماد کرنا ناروا، خصوصاً ”ضروری سوال“ جیسی اس کی پوچ تحریر کو درست سمجھنا اور اس کے مطابق کار بند ہونا تو نہایت ہی نادرست اور برا ہے ایسے شخص کو جگہ دینا

اپنے پاہل رکھنا حرام اور اس کی مدد اور اس کی تائید اور اعانت کرنا اور اس کے اقوال بدعت و ضلالت مآل کو رواج دینا موجب ناخوشی حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام اور پوری مخالفت صحابہ کرام و علمائے فخام کی ہے۔

الغرض علامہ مجیب دام ظلہ نے جو تفصیل جواب میں افادہ فرمایا وہ اس میں مصیب ہیں اور امور جو کہ انھوں نے بالجملہ کے ذیل میں ثبت فرمائے ہیں وہ سب قرین صواب اور واجب العمل ہیں:

واللہ الہادی العزیز	یعنی اللہ ہادی عزیز علیم وہ جسے
العلیم یہدی من یشاء	چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے صراط
الی صراط مستقیم و	مستقیم کی اور اللہ درود بھیجے ان
صلی اللہ تعالیٰ علی من	پر جن کو شرافت و بلندی سے
وصفہ الشریف و نعتہ	متصف کیا، وہی اول اور وہی
المنیف ہوا اول و الآخر	آخر ہے اور وہی ظاہر وہی باطن
والظاہر و الباطن و هو	ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا
بکل شئی علیم فقط۔	ہے۔ (فاروقی)

حررہ العبد المسکین المتشبث بزیل سید المرسلین

وصی احمد الحنفی الحنفی السنی حماد اللہ تعالیٰ

عن شر کل غبی وغوی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد سلامۃ اللہ صاحب

اقول وبالله سبحانه احوول وبحولہ وقوتہ اصول جو شخص ذکی مصنف
بنظر انصاف اصل معانی تحریر جواب فاضل محقق مولوی حامد رضا خان صاحب کو ملاحظہ
کرے گا میری طرح اس کے منہ سے بے ساختہ یہی جملہ نکلے گا کہ:

”نعم الجواب وحيد التحقيق“ یعنی کیا ہی اچھا جواب

ہے اور کیا ہی عمدہ تحقیق ہے۔ (فاروقی)

اور جو ادنیٰ فہم والا بھی رسالہ موسومہ ”ضروری سوال“ کو دیکھے گا بے تامل و بے

تحتا اس مصرع کا مضمون اس کے ذہن میں مختور ہوگا کہ:

صغریٰ خند و کبریٰ فروگرید بہ برہانش

اس واسطے کہ اوّل سے آخر تک ہر دعویٰ بے ضبط، ہر دلیل بے ربط، مطلب خبط

مقصود و حیط، اگر کوئی منصف مصنف و مصنف دونوں کی شان میں یہ داد دے خود غلط، املا

غلط، انشاء غلط، تو صحیح اور بجا ہے اور مطابق مثل مشہور کے:

ہر جیسے کو تیسا جیسی روح ویا فرشتہ

ہر چند کہ مجھ کو فرصت تفصیلاً دیکھنے کی ہاتھ نہ آئی مگر نظر اجمالی میں جس قدر

خدشات ظاہر ہوئے اگر میں ان کو قلم بند کرنا چاہوں تو ان کے لئے بھی دفاتر درکار ہیں

حق تعالیٰ فاضل جلیل و عالم بے عدیل فخر بیت الامثال مجیب مصیب کو اس جواب

با صواب کا اجر عظیم عطا فرمائے کہ نصرت اہل سنت کی اس مسئلے میں پوری فرمائی ورنہ

”ضروری سوال“ کے مغالطوں سے بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا، خصوصاً عوام کو جو نظر علمی سے عاری ہیں وہ بے شبہ اس سے گمراہی میں پڑتے اور بعضے مخالف کج فہم اس کو اپنی سند مستند جان کر اس پر اڑتے۔

فاضل مجیب نے دھجیاں اڑا کر مخالفین کے پرکاٹ دیئے میں اپنی نظر سرسری کے خدشوں میں سے ایک دو بطور مشتے نمونہ پیش کر کے اس تصور کی تصدیق چاہتا ہوں مصنف ”ضروری سوال“ اپنی جان کو آخر رسالہ میں حنفی نقشبندی لکھتا ہے اور مدعی ہے اس امر کا کہ یہ رسالہ موافق اصول مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہے اور اس مضمون کے اظہار کے واسطے عربی عبارت میں قابلیت جھاڑی ہے:

”علی اصول مذہب امامنا الاعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ“

یعنی یہ رسالہ اصول مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے موافق ہے۔ (فاروقی)

حالانکہ رسالہ مذکور اوّل سے آخر تک سراسر مخالف ہے اصول حنفیہ کے اس واسطے

کہ اصول حنفیہ سے ہے۔

”رسم المفتی“ میں ہے:

”الحکم والفتی بالقول المرجوح جہل و خرق

للاجماع ولا يجوز العمل عندنا بالمرجوح حتی

لنفسہ“ یعنی قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ دینا جہالت اور اجماع کو توڑنا ہے اور ہمارے یہاں قول مرجوح پر عمل جائز نہیں حتیٰ کہ اپنے نفس کے لئے بھی نہیں۔ (فاروقی)

اور مصنف رسالہ نے قول استمرار شرعیۃ قنوت فی النوازل علی الاطلاق کو جو مذہب جمہور اور رائج تھا چھوڑ کر اس کے خلاف کو جو مرجوح تھا اختیار کیا اور اس کا فتویٰ دیا۔
”شرح منیہ“ وغیرہا میں مصرح موجود ہے:

”فیکون شرعیۃ ای شرعیۃ القنوت فی النوازل مستمرة و هو محل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیہ الصلاۃ والسلام و هو مذهبنا و علیہ الجمهور“ یعنی مشروعیت قنوت نوازل میں جاری ہے اور محل قنوت وہ ہے جسے پڑھی صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور کا عمل ہے۔ (فاروقی)

اور ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ میں ہے:

”اطبق علماؤنا علی جواز القنوت عند النازلة“ یعنی ہمارے علماء قنوت عند النازلہ کے جواز پر متفق ہیں۔ (فاروقی)

اس سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

اول:- عدم لیاقت افتاء مصنف رسالہ کی کہ اس کو رسم المفتی تک کی خبر نہیں۔

دوسری:- مصنف رسالہ کو جب لیاقت سمجھنے جواز اور عدم جواز کی نہ ہوئی تو

ایسے شخص کو فتویٰ دینا کیوں کر جائز ہوگا؟

تیسری:- ایسے شخص عدیم اللیاقت کے فتوے پر جو عمل کرے گا وہ عمل اس کا

مردود ہوگا۔

چوتھی:- اصول حنفیہ مذکورہ کی شہادت سے ثابت ہوا کہ مصنف رسالہ اور

اس کے متبعین مسئلہ متنازع فیہا میں جاہل و نادان اور خارق اجماع یعنی مخالفت کرنے والے اجماع کے ہیں۔

پانچویں:- اس اصل سے مرہن ہوا کہ ایسے شخص بلکہ اس کے متبعین کو بھی

جاہل کہنا درست اور اس کی باتوں غلط و بیہودہ کو جہالت کے ساتھ تعبیر کرنا جائز ہے۔

چھٹی:- اس سے مدلل ہوا کہ مصنف رسالہ کو فقہ میں اتنی مہارت اور نظر نہیں

ہے کہ منیہ اور شرح منیہ کے مسائل و اقوال پر احاطہ ہو اور جس کو فقہ میں اس قدر بھی پونجی

نہ ہو اس کا مسئلہ فقہیہ میں بحث کرنا فی المثل سوٹھ کی گرہ کی پنساری کا مصداق ہے۔

ساتویں:- یہ دعوے کہ رسالہ مذکور موافق اصول حنفیہ کے ہے اس کے

کذب صادق کا مصداق ہے۔

آٹھویں :- مصنف رسالہ اور اس کے سب قابعین جو اس مسئلے میں اس کے لکھنے کے موافق عمل کرنے والے ہیں یا مثل اس تحریر کے جو اور کوئی اس کی تحریر اسی قسم کی ہو اس پر چلنے والے سب گنہگار ہیں اس واسطے کہ جب اس کا قول اور اس کی تحقیق مخالف اجماع ہوئی اور مخالفت اجماع کی معصیت ہے اس واسطے کہ موافقت اجماع اور اطاعت اجماع واجب ہے تو مصنف اور سارے تابعدار اس کے تارک واجب ٹھہرے اور تارک واجب قطعاً گنہگار ہے۔

نوٹ :- جب مصنف رسالہ اور اس کے قابعین کا قول و عمل معصیت ٹھہرا اور مصنف مع اپنے چیلوں کے اس معصیت کا مرتکب ہوا تو دو حال سے خالی نہیں اس معصیت کو بعد مطلع ہونے کے خواہ میری تحریر سے ہو یا کسی اور کی تحریر یا تقریر سے معصیت جانیں گے یا نہیں؟ اگر معصیت جان کر اس پر مصر ہیں تو ادنیٰ اس معصیت کا صغیرہ ہے تنزلاً، اور اصرار سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے تو اس تقدیر پر سب کے سب مرتکب کبیرہ ہوئے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر اس طور سے کہیں بلا تنزل کہ اس میں ترک واجب ہے اور ترک واجب حرام ہے تو حرام کو حلال جاننے والے کا حال مسلمانوں کو معلوم ہے اور اگر معصیت نہ جانا اور اس کو طاعت قرار دیا تو اس کے طاعت ہونے پر دلیل شرعی کے ذمہ دار ہیں :

ولم یجدوا الن یجدوا یعنی نہیں پائیں گے اور ہرگز کبھی

نہیں پائیں گے۔ (فاروقی)

ابد اللہ

بہر حال یا تو حقیقت سے استغنیٰ دینا پڑے گا یا فسق وغیرہ لزومی کا الزام لینا پڑے گا۔

دسویں:- مصنف رسالہ عند التحقیق نہ مذہب حنفی کے موافق رہا نہ مذہب اہل

حدیث کے اس واسطے کہ نسخ اور تخصیص کا قول مخترع اس کا صریح مخالف ہے دونوں کے

مذہب حنفی کی مخالفت واضح ہو چکی مذہب اہل حدیث کی مخالفت سنئے!

”بحر الرائق“ میں ہے

”قال جمهور اهل الحديث القنوت عند النوازل مشروع

فی الصلوات کلھا انتھی“ یعنی جمہور محدثین نے کہا کہ قنوت

عند النوازل تمام نمازوں میں مشروع ہے۔ (فاروقی)

گیارہویں:- اس مسئلے میں جس طرح مسلک مصنف رسالہ نہ موافق

مذہب حنفی کے ہے نہ مطابق مذہب ارباب حدیث اسی طرح مخالف ہے اقوال و افعال

جمہور صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین کے اس تقدیر پر یہ شخص مع متبعین جس طرح تارک

ہوا اجماع کا تارک ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا:

”عنیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین المہدیین

عضوا علیہا بالنواجد“ یعنی تم پر میری اور میرے خلفائے

راشدین مہدیین کی پیروی واجب ہے اس پر سختی کے ساتھ

قائم رہو۔ (فاروقی)

دو مخالفتوں کا حال معلوم ہو چکا، مخالفت صحابہ کی سند لو۔

”حجة الله البالغة“ میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وكان النبي صلى الله عليه وسلم وخلفاؤه اذا
نابهم امر دعوا للمسلمين وعلى الكافرين بعد
الركوع او قبله ولم يتركوه“ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اور ان کے خلفاء جب ان پر کوئی سختی آتی تو مسلمانوں
کے لئے دعاء خیر اور کافروں پر دعائے ہلاکت فرماتے رکوع
کے بعد یا اس سے پہلے اور اسے نہیں ترک فرمایا۔ (فاروقی)

بارہویں:- جب مصنف رسالہ مع اپنے اتباع کے مخالف ہو اندہب حنفی

اور مذاہب اہلحدیث اور مذاہب صحابہ کا تو مخالف ہو اسودا عظیم کا اور اتباع اسودا عظیم
واجب تھا، موافق فرمان واجب الاذعان رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے:

”اتبعوا السواد الاعظم“ یعنی اسودا عظیم کی اتباع کرو۔ (فاروقی)

پس تارک واجب ہوا اور تارک واجب حال معلوم ہو چکا۔

تیسرے ہویں:- جب مصنف اور اتباع اس کے مخالف ہوئے اہل حدیث اور

صحابہ کے بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تارک سنت ہوئے اور تارک سنت
خصوصاً جو ناپسند رکھ کر ترک کرے سنت کو وہ ملعون ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم:

”ستة لعنہم اللہ ولعنہم الزائد فی کتاب اللہ الی
 قوله صلی اللہ علیہ وسلم والتارک لسنتی“ یعنی حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: چھ لوگوں پر اللہ
 لعنت فرماتا ہے ان میں سے ایک وہ جو کتاب اللہ پر زیادتی
 کرے اور ایک وہ جس نے میری سنت چھوڑ دی (فاروقی)

چودھویں:- جب بوجہ مخالفت محققین احناف اور مخالفت محدثین اور مخالفت
 صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مصنف رسالہ اور اس کے تابعدار تارک اتباع سواد
 اعظم ہوئے تو مستحق ہوئے اس وعید شدید کے:

”فانہ من شد شد فی النار“ یعنی جو سواد اعظم سے الگ
 ہوا وہ جہنمی ہوا۔ (فاروقی)

اس واسطے کہ یہ جملہ حدیث اتباعوا کا تتمہ ہے۔

پندرہویں:- جب مصنف نہ حنفی ٹھہرانہ محدثین میں سے اور اپنے منہ سے
 میان مٹھو یعنی دعویٰ خفیت سے معلوم ہوا کہ شافعی مالکی حنبلی بھی نہیں تو اس وقت میں
 لامذہب ہونا اس کا قطعاً مبرہن ہو گیا اور جب مصنف کا لامذہب ہونا ثابت ہو گیا تو اس
 کے تابعداروں کا لامذہب ہونا علی ہذا القیاس مدلل اور واضح ہو گیا۔

سولہویں:- اپنے محل میں یہ بات ثابت اور محقق ہے کہ موافق ”اتبعوا
 السواد الاعظم“ کے مومنین کا رستہ وہی ہے جو جمہور اور عامہ مومنین کا رستہ ہے

اور جو مخالف ہوا اس رستے کے جو رستہ ہے جمہور اور عامۃ مومنین کا وہ مستحق دوزخ ہے موافق فرمان حق تعالیٰ کے:

”وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ
مَصِيرًا“ یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق
راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم
اسے اس کے جال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل
کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

اور جب مصنف رسالہ ”ضروری سوال“ مع اتباع اپنے تارک ہوا مذہب
جمہور کا تو قبیح ہوا غیر سبیل المومنین کا اور جو قبیح ہو غیر سبیل المومنین کا وہ لائق دخول
جہنم ہے پس مصنف اور قابعین سب مستحق ہوئے اس عتاب اور عذاب الہی کے
نعوذ باللہ منها۔

ستر ہویں:- جب مصنف اور اس کے تابعدار بوجہ مخالفت مذاہب
مجتہدین اور مذاہب محدثین اور صحابہ کرام اور احادیث رسول اللہ اور آیت کتاب اللہ
مستحق ٹھہرے عذاب اخروی کے تو ایسے گمراہوں کا اتباع کس طرح جائز ہوگا؟
اٹھار ہویں:- اس تنقیح سے واضح و لائح ہوا کہ مصنف رسالہ ”مسطور اپنے
ائمہ کا جن کا نام لیوا ہے قبیح بھی نہیں اس واسطے کہ اقوال اس کے اولاً اپنے اقوال سے

معارض و مناقض ثانیاً جمہور حنفیہ سے مخالف ثالثاً حدیث سے غیر مطابق رابعاً آیت سے غیر موافق پس جب اس میں تابع ہونے کا مضمون متحقق نہ ہوا تو اس کو متبوع بنانا کس طرح صحیح اور درست ہوگا؟ اس لئے کہ شرع میں متبوع ہونے کے واسطے اولاً تابع ہونا شرط ہے:

واذا فات الشرط فات
المشروط . یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو
مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔ (فاروقی)

انیسویں :- بعد احاطہ ان سب امور کے بنظر امور مسطورہ اور دیگر وجوہ مبقیہ و مبنیہ مجیب اگر کہیں کہ تحریر اس کی فاحش غلطیوں سے پر ہے تو بجا ہے اور اگر لکھیں کہ لکھنے والا اس کا علوم دین سے خصوصاً علم فقہ و اصول و حدیث سے اندھا بہر یعنی بے بہرہ ہے تو روا ہے اور بایں ہمہ اس کے استدلال کی نسبت جو نقل احادیث سے کیا ہے جن کے تراجم غلط پر اس کی جرأت اور کمال بے باکی باعث ہے کہا جائے کہ ”غایت گستاخ ہے“ تو ہرگز گستاخی نہیں اور اگر موافق عبارت اصول ”رسم المفتی“ کے حکم کریں کہ ”جہالت سے مالا مال ہے“ تو واقعی اس کو اس کے مال سے مالا مال کر دینا ہے اور اس خیال سے کہ جب وہ مصنف ہے تو مطلب اس کا اس سے بمقتضائے غایت غباوت اشاعت اپنے مختصرات کا ہے جو موجب ہے اغوائے عوام اور ضلالت خاص و عام کا بجہت اخفائے توہب کے اپنے تسمیہ حنفی میں کہ ”اس کام میں صرف نام ہے“ اور اس نام میں سارا اپنا کام ہے ایسے شخص کو مغوی غبی چھپا وہابی کہیں تو کھلی ہدایت اہل

سنت و جماعت ہے اور اگر فتویٰ دیں کہ ایسے شخص کے فتوے پر عمل اور اعتماد ناجائز ہے تو جائز ہے اور اس کا ہر حکم جملہ احکام شرعیہ میں بر تقدیر نافذ غیر نافذ اور عامل غیر فائز۔

عموماً اس کی کسی تحریر پر اہل سنت کو اعتماد کرنا بدعت خصوصاً ”ضروری سوال“ کی پوچ و پھر تقریر کا پرتال فاضل مجیب کے جواب سے سوال ضروری، اگر کوئی نا سمجھ اس نا سمجھ کی تحریر کو درست سمجھے تو نا درست اور جو اس کے مطابق کار بند ہو تو حکم شرع سے اس کا کار بند ایسے شخص کو جگہ دینا اپنی تشخیص اس کے لئے تشخص لا کلام ہے، اپنے پاس رکھنا کوئی حلال جانے تو حرام مد اس کی بد، تائید اس کی رد، اعانت اس کی معاونت ”علی الاثم والعُدوان“ مخالف حکم قرآن خلاف مرضی رجن اس کے اقوال بدعت نشان ضلالت تو امان کی ترویج اور اعلان سراسر خسران دو جہان ہر بسر موجب نا خوشی حضرت رسول انس و جان علیہ صلوات الرحمن مادام الملو ان اور بالکل مضادت صحابہ کرام کے ساتھ اور پوری محادث علمائے اعلام کے ساتھ خصوصاً حضرات احناف تبعیین امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی مخالفت تو گویا بناء ہے تصنیف کا اور منشاء ہے تالیف کا اور مقصود اصلی اور غرض مخفی اور قوی اشاعت لازمہ ہی اور ہدایت غیر مقلدی ہے جیسا کہ طور تحریر اور طرز تقریر سے روشن اور ظاہر ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدرت را می شناسم

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ علامہ علیم و فہامہ حکیم مجیب مظفر و مصیب
مفخر جن کی صورتقریر سے مخالفین قیامت زاد ہائے آہ در ہر جن کا رعد تحریر اعدائے دین
کے ہوش و حواس کے لئے برق انداز محشر ادا م اللہ ظلالہ و عم العلمین نوالہ و
خص العلمین با فضالہ و متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و افاضاتہ نے
مقدمات جواب کی تنقیح و تحقیق میں جس توضیح و تفصیل سے فیصلہ لکھا اس میں ان کی
رائے صائب اور اصابت رائے کا مرافعہ عند العلماء الربانیین بحال اور جو تلوخ بالجملہ
کے جملے میں تصریح افادہ فرمائی جملہ قرین صواب بلکہ ایجاب عمل در آمد کا فرمان شاہی
بے قیل و قال:

یعنی اللہ پاک ہے جس نے مجھے
ہدایت فرمائی اپنے حبیب کو بھیج کر جو
تمام مخلوق کے نشاۃ و کمال کے ہادی
ہیں دنیا و آخرت میں ان کے استعداد
کے مطابق خواہ وہ ماضی میں ہو یا
مستقبل میں یا حال میں اور جو اللہ عزیز
کے نزدیک ایسا بلند رتبہ اور شان والا
ہو تو کوئی عزیز ان سے عزیز تر نہیں
بلکہ کسی کے لئے کوئی عزت نہیں مگر

واللہ سبحانہ ولی الہدایۃ
بارسال حبیبہ الہادی
لجميع الخلق الی جميع
المعاد و المبادی نشأة و
کما لأعلى حسب مراتب
الاستعداد ماضیا و مستقبلا
و حالا و من کان بهذا الشان
ورفعۃ المكان عند اللہ العزیز
فلا عزیز اعز منه بل لا عزة

لاحد الامن جنابه المقدس
 فهو العزيز الكامل المطلق
 الغالب المتصرف في ملكوت
 جزئيات الكائنات وکلیاتها
 ايجادا واعداء ما يعلم ما بين
 ايديهم و ما خلفهم فيفيض
 الوجود على من يستحقه
 من المعدومات و يعطي منافع
 الوجود لمن يستعده من
 الموجودات فارباب السعادة
 رضوا ما اتاهم الله و رسوله
 من فضله و ارضوا بما فقالوا
 حسينا الله و رسوله واصحاب
 الشقاوة ما نقموا الا ان اغناهم
 الله و رسوله من فضله فسخطوا
 اسخطو هما و ما هم بضارين
 به الا انفسهم فيعز صلي الله

اسی کی بارگاہ اقدس سے تو وہ عزیز کامل
 مطلق ہیں غالب ہیں وہ ساری کائنات
 کے جزئیات و کلیات کی سلطنت کے
 وجود و عدم میں تصرف کرنے والے
 ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ ان کے آگے
 ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے معدومات
 میں سے جو وجود کے مستحق ہیں ان کو
 وجود بخشتے ہیں اور موجودات میں سے
 مستحقین کو وجود کی منفعتیں عطا فرماتے
 ہیں تو اہل سعادۃ اللہ اور اس کے
 رسول کی عطا پر راضی ہوئے جو اپنے
 فضل سے عطا فرمایا اور انھوں نے اللہ
 و رسول کو راضی کیا اور بولے: اللہ اور اس
 کے رسول ہمیں کافی ہیں اور اہل شقاوت
 کو یہی برا لگا کہ اللہ و رسول نے اپنے
 فضل سے ان کو غنی کر دیا تو وہ خود ناراض
 ہوئے اور اللہ و رسول کو بھی ناراض کیا

علیہ وسلم من یشاء وهو یعلم
 ما فی اعزازہ من المصالح
 والحکم و یأمل من یشاء وهو
 اعلم بمالہ و ما علیہ من وجوہ
 الاذلال والعدم فهو العلیم
 بعلم اللہ والقادر بقدرۃ اللہ
 فاللہ ورسولہ اقدر واعلم
 فیہدی صلوات اللہ وسلامہ
 علیہ بقدرتہ و علمہ من
 یشاء من اہل الجمال الی
 صراط العرفان و المشاہدۃ
 المستقیم وهو صراط الذین
 انعم علیہم فی الازل من غیر
 علة بتجلی ذاتہ و صفاتہ
 فرش علیہم من نور امانۃ
 العشق و المحبة فصاروا
 حاملین لہذہ الامانۃ التی لما

اور اس سے وہ خود کو ہی نقصان پہنچاتے
 ہیں تو رسول اللہ ﷺ جسے چاہتے ہیں
 عزت عطا فرماتے ہیں اور اعزاز کی
 مصلحتوں اور حکمتوں کو بھی جانتے ہیں
 اور جسے چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں
 اور خوب جانتے ہیں اسباب ذلت کو
 اور اس کے نفع و نقصان کو تو وہ جانتے
 ہیں اللہ کے سکھانے سے اور قادر ہیں
 اللہ کی قدرت دینے سے تو اللہ و رسول
 زیادہ قدرت والے اور زیادہ علم والے
 ہیں رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ
 تو اہل جمال میں سے جسے چاہتے ہیں
 اپنی قدرت و علم سے راہ عرفان و مشاہدہ
 مستقیم کی طرف راہنمائی فرماتے
 ہیں ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ تعالیٰ
 نے انعام فرمایا ازل میں بلا کسی کمی
 کے اپنی ذاتی و صفاتی تجلی کے ذریعہ تو

عرضت علی السماوات
والارض والجمال فابین ان
یحملنها واشفقن منها و
حملها الانسان الكامل
الخلیفة الجامع الجمیل
المکرم الاحسن تقویما و
تشریفا ویهدی صلی الله
علیه وسلم بقدرته و علمه
من یشاء من اهل الجلال
الی صراط الجهالة والحجاب
وهو صراط الذین غضب
علیهم فاضلهم عن ذلک
وابعدهم بحکمتہ ومصلحتہ
فیربی صلی الله علیہ وسلم
کلامن الفریقین بما یناسب
کل فرد فرد منهم غذاء ودواء
باذن ربه تربیة جمالیة او

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر امانت عشق
ومحبت کی نور باری فرمائی تو یہ لوگ اس
امانت کے حامل ہو گئے جو آسمانوں و
زمین پر پیش کی گئی تو انھوں نے اس
کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس
سے ڈر گئے اور ایک انسان کامل نے
اسے اٹھالیا جو خلیفہ ہے، جامع ہے،
جمیل ہے، مکرم ہے، عز و شرف اور شکل
وصورت میں احسن ہے اور نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قدرت و علم
سے اہل جلال میں سے جسے چاہتے
ہیں راہ جہالت دکھاتے اور حق سے دور
فرماتے ہیں اور یہ ان لوگوں کا راستہ
ہے جن پر غضب فرمایا تو انھیں اس سے
دور کر دیا اپنی حکمت و مصلحت سے تو
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں
فریقوں میں سے ہر ایک ایک فرد کو

جلالية فمامن دابة الا هو
 اخذ بنا هيتها ان ربي على
 صراط مستقيم فهو رب
 العلمين صلى الله عليه
 وسلم صلاة دائمة مقبولة
 تؤدى بها عنا حقه قدر
 حسنه و جماله و كماله و
 جلاله من اسمہ الشریف
 من اسماء الله و وصفه المنيف
 من اوصاف الله تعالى سماه
 محمدا بالفتح لتحميدة اولا
 في بدء الخلق مع انه محمد
 بالكسرو انما محمد بالفتح
 حقيقة هو الله الحق جل
 مجده لم يرض لكمال
 غيره المحبة بكون اسم حبيبہ

اپنے رب کے حکم سے مناسب غذا
 اور دوا کے ذریعہ نشوونما فرماتے ہیں
 خواہ وہ تربیت جمالی ہو یا جلالی، کوئی
 چانے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے
 قبضہ قدرت میں نہ ہو، بے شک میرا
 رب سیدھے راستے پر ملتا ہے، وہ
 نبی کریم سارے عالم کی پرورش کرتے
 ہیں اللہ کے دائمی درود و سلام ہوں ان
 پر ایسا مقبول درود کہ جس سے ان کے
 حسن و کمال اور جمال و جلال کے
 مقدار ان کا حق ہماری طرف سے ادا
 ہو جائے، آپ کا اسم گرامی اسمائے
 باری تعالیٰ سے ہے آپ کا وصف
 عالی اللہ کے اوصاف سے ہے آپ
 کا نام مُحَمَّد (میم کے فتح کے
 ساتھ) رکھا آپ کی تعریف کئے

غیر اسمہ تعالیٰ شانہ فہو
 مُحَمَّدٌ وَّ مُحَمَّدٌ بکل تحمید
 من کل حامدٍ ازلا وابدًا فہو
 صلی اللہ علیہ وسلم محمد
 بمحامد اللہ و محامد الانبیاء
 و محامد الملائکۃ و محامد
 الجن و البشر و محامد کل
 فرۃ من سکونات جمیع العوالم
 فمحمد فی کتاب اللہ و محمد
 علی لسان الانبیاء و محمد
 علی السنۃ الملائکۃ اجمعین
 وان من شیء الا یسبح بحمدہ
 ولکن لا تفقہون تحمیدہم
 و تنسیحہم فہو الاول السابق
 فی الخلق والوجود علی
 جمیع الخلق والموجودات

جانے کے سبب مخلوق میں سب سے
 پہلے جبکہ آپ مُحَمَّدٌ (میم کے
 کسرہ کے ساتھ) بھی ہیں اور محمد
 بالفتح حقیقت میں اللہ جل مجدہ ہے
 خدا نے کمال غیرت محبت کے سبب
 اپنے حبیب کے نام کا اپنے نام کے
 علاوہ ہونا پسند نہیں فرمایا تو وہ مُحَمَّدٌ
 و مُحَمَّدٌ ہیں ہر حامد کی تحمید کے ساتھ
 ازلا وابدًا تو آپ ﷺ محمد ہیں اللہ کی
 تعریفات اور تمام انبیاء و ملائکہ،
 جن و بشر اور عالم کے ہر ذرے کی
 تعریفات کے ساتھ تو وہ محمد ہیں
 کتاب اللہ میں، محمد ہیں تمام انبیاء
 کی زبانوں میں، محمد ہیں تمام ملائکہ
 کی زبانوں میں اور کوئی ایسی چیز
 نہیں جو انہیں سراہتی نہ ہو اور ان

کی پاکی نہ بولتی ہو ہاں تم ان کی تسبیح
و تحمید نہیں سمجھ سکتے تو وہی اول و
سابق ہیں تمام مخلوقات و موجودات
کے خلق و وجود میں وہ سابق ہیں
عرفان اور تحمید میں اور تمام صفات
کمالیہ میں بسبب ارشاد باری تعالیٰ
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
کے نور رسول اللہ ﷺ تمام عالم کے وجود
و عدم، نفع و نقصان کے وسیع مطلق
ہیں اور فرمان نبی ﷺ اول ما خلق
اللہ نوری کے سبب تمام صفات
حقیقیہ، ذاتیہ، اضافیہ ثبوتیہ اور سلبیہ
کے مظہر جامع ہیں وہی آخر ہیں،
وہی خاتم ہیں جن پر نبیوں کا سلسلہ
ختم ہوا اور تمام کمال جو اپنے ظہور کے
منتظر تھے ازل سے ابد تک انھیں پر

وهو السابق في العرفان و
التحميد و جميع الصفات
الكمالية لقوله تعالى وَمَا
أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
فهو صلى الله عليه وسلم و
اسطة مطلقة لجميع العوالم
و جوداً وعدماً و ضراً و نفعاً
و لقوله صلى الله عليه وسلم
اول ما خلق الله نوري
الذي هو المظهر الجامع
لجميع الصفات الحقيقية
الذاتية والاضافية والشوتية
والسلبية وهو الاخر الخاتم
الذي ختم به النبيون و ختم
به جملة الكمال المنتظر
ظهوره من الازل الى الابد

فلا شيء يسبق على
 الاول والا لم يكن الاول
 اول ولا شئ يخرج من
 الاخر والا لم يكن الاخر
 اخر افاذن جميع الاشياء
 محاط بالاول والاخر وهو
 معنى قوله صلى الله عليه
 وسلم نحن الاخرون السابقون
 اي الاخرون كما لا وجودا
 وظهورا وبطونا الى ابد الابد
 وكذا السابقون سبقة ذاتية و
 اضافية على كل مقدم وكل
 مؤخر وكل ظاهر وكل باطن
 من ازل الازل واذا لم يخرج
 شئ من احاطة الاول والاخر
 ونينا صلى الله تعالى عليه وسلم

ختم فرمایا اور کوئی شئی اول پر سابق
 نہیں ہوتی ورنہ اول اول نہ رہے
 گا اور آخر کے بعد کوئی شئی ظاہر
 نہیں ہوتی ورنہ آخر آخر نہ رہے گا
 تو اس وقت تمام اشیاء اول و آخر کے
 احاطے میں ہیں اور یہی معنی ہے نبی
 کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 فرمان نحن الاخرون السابقون
 کا یعنی آخر ہیں کمال میں، وجود میں
 ظہور میں اور بطون میں تا ابد الابد،
 ایسے ہی سابق ہیں ہر مقدم اور ہر
 مؤخر پر تمام ظاہر و باطن پر ازل الازل
 سے خواہ وہ سبقت ذاتی ہو یا اضافی
 جب اول و آخر کے احاطے سے کوئی
 شئی خارج نہیں اور ہمارے نبی کریم
 ﷺ ہی اول و آخر ہیں تو ظاہر ہو گیا

هو الاول والاخر فظهر انه
 صلى الله عليه وسلم هو المظاهر
 في مرآة المظاهر وهو السراج
 الوهاج النور المنير المنور
 المنور في قناديل وجودات
 الاشياء بحذا فيرها نقيرها
 وقطميرها ولنعم ما قيل به
 کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 تمام مظاہر کے آئینوں میں جلوہ گر
 ہیں چمکتے ہوئے سورج ہیں، نور ہیں
 اور منور کرنے والے ہیں اور تمام کی
 تمام اشیاء کے وجودات کی قندیلوں
 میں تاباں و درخشاں ہیں، کیا ہی خوب
 کہا ہے کسی کہنے والے نے ہے

جہان مرآت حسن شاہد ماست

نشاہد و جہہ فی کل ذرات

دنیا ہمارے محبوب کے حسن کا آئینہ ہے

ہر ذرے میں اسی کے جلوہ کا مشاہدہ کرتے ہیں

فما من کمال فی
 مظهر الا وهو صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ظاہر فیہ ظہورا
 تاما کمالا فی مرتبہ ایتہ مرتبہ
 کانت وهو احد المحامل
 کسی بھی مظہر میں کوئی کمال نہیں
 مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 تمام و کمال کے ساتھ اس میں ظاہر
 ہیں، اور یہ فرمان نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ”میں مبعوث کیا گیا بنی آدم

من معانی قوله صلى الله
 تعالى عليه وسلم بُعِثْتُ فِي
 خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا بَعْدَ
 قَرْنٍ فَهُوَ الْمَبْعُوثُ حَقِيقَةً
 فِي قَوَالِبِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ وَهُوَ الْمَعْنَى مِنْ صُورِهِمْ
 فِي كُلِّ زَمَانٍ وَ مَكَانٍ بَلْ
 هُوَ الظَّاهِرُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ
 الْكَائِنَاتِ فَالظَّاهِرُ وَاحِدٌ أَحَدٌ
 وَالْمُظَاهِرُ كَثِيرٌ مُتَعَدِدٌ . ع

کے قرنا بعد قرن خیر قرون میں“
 کے معانی کے محال میں سے ایک
 ہے تو وہی مبعوث ہیں حقیقۃً انبیاء
 کے قابضوں میں اور یہی معنی ہے
 ”من صورهم فی کل زمان
 و مکان“ کا (یعنی ان کی صورتوں
 میں ہر زمان و مکان میں) بلکہ
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 ہی ظاہر ہیں کائنات کی ہر شے میں
 تو ظاہر واحد واحد ہے اور مظاہر
 متعدد و کثیر ہے

السلام اے آنکہ نامد در ہمہ کون و مکان
 تیز بینان را بجز نور تو در چشم شہود
 سلام ہو تم پر اے وہ ذات جو جلوہ گر ہے تمام کون و مکان میں
 بصیرت والوں کو چشم ظاہر میں بھی تیرے نور کے سوا کچھ نہیں دیکھتا
 و کما انہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نبی کریم ﷺ ظاہر ہیں

ظاهر فی جمیع المظاهر و
 الا کو ان فکذلک ہو الباطن
 المستور بسرہ فی حقائق
 المکونات لیساری بمادۃ
 النوریۃ و کلیتہ الروحیۃ
 فی کل شی من الموجودات
 فلما کان صلی اللہ علیہ وسلم
 اول کل شی و آخر کل شی
 و ظاهر کل شی و باطن کل
 شی لا جرم کان شاہدا کل
 شی کان و ما یكون من الا
 رواح و الاجرام العلویۃ و
 السفلیۃ و غیرہا فلا یشد
 غنہ شاذ مما یمکن لاحد من
 خلق اللہ در کہ سواء کان
 من اسرار افعال اللہ تعالیٰ او

تمام مظاہر و اکوان میں ایسے ہی باطن
 و مستور ہیں اپنے سر کے ساتھ کائنات
 کے حقائق میں اور اپنے مادہ و نوری
 و کلیہ روحی کے ساتھ موجودات کی
 ہر شئی میں سرایت کئے ہوئے ہیں تو
 نبی کریم ﷺ ہر شئی کے اول، ہر شئی
 کے آخر، ہر شئی کے ظاہر اور ہر شئی کے
 باطن ہیں یقیناً وہ شاہد ہیں ہر اس
 شئی کے جو ہو چکی اور جو ہونے والی
 ہے ارواح و اجرام علویہ و سفلیہ
 و غیرہ میں سے، ہر وہ شئی جس کا
 درک اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے
 لئے ممکن ہے ان کے علم سے جدا نہیں
 خواہ وہ افعال خداوندی کے اسرار
 ہوں یا اس کی کاریگری کے عجائب
 یا اس کی قدرت کے غرائب اور

عجائب صنعہ او غرائب
 قدرتہ ولا يعزب عنه
 مثقال ذرة في السموات
 والعرش و فوقه والارضين
 و تحتها ولا ادنى من ذلك
 ولا اكثر الا وهو معلوم له
 صلى الله تعالى عليه وسلم
 ولا يشار كه صلى الله تعالى
 عليه وسلم في هذا غيره فهو
 صلى الله تعالى عليه وسلم
 وحده بكل شيء كان و ما
 يكون من ازل الازل الى
 ابد الابد علیم بعلم الله تعالى
 و تعلیمه وهو قوله تعالى فلا
 يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ احَدًا اِلَّا
 مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ و قوله

آسمانوں و عرش اور اس کے اوپر ہے
 زمین اور جو اس کے نیچے ہے ان
 میں کا ادنیٰ اور اکثر نبی کریم ﷺ کو
 معلوم ہے اور کوئی ان کا غیر اس میں
 شریک نہیں تو نبی کریم ﷺ منفرد ہیں
 ہر شئی میں جو ہو چکی اور جو ہونے والی
 ہے ازل الازل سے ابد الابد تک،
 علیم ہیں علم خداوندی اور اس کی تعلیم
 سے اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قول
 فلا يظهر على غيبه احدا الا من
 ارتضى الآية سے اور اللہ عز و جل کا قول
 انا ارسلناك شاهداً مطلقاً ہے
 شہود دون شہود سے متعین نہیں اور اللہ
 سبحانہ کا قول ليكون الرسول
 عليكم شهيداً مطلقاً ہے شہادت
 عامہ، جامعہ، محیطہ باحاطہ تامہ کے

عز من قائل انا ارسلنک

شاهدًا مطلقًا غیر مقید

بشہود دون شہود و قوله

سبحانه لیكون الرسول علیکم

شہیدًا مطلقًا بشہادة عامة

جامعة محیطة احاطة تامة

و قوله تعالى و علمک ما لم

تکن تعلم و کان فضل الله

علیک عظیمًا و لقوله صلی

الله تعالى علیہ وسلم علمنی

ربی وضع یدہ بین کتفی

فانکشف لی ما کان و ما یكون

و علمت علم الاولین و الآخرین

رواہ صاحب اصح الکتاب بعد

کتاب الله اللهم صل علیہ وسلم

و علی الہ و صحبہ عدد

ساتھ اور اللہ کا قول ”و علمک

ما لم تکن تعلم و کان فضل

الله علیک عظیمًا“ اور فرمان

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”علمنی

ربی الحدیث“ یعنی مجھے

میرے رب نے علم عطا فرمایا اپنے

دست قدرت کو میرے دونوں

شانوں کے درمیان رکھا تو مجھ پر

منکشف ہو گئی ہر وہ چیز جو ہو چکی

اور جو ہونے والی ہے اور مجھے

اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا“

اسے صاحب اصح کتب بعد کتاب

اللہ نے روایت کی ہے۔

اے اللہ اپنے کلمات اور اپنی

مخلوق کی تعداد کے برابر جو تجھے

پسند ہو عرش جیسا عظیم المرتبت

خلق و رضی نفسک و
 زنة عرشک و مداد کلماتک
 صلاة دائمة مقبولة تؤدی
 بها عنا حقہ کما تحب و
 ترضی فقط۔
 دانگی اور مقبول درود و سلام اپنے
 نبی پر اور ان کی آل و اصحاب پر
 نازل فرما جس سے ان کا حق
 ہماری طرف سے اس طور پر ادا
 ہو جائے جو تجھے محبوب و پسند ہو۔

وانا العبد المذنب الاواه ابو الذکاء سراج الدین
 محمد سلامة الله شاه عفا الله عنه ما جناہ
 بحرمة سيد الثقلين و سيلتنا في الدارين اعظم۔ گڑھی اسلام
 فوری وطن رامپوری اقامہ حنفی مذہب نقشبندی مجددی مشرباً
 تصدیق: حضرت علامہ محمد اعجاز حسین رامپوری

نحیف نے رسالہ ”ضروری سوال“ کو دیکھا قنوت فی النازلہ پڑھنے پر اکثر
 شروح متون کتب فقہ حنفی کا اتفاق ہے اس کی مخالفت کرنا مصنف صاحب رسالہ مذکور کو
 مناسب نہیں قنوت نازلہ دفع ہر قسم کی آفت اور مصیبت کے واسطے پڑھنا جائز ہے جیسا
 کہ مجیب مصیب نے بطرز عمدہ تحریر فرمایا واللہ درالمجیب قد آتی بجواب عجیب
 واللہ سبحانه اعلم بالصواب۔

العبد محمد اعجاز حسین رامپوری

تصدیق: حضرت علامہ محمد عبدالغفار خاں رامپوری

بمقتضائے تصریح شارحین فقہائے حنفیہ قنوت نازلہ جائز ہے ”ضروری سوال“

کی تحریروں میں غلطیاں کھلی ہوئی موجود ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

من محمد عبد الغفار خاں

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ظہورالحسین رامپوری

ما تفوه به صاحب ضروری

السؤال ليس الاخذ عيلا

يتضمن مخالفة الجماهير

واباطيلا فله رد المجيب

حيث اصاب في الرد واتي

بجواب فصل فيه تفصيلا

وعول فيه على المرويات

عن جماهير الفقهاء وائمة

الحديث تعويلا و يوافقه ما

قال في الدر المختار (ولا يفت

لغيره الا لنازلة فيفت الامام

یعنی صاحب ”ضروری سوال“ نے

جو کچھ کہا ہرگز ماننے کے قابل نہیں

کیوں کہ وہ جمہور کی مخالفت اور

بطلان پر مشتمل ہے تو اللہ ہی کے

پاس ثواب ہے مجیب کے رد کرنے

کا کہ انھوں نے درست رو کیا

اور مفصل جواب دیا اور اس میں

انھوں نے مدد لی جمہور فقہاء اور

محدثین سے مرویات پر اور یہ

موافق ہے اس کے جو ”در مختار“

میں کہا (قنوت نہیں پڑھی جائے

فی الجهریة وقیل فی الكل
 انتهى قال العلامة الشامی
 فی رد المحتار قوله (النازلة)
 قال فی الصحاح النازلة
 الشديدة من شدائد الدهر
 ولا شک ان الطاعون من
 اشد النوازل اشباه قوله
 فیکنت الامام الخ یوافقه
 مافی بحر و الشرنبلالية
 عن شرح النقایة عن الغایة
 وان نزل بالمسلمین نازلة
 کنت الامام فی صلاة الجهر
 وهو قول الثوری و احمد
 و کذا ما فی شرح الشیخ
 اسمعیل عن البناية اذا
 وقعت نازلة کنت الامام

گی مگر نازلہ کے وقت تو امام قنوت
 پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ
 بھی کہا گیا کہ تمام نمازوں میں اتنی اور
 علامہ شامی نے ”رد المحتار“ میں ﴿ماتن﴾
 کے قول النازلة ﴿﴾ کے تحت کہا
 صحاح ستہ میں کہا کہ ”نازلہ زمانے
 کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے“
 اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون
 سخت ترین بلاؤں میں سے ہے اشباہ اور
 ﴿ماتن﴾ کے قول فیکنت الامام الخ ﴿﴾
 کے تحت کہا کہ ”اس کی موافقت کی
 ہے بحر اور شرنبلالیہ میں شرح ”نقایہ“
 اور ”غایہ“ سے کہ اگر مسلمانوں پر
 کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری
 نمازوں میں قنوت پڑھے اور یہی قول
 امام ثوری اور امام احمد کا ہے اور یونہی

فی الصلاة الجهرية لكن
 فی الاشباه عن الغاية
 قنت فی صلاة الفجر
 یؤیده مافی شرح المنیة
 حیث قال بعد کلام
 فتكون شرعیه فی النوازل
 مستمرة وهو محمل
 قنوت من قنت من الصحابة
 بعد وفاته صلی الله تعالی
 علیه وسلم وهو مذهبنا
 وعليه الجمهور قال
 الحافظ الطحاوی انما
 لا یقنت عندنا فی صلاة
 الفجر من غیر بلیة فان
 وقعت فتنه او بلیة فلا یاس
 به فعلم رسول الله صلی

شیخ اسماعیل کی شرح میں ”بنایہ“ سے
 ہے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو
 تو امام (تمام) جہری نمازوں میں
 میں قنوت پڑھے لیکن ”اشباہ“ میں
 ہے کہ صرف نماز فجر میں قنوت پڑھے
 اور اسی کی تائید شرح ”منیہ“ میں ہے
 چنانچہ کچھ کلام کے بعد کہا کہ نوازل
 میں قنوت پڑھنے کی مشروعیت
 مستمر ہے اور یہی قنوت پڑھنے کا محمل
 ہے جس کو صحابہ نے سرکارِ دو عالم
 ﷺ کے وصال مبارک کے بعد پڑھا
 اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر
 جمہور ہیں، حافظ الشان طحاوی نے
 فرمایا کہ ہمارے نزدیک قنوت نہیں
 پڑھی جائے گی نماز فجر میں بغیر مصیبت
 کے تو اگر کوئی فتنہ یا بلا نازل ہو تو

اللہ علیہ وسلم واما القنوت

فی الصلوات کلها للنوازل

فلم یقل به الا الشافعی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وهو

صریح فی ان القنوت للنازلة

عندنا مختص بصلاة الفجر

دون غیرها من الصلوات

الجهریة او السریة انتھی

مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم

قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل فرمایا ہے

اور رہا قنوت کا پڑھنا تمام نمازوں

میں تو اسے نہیں کہا مگر امام شافعی رحمہ اللہ

نے اور وہ صریح ہے اس بات میں

کہ قنوت نازلہ کے وقت ہمارے

نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ

تمام سری و جہری نمازوں میں انتھی

مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم (فاروقی)

وانا العبد المفتاق الی رافة رب المشرقین

محمد ظهور الحسین عفی عنہ فی الدارین

للمدرس للدرجة الثانية فی المدرسة العالیة

الواقعة فی الرئاسة الرافدیة

تصدیق: حضرت علامہ خواجہ احمد صاحب رامپوری

یعنی جواب صحیح ہے اور مجیب کامیاب

اور رد کرنے والا درست ہے اور

الجواب صحیح والمجیب

مصیب والراد نجیح و

ضروری سوال مردود وقیع و کاتبہ مغالط صریح
 ”ضروری سوال“ مردود وقیع ہے اور
 اس کا لکھنے والا صریح دھوکے باز ہے
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

العبد خواجہ احمد عفی عنہ

تصدیق: حضرت علامہ ارشد علی صاحب رامپوری

بلاشبہ قنوت واسطے کسی حادثہ عظیم مثلاً وبا وغیرہ ہے جائز ہے ”درالمختار“ اور اس
 کے حاشیہ ”ردالمختار“ میں پوری تصریح موجود ہے اس کے خلاف جو کوئی قول کرے سراسر
 باطل اور مخالف جماہیر فقہاء کے ہے

کما فی الدر المختار ولا یقنن لغیرہ الا لנزالہ
 یعنی جیسا کہ ”درمختار“ میں ہے کہ
 قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر کسی
 مصیبت کے وقت اور اس کے حاشیہ
 میں ہے کہ: کوئی شک نہیں کہ طاعون
 ان الطاعون من اشد النوازل اشباہ
 سخت تر بلاؤں میں سے ایک ہے۔

اور وقت قرأت عند الحنفیہ صلاۃ فجر ہے:

کما قال فیہ وہو صریح فی
 یعنی جیسا کہ اسی (درمختار) میں فرمایا
 ان القنوت للنزالہ عندنا
 کہ نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا ہمارے
 مختص بصلۃ الفجر دون
 نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ

غیرها من الصلوات الجهریة تمام سری اور جہری نمازوں میں الخ
والسریة الخ واللہ تعالیٰ اعلم واللہ تعالیٰ اعلم (فاروقی)

العبد محمد ارشد علی عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ واقع زامپور

تصدیق: حضرت علامہ رکن الدین مبارک اللہ

بیشک قنوت پڑھنا کسی حادثہ عظیم میں موافق مذہب محدثین و فقہا جائز ہے تعلیظ

”ضروری سوال“ کی اہل تحقیق کو ضروری اور اظہار ناقابلیت مصنف رسالہ مذکور کا

صاحب علم کامل کو قابل قبول و منظوری واللہ تعالیٰ اعلم

العبد ابو المعالی رکن الدین محمد المدعو

بمبارک اللہ عفا اللہ عنہ پیپلسانوی مراد آبادی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی عبد الباقی لکھنوی

حقیقت میں ائمہ حنفیہ کی تحقیق قنوت فجر نزول نازلہ میں مختص بنازلہ دون

بنازلہ نہیں بلکہ طاعون و وبا و دیگر نوازل کو بھی شامل ہے اور نا اہلوں کو فتویٰ دینا ناجائز

ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمقہ خادم العلماء تراب اقدام العرفاء الحنفیہ

محمد عبد الباقی حنفیہ اللہ بلطفہ یوم التلاقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبد المجید لکھنوی

واقعی علمائے حنفیہ کے نزدیک نماز فجر میں قنوت مخصوص بفتنہ و فساد غیر طاعون و وباء نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے اور نا اہل کو فتویٰ دینا درست نہیں واللہ اعلم بالصواب حررہ

ابو الغناء محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الوجلید
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد قیام الدین صاحب
اصاب المجیب واللہ تعالیٰ اعلم

حردۃ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبد الحمید لکھنوی

لا شک ان القنوت لیس
مشروعاً عندنا فی الفجر
الا اذا نزلت نازلة کالطاعون
وغیره فان الامام حینئذ
یقنت فی الفجر خاصة کما
فصله فی الاشباہ والنظائر
کما لا ینحفی علی اولی
البصائر ولا یجوز الافتاء
یعنی بلاشبہ قنوت ہمارے نزدیک
مشروع نہیں مگر جب کوئی مصیبت
نازل ہو جیسے طاعون وغیرہ ہے
شک امام کا ایسی صورت میں قنوت
پڑھنا خاص ہے جیسا کہ اس کی
تفصیل ”اشباہ والنظائر“ میں ہے
اور اہل نظر پر پوشیدہ نہیں اور فتویٰ
دینا اس کو جائز نہیں جو اس کا اہل

نہیں ہے شک نبی مختار سید اخیار
صلی اللہ تعالیٰ و تبارک و سلم و بارک
علیہ و علی آلہ و صحبہ اثناء اللیل والنہار
نے فرمایا کہ تم میں سے جو فتویٰ
دینے پر زیادہ جری ہے وہ جہنم
میں جانے پر زیادہ جری ہے اور اللہ
ہی زیادہ جاننے والا اور اسی کا حکم
زیادہ حکمت والا ہے۔ (فاروقی)

لمن لیس اھلالہ فقد قال
النبی المختار و سید الاخیار
صلی اللہ تعالیٰ و تبارک
وسلم و بارک علیہ و علی
الہ و صحبہ اثناء اللیل والنہار
اجرائکم علی الفتیٰ اجرائکم
علی النار واللہ اعلم و
حکمہ احکم۔

حررہ الفقیر الحقیر الایم المذنب الی الرب الحکیم الحلیم
خادم العلماء والعرفاء ابو الحامد محمد عبد الحمید

غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ بفضلہ المزیّد
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلی لکھنوی

اس میں کچھ شک نہیں کہ مصنف پرچہ ”ضروری سوال“ علوم دینیہ کی استعداد
اور فہم فتویٰ نویسی کے سوا دوسرے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے بلکہ رند لا ابالی ہے نہ اس کا علماء
میں شمار نہ مشیتوں میں اعتبار نہ اس کی تحریر و تقریر معقول نہ اس کی توبہ مقبول ہے
ہمانا توبہ ترین توبہ کہ باطن کفر و ظاہر دین
درون تصدیق شرک حق برون قرار توحید ہے

پس جو کچھ اس کے حق میں مفتی لیب نے تحریر فرمایا مقرون بصواب ہے اور
مستند بسنت و کتاب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد الاسی الآسی محمد عبد العلی المدراسی
نمر الکنوی المصحح لاصح المطابع الواقع فی محمود

نجر لکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الصوری والمعنوی
تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ہدایت رسول لکنوی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین و
شفیع العاصین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد! قادر مطلق مقلب
القلوب خدا ہدایت خواہ لعنت کرے ہمارے اوندھی کھوپڑی بے نور آنکھوں والے قسی
القلب ابلیس طینت خود سرواہیہ حضرات پر سچ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے دم سے بھی
دنیا میں عجب چہل پہل ہے تجربہ کاروں کا مقولہ ہے کہ جس سرزمین پر اس طائفہ شریفہ
سے کوئی بزرگ نحوست افزا ہیں وہاں میاں ڈاکٹر ایل ایل ڈی سی ایس آئی سرعزازیل
خان بہادر علیہ ماعلی النیاچر کی چنداں ضرورت نہیں ان کے ہتھکنڈے ان کے داؤچے
کچھ ایسے موثر ثابت ہوئے ہیں جن کے سوچے سمجھے کیلئے ڈاکٹر سراہلیس خان بہادر کو
بھی کچھ وقت چاہیے۔

ان حضرات کی ادنیٰ توجہ اور سرسری کوشش کا نتیجہ جماعت اسلام میں تفرقہ، بزرگان دین اور سلف صالحین پر لعن طعن، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی، اصحاب اخیار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعویٰ برابری، اولیائے کاملین و عرفائے واصلین کی حضور میں خطاب بدعتی، فضلاء معاصرین کے لئے تحفہ سب و شتم و ہدیہ مغالطات، ائمہ مجتہدین و حامیان دین متین کی خدمت میں صدہا صلوات، جہاں اپنا کام چلتا اور مطلب نکلتا دیکھا وہاں ایک سڑیل سے جاٹل کو غوث الاعظم اور قلوب عالم، خدائے جبار سے ہاتھ ملا کر باتیں کرنے والا انبیاء علیہم السلام سے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ بنادینا اور جہاں نفسانیت و الحاد کا کفش خوار بھوت ان بزرگوں کے سر بے مغز پر سوار ہوا وہاں اولو العزم انبیاء بلکہ محبوب کبریا علیہم التحیۃ و الثناء کو ”بڑا بھائی“ بلکہ ”خطر رساں چیرا سی“ اور راسخ العقیدہ دین دار مسلمانوں کو مشرک و جہنمی فرما دینا، پھر ان ابلیسی عقائد میں جو کچار ہاؤ نکھٹو ذلیل سا وہابی ہوا اور جوادہ کچرا اور پہلوں سے زیادہ بے غیرت بندہ نفس نکلا وہ غیر مقلد بنا اور جو بے دین و آزاد مشربی میں ان دونوں سے دس جوتے آگے بڑھ گیا وہ پکا دشمن اسلام کٹا نیچری ٹھہرا، یہ وہ کارستانیاں ہیں جن میں ڈاکٹر سربلیس خان بہادر سیدنا باوا آدم علیہ السلام کے زمانے سے چٹ لنگوٹ کس کس کر زور لگا رہے تھے۔

خصوصاً تیرہ سو سال اس طرف تو تمام ابلیسی خاندان اور اس کی سرکار سے تو صل رکھنے والے مذکورۃ الصدر معاملات میں ہمہ تن مصروف و مستغرق تھے مگر کشود کار

جیسا کہ چاہیے میسر نہ تھا یعنی کسی معتقد رسالت نے اپنے مقدس و بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک و تبرکات اشرف سے بت و غیرہ قرار دیکر گستاخی و شرارت نہیں کی تھی اس کے خوش نصیب و خدا دوست ہم نشین و حواریوں کو باوجود اعتقاد ہم نشینی کے بدعتی نہیں کہا تھا، سو بارہویں صدی کے نجدی و ہندوی وہیڑوں نے ۱۱۰۰ھ

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مصدق صحیح بن کر اس ناشائستہ و لعنتی کام میں اپنے از کار رفتہ اور بوڑھے خزانٹ جدا مجد کا جیسا کہ ایک ہونہار بیٹے کو چاہیے خوب ہاتھ بٹایا اور امت مرحومہ کے گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا، اس عزازیلی طائفے کو رد و قبول حق سے بھی چنداں بحث نہیں بلکہ مطلب دلی و مقصود اصلی ان اعداء الدین کا صرف جماعت حضرات اہل سنت میں نفاق پیدا کرانا اور وارثان علم دین و ناسبان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے معائب و قبائح شائع کر کے دشمنان لعین کو ہنسوانا، اپنے حلوے مانڈے درست کرنے اور باؤ لے گاؤں میں اونٹ بننے کو تمام اہل سنت سے ڈیڑھ اینٹ کی جدا چٹنا ہے، جیسا کہ اس طائفہ مخذولہ قاتلہم اللہ کے گرو گھنٹال ماضی و حال کی نفاق و شرارت انگیز تحریروں سے ظاہر ہے۔

چونکہ ان اشقیاء کے مورث اعلیٰ و اتالیق اوہلیٰ نے ان ظالموں کو یہ پٹی پڑھادی ہے کہ میان اپنی غرض نکالنے اور دنیا کے ٹھگنے کو جیسا دیس وینا بھیس کر لیا کرو! اور مناسب وقت بہرہ وپ بھر لیا کرو لہذا ہر موقع پڑنی جون بدل لینا اس ڈاکٹر سرا بلیس خانی

فرقے کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے چنانچہ لقب وہابی پر اس طائفے کے نباش اوّل کو بڑا ناز تھا اور ہر ایک دمباز کے لب پر یہ مصرع باسوز و گداز تھا۔

وہابی کے معنی ہیں رحمن والا

مگر جب اس منحوس و مفسد لقب پر لے دے شروع ہوئی تب ان راندہ درگاہ حضرات نے دوسری جون بدلی جس میں ایک جدید لقب تراشا یعنی اپنے کو موحد و اہل حدیث و عامل بالحدیث و محمدی اور خدا معلوم کیا کیا مشہور فرمایا، آخر تیسرے نمبر پر انہیں پہلے دیوتا کی دم سے ایک اور نیم گڈام صاحب تحقیقات جدید کا بگل پھونکتے اور نئی روشنی کا لیمپ دکھاتے ہوئے نکلے جو بظاہر گونباش اولی کا دم بھرتے تھے مگر الحاد و تردق، کفر و تدہر میں اپنے پیشروں سے کئی جوتے بڑھے ہوئے رہے۔

عقائد اہل سنت پر بڑے زور شور سے حملے ہونے لگے، صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ڈالی ہوئی بنیادیں کھودی جانے لگیں، یاران رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سردارن امت رحمہم اللہ تعالیٰ کو بدعتی و اہل ہوا کے خطاب عطا ہوئے، صوفیائے کرام کو ضال و مضل اور فقہائے عظام کو دشمن کتاب و سنت اور مقلدین مذہب معین کو مشرک فی النبوۃ وغیرہ قرار دیا گیا، حضرت شیخ اکبر و مولانا رائے و فاضل غزالی ایسے بے نظیر محققین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مویشگافیوں پر ٹھٹھے لگائے اور قہقہے اڑائے جانے لگے، کلام ربانی کی تفسیر کفار یورپ قاتلہم اللہ و غضب اللہ علیہم کے مسلک پر ہونے لگی۔

الغرض حاصل اس ابلیسی کدو کاوش کا یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں میں
فتنے کی آگ بھڑکائی جائے اور ان کے مقدس و پر نور دلوں سے عظمت اسلام کو حرف غلط
کی طرح مٹا دیا جائے۔

چنانچہ جو حضرات ہمارے دعوے کا ثبوت چاہیں وہ ہمارے تو بہ شکن دمنی
صاحب کے ”ضروری سوال“ کو ملاحظہ فرمائیں اس میں بطور مشتے نمونہ از خروار کے
یہ باتیں قریب قریب سب یا اکثر ملیں گی اس میں دھوکے باز محقق صاحب غے قنوت
فجر کو مخصوص بفتنہ و فساد کفار فرمایا ہے اور طاعون وغیرہ کے بارے میں بڑے شد و مد
سے انکار کیا ہے پھر یہ شوخی و بیباکی اس پر اور بھی غضب ہے کہ حضرات مجوزین سے
توبہ و استغفار طلب ہے، محقق صاحب نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس جگہ پر اپنے
حمار طبع کو کچھ ایسا سرپٹ چھوڑ دیا کہ فقہائے عالی مقام احناف کو کذب و بہتان کی
طرف بھی منسوب کر دیا، صفحہ ۵۷ میں اود بھی غضب ڈھایا ہے کہ ائمہ شافعیہ مالکیہ
رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کو صاف صاف ضلالت و فی النار کا مصداق ٹھہرایا ہے، واہ
جناب شیخ نجدی صاحب واہ۔

این کار از تو آید و شیطان چنین کنند

پھر صفحہ ۵۸ میں تو زید صاحب نے ”اشباہ“ کی عبارت نقل کر کے اپنی جان کو اور
بھی آفت خریدی لطف یہ کہ جب کچھ بنتے اور کام چلتے نہ دیکھا تو س میں تصرف بیجا کی

ٹھہرائی اور طاعون میں ایک نئی ترکیب گڑھ کر قوت کو ثابت کر دیا جو سراسر زید صاحب کی منشا کے خلاف تھا۔

تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو

یہ ”ضروری سوال“ کے تین چار مقام کی ضروری کیفیت تھی جو بطور نمونے کے بیان ہوئی باقی اسی قیاس پر خیال کن زگلستان او پہارش را، مگر محالست کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنراں جائے ایشان گیرند۔

کس نیاید بزر سایہ بوم

ور ہما از جہان شود معدوم

گو اسلام کے حامی اور مسلمانوں کے سچے خیر اندیش، قوم کے باخبر پاسبان اس وقت ایک کمزوری و بے کسی کی حالت میں ہیں مگر اللہ الحمد کہ ان کا حمایتی تو نہایت قوی قول کا سچا زبردست حکمت والا ہے وہ حسب وعدہ ضرور اپنے محبوب کے پاک دین کی حمایت و حفاظت فرمائے گا اور اس کو کامل و مضبوط کرے گا گو دشمن اس کو کیسا ہی مکروہ کیوں نہ رکھیں:

وَاللّٰهُ مِتِّمُ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ
الْكَافِرُوْنَ۔
یعنی اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے
برامائیں کافر۔ (کنز الایمان)

خداوند کریم کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ اس گئے گزرے پر آشوب زمانے میں

بھی دشمنان دین کے ٹکڑے اڑانے کو محمدی کچھار کے وہ غراں شیر موجود ہیں جن کے قیامت تک قائم و غالب رہنے کا مشر وہ سلطان عالم حضرت مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مقدس اور برگزیدہ الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

”لا يزال طائفة من امتی ظاہرین حتی یأتیہم امر اللہ“

یعنی ہمیشہ ایک جماعت میری امت میں سے ظاہر ہوتی رہے گی

یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ حکم آجائے۔ (فاروقی)

الحمد لله على احسانه کہ حضرت مجیب مصیب حامی سنت ماحی

بدعت قانع اساس لاندہاں جناب خیر و برکت مآب مولانا مولوی حامد رضا خان

صاحب دام فیضہ خلف الرشید و فرزند سعید مخدوم الانام، حجت الاسلام، افضل المحققین، فخر

المتقدمین، تاج العلماء، سراج الفقہاء، خاتم المحدثین، سند المفسرین، جامع علوم ظاہری و

باطنی، واقف حقائق خفی و جلی، صاحب حجت قاہرہ، مجدد مایۃ حاضرہ، عالی جناب مولانا

المولوی احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدظلہم العالی کی ذات بابرکات کو اللہ رب

العزۃ جل جلالہ نے اپنے مقدس محبوب کی پیشین گوئی کے مطابق اسی مقدس و مظفر

طائفے سے بنایا ہے جس کا نیزہ قلم ذوالفقار حیدری اور جس کے نج باہرہ و براہین قاطعہ

معجزات احمدی کا جلوہ دکھا رہے ہیں۔

خداوند قدیر اس محمدی پہلوان اور خفی شیر کو مقدس اہل سنت کے سروں پر سایہ

افکن اور سلامت رکھے، جس کے نام سے شیاطین انس کے پر جلتے اور دشمنان اہل سنت کے دم نکلتے ہیں پس جو کچھ اس خدا کے شیر نے تحریر فرمایا ہے وہ سراسر حق و بجا ہے، اس پر عمل ضروری اور انحراف خسران ابدی ہے اور زید بے قید سرآمد جہاں ہے تحریر اس کی حماقت و تزندق سے مالا مال ہے اس کے قول پر عمل کرنا ابلیس کی روح کو شاد اور دین کو برباد کرنا ہے، جب تک یہ خزانہ بزرگ توبہ نہ کرے مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد العاجز خادم علمائے اہل سنت
 محمد ہدایۃ الرسول لکھنوی صانہ اللہ

تعالیٰ عن شر کل شقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پٹنوی

مجھ کو اپنے جوان صالح فخر امثال مفتی و فاضل عالم بے ہمتا، علامہ بیکتا حضرت

مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب خلف اشرف مخدوم و مولیٰ مجدد وقت حضرت اقدس

مولانا عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان صاحب مدظلہ و دامت برکاتہ کی مقدس تحریر کے حرف

حرف سے اتفاق ہے اللہ جل جلالہ اس رئیس ملت اور مقتدا و مرشد اہل سنت کو دارین

میں جزائے خیر عطا فرمائے آمین ہندوستان میں کس اہل علم کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ

اس سلطان الفقہاء کے مقابلے میں قلم اٹھا سکے افسوس ہے دشمن اسلام زید بے قید کے

حال پر جس شقی و بد بخت کی وہ تحریر ہو جس کا رد حضرت مولانا ایسے یکتائے روزگار تبصر کو
لکھنا پڑے ان شامت زدہ و ہابیہ کا تو یہ مسلک ہے کہ۔ ۹

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

ان اشقیاء کو خدا کا ڈر اور مخلوق کی شرم تو ہے نہیں بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی جدا چنے
سے مطلب ان کا صرف عوام اہل اسلام کو گمراہ کرنا اور اپنا نام جتاننا ہے، جو آرزو
خلاف اہل حق کے ہوگی ان شاء اللہ العزیز کبھی پوری نہ ہوگی الحق یعلو ولا یعلیٰ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

خاکسار محمد عبد اللہ

سابق مدرس اعلیٰ مدرسہ اہل سنت پٹنہ بخشی محلہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نجم الدین دانا پوری

الحمد لله الذی جعل العلماء

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے

ورثة النبیین و ادبہم فاحسن

جس نے علماء کو نبیوں کا وارث بنایا

تادیبہم فجعلہم حجج الدین

اور انھیں عمدہ ادب سکھایا اور انھیں

دین کی حجت بنایا اور انھیں سے دین

کی عمارتوں کی بنیاد رکھی اور انھیں

الذی طلع من ام القرى فی

کے ذریعہ انوار بدر کو ظاہر فرمایا جو مکہ

ليلة اسودت فوائدها العظمى
 فهم من آيات ربهم الكبرى
 والشرع المتين و استاصل
 بهم الطائفة الضالة القديمة
 والجديدة من النجدية و
 الوهابية والنيجرية والندوية
 ومن اهل الهوى واعداء
 الدين والصلاة على الرسول
 الذى علم علم الاولين و
 الآخرين وعلى اله واصحابه
 الذى سعدو فى مناهج الصدق
 وبلغوا معارج الحق واليقين .
 اما بعد ! فاعلموا يا معشر
 المسلمين من اهل السنة
 والجماعة ان ما افاد الفاضل
 ابن الفاضل امام اهل السنة

معظمہ سے طلوع ہوا اس رات میں
 جس کے گیسوئے دراز سیاہ ہو گئے
 تھے تو وہ اپنے رب کی اور شرع مبین
 کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں اور
 اللہ نے ان کے ذریعہ اکھاڑ پھینکا
 فرقہ قدیمہ و جدیدہ میں سے نجدیوں
 و ہابیوں، نیچریوں ندویوں کو اور ان
 کو جو اہل ہواء اور دشمنان دین ہیں
 اور درود و سلام ہو اس رسول پر جنہیں
 اللہ نے اولین و آخرین کا علم عطا
 فرمایا اور ان کے آل و اصحاب یرجو
 کامیاب ہوئے سچائی کے راستے
 میں اور حق و یقین کے عروج کو پہنچے
 اما بعد ! تو جان لو اے مسلمانان
 اہل سنت والجماعة بے شک جو افادہ
 فرمایا فاضل ابن فاضل امام اہل

البریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ
 بالبرکات والחסنات حق
 وصحیح موافق بالکتاب
 وسنة سيد المرسلين لا
 ينكره الا من انكر الدين
 كيف لا وتحقيقات
 الفقهاء وتصريحات
 المحدثين دالة على ان
 القنوت ثابت عند النوازل
 سيما عند الطاعون لانه من
 اشد النوازل كما بينه المجيب
 الفاضل بالتحقيق والتفصيل
 من كتب المحققين وما زعم
 المصنف للسؤال الضروري
 فهو باطل جدا وهل هو الا
 جهل او افتراء على المذهب
 المبين لا يجوز له الافتاء

سنت بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالبرکات
 والחסنات نے وہ حق اور صحیح ہے
 موافق کتاب اللہ اور سنت رسول
 اللہ ہے، اس سے انکار نہ کرے
 گا مگر وہ جو منکر دین ہے، کیوں نہ
 ہو تحقیقات فقہاء اور تصریحات
 محدثین اس بات پر دال ہیں کہ
 قنوت عند النوازل ثابت ہے خاص
 کر طاعون کے وقت کہ وہ سخت
 تربلاؤوں میں سے ہے جیسا کہ
 فاضل مجیب نے کتب محققین سے
 تحقیق و تفصیل کے ساتھ بیان
 فرمایا اور جو مصنف ”ضروری سوال“
 نے گمان کیا وہ باطل محض ہے اور وہ
 جہالت ہے اور مذہب مبین پر
 افتراء ہے اس کے لئے فتویٰ دینا
 جائز نہیں اور نہ ہی لوگوں کے لئے

ولیس للناس ان يعدوه من
المفتیین واللہ تعالیٰ اعلم

جائز کہ وہ ایسوں کو مفتیوں میں شمار
کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

کتبہ العبد المعتصر بحبل اللہ المتین

محمد نجم الدین الدانا فوری صانہ اللہ عن

الشر المعنوی والصوری مدرس مدرسہ اہل سنت پٹنہ
تقدیق: حضرت علامہ مفتی محمد وحید فردوسی عظیم آبادی

یعنی تمام تعریفیں لائق حمد (اللہ) کو اور

درود و سلام ہو اس کے اہل (حضور

ﷺ) پر، یہی تحقیق کا چشمہ ہے اور اس

کے سوا باطل محض ہے تو وہ کامیاب

ہوئے جنہوں نے جواب دیا اور جس

نے اس سے انکار کیا وہ بلا شک و شبہ

خائب و خاسر ہوا اور اللہ صدق و صواب

زیادہ جانتا ہے اسی کے پاس بہتر ثواب

ہے اور وہی مرجع و مآب ہے، اپنے

رب و ہاب کی رحمت کا امیدوار...

خادم السنة و اهل السنة عبد الصديق محمد وحيد

الحنفی الفردوسی العظیم آبادی ناظم التحفة الحنفیہ و مہتمم مدرسۃ الحنفیہ

الحمد لولیه والصلاة علی

اہلہا ہذا ہو عین التحقيق

وما سواہ باطل سحیق فقد

اصاب من اجاب و من انکر

فقد خسر و خاب بلا شک

و اریاب واللہ اعلم بالصدق

والصواب و عندہ حسن

الثواب والیہ المرجع والمآب

الزاجی رحمة ربہ الوہاب

خادم السنة و اهل السنة عبد الصديق محمد وحيد

الحنفی الفردوسی العظیم آبادی ناظم التحفة الحنفیہ و مہتمم مدرسۃ الحنفیہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالواحد قادری پٹنوی

بسم اللہ حامداً و مصلیاً

اما بعد! رفع طاعون و وبا کے لئے قنوت جائز ہے کیوں کہ بحر الرائق و فتح القدر
ورد المختار و غیرہ کتب معتمد علیہا میں مطلقاً نازلہ کے وقت قنوت کو مشروع لکھا ہے کسی
خاص فتنہ و مصیبت کی قید نہیں پس طاعون بھی اس میں داخل ہے چنانچہ صاحب الاشباہ
و النظائر نے اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ طاعون سخت ترین مصائب ہے انتہی پس
زید کا رفع طاعون و وباء کے لئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا اس کے کمال علم
دیانت پر یایوں سمجھئے کہ جہالت و سفاہت و بددیانتی پر دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو
توفیق توبہ نصوح عطا فرمائے آمین!

کتبہ ابو الاصفیاء محمد عبدالواحد قادری مجددی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نبی بخش عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی ہم تعریف کرتے ہیں اللہ کی اور اسی

سے مدد چاہتے ہیں اور ہم درود و سلام

بھیجتے ہیں اس کے رسول خاتم النبیین

پر اور ان کے تمام آل و اصحاب پر

اما بعد! بے شک نماز فجر میں قنوت

نحمد اللہ وہ نستعین و

نصلی علی رسولہ خاتم

النبیین و علی آلہ اصحابہ

اجمعین اما بعد! فان القنوت

فی صلاة الفجر لرفع الطاعون

جائز کماحقہ الفاضل
البریلوی قللہ درہ حیث
حق الحق و ابطال الباطل
واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع و المآب۔
جائز ہے رفع طاعون کے لئے جیسا کہ
مجیب فاضل بریلوی نے ثابت فرمایا تو
اللہ ہی کے پاس اس کا ثواب ہے جس نے
حق کو حق اور باطل کو باطل کیا اور درست
اللہ ہی زیادہ جانتا ہے وہی مرجع و مآب ہے

کتبہ ابو طاهر نبی بخش بہاری عفا عنہ الباری
تقریظ و قطعہ تاریخ طبع اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال
از نتائج طبع: ادیب اہلسنت حضرت علامہ محمد ضیا الدین صاحب
حمد بکراں اس باغبان گلزار کائنات کو سزاوار جس نے اشجار گونا گوں اثمار
بو قلمون کو استار مسطورہ سے نکال کر اظہار فرمایا اور تماشا اپنی نیرنگی قدرت و بے رنگی بے
چونی خالقیت کا دکھایا اور ہزاراں ہزار گلہائے شکر اس صانع حقیقی کی ذات ستجیع جمیع
صفات پر نثار کہ انسان ضعیف البیان کو خلعت ”ولقد کرمنا بنی آدم“ پہنایا اور تمام
مخلوقات سے معظم بنایا اور نفحات دُرودنا معدود اس سید المرسلین خاتم النبیین کے نذر جو
پیدائش گلستان عالم کا باعث بنا اور سرتاج بنی آدم ٹھہرا۔

اسرار مکنون پروردگار کارازدار امور ماکان و مایکون پر خبردار خزانہ ارزاق تحت
اختیار بلکہ کل اشیاء کا مختار، مالک حوض کوثر شافع یوم محشر غرض کہ وہ ایسا بشر کہ بشر اس کی
درک نہ مابیت میں ششدر۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی اللہ درود و سلام بھیجے حضور ﷺ پر

اور ان کے آل کرام اور اصحاب

عظام پر اور ان پر جنھوں نے احسان

کے ساتھ ائمہ مجتہدین باذلیلین کی

پیروی کی اور ان پر جنھوں نے آیت

اور سنت سید المرسلین سے احکام

کے استنباط میں کوشش کی خاص کر

امام الائمہ سراج الائمۃ امام اعظم

ہمام اقدم الانحام ابو حنیفہ تابعین کے

سردار پر۔ (فاروقی)

فصلی اللہ علیہ وعلی الہ

المکرمین و صحبہ المعظمین

وعلی من تبعہم باحسان

من الائمة المجتہدین الباذلین

وسعہم فی استنباط الاحکام

من الآیۃ وسنة سید المرسلین

سیما علی امام الائمة سراج

الامة الامام الاعظم و

الہمام الاقدم الانحام ابی

حنفیۃ سید التابعین۔

اما بعد! خاتمہ دلفگار و نالہ کنناں صفحہ قرطاس پر اشک خونی ریزاں کہ اسلام کی

شگفتہ کلی مرجھا گئی پڑ مردگی چھا گئی، باد سموم لا مذہبی اپنا پورا اثر دکھا گئی، آتش بد دینی

دینداری کی سرسبزی و شادابی کو جلا گئی، اب اسلام برائے نام باقی فرق باطلہ نے بیخ کنی

شریعت ٹھانی، کوئی اس کے بھیس میں دنیا کماتا رہا سہانا نام مٹاتا کوئی دام جہل مرکب

میں پھنسا اس سے ہاتھ دھویا کسی پر خباثت باطنی خواہش نفسانی غالب آئی، اپنی نشست

علیحدہ بنائی، کسی نے صلحاء و ابرار خاصانِ کردگار بلکہ اخص الخواص محبوب پروردگار شفیع روز شمار سے دشمنی پیدا کی، اپنی عاقبت بگاڑی سنت کی توہین کو دین و آئین قرار دیا جماعت اہلسنت سے بغض پیدا کیا، جہالت و بددینی کا بھوت سر پر چڑھا، ہماری عقل سلیم نے پرواز کیا نور ایمان نے جواب دیا لباس اسلام اتار کر پھینکا شتر بے مہار کے طرح جو جی میں آیا کیا، آزادانہ جو چاہا بکا:

خَذَلْنَاهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ
یعنی اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت
میں رسوا کرے۔ (فاروقی)

چنانچہ دمنی صاحب کو از سر نو جوش پیدا ہوا، باسی کڑھی میں اُبال آیا، چھ ورق ایک رسالہ مسمیٰ بہ ”ضروری سوال“ لکھ مارا، اچھا خاصا بھانمتی کا تھیلا ہر ورق میں ایک نیا تماشا کسی ورق میں قنوت طاعون کی ممانعت کسی میں اس کے پڑھنے کی اجازت کسی میں محبوبانِ الہی علمائے ربانی کی شانِ عالی میں گستاخی کسی میں اپنی وہابیت کھولی سابق کی توبہ توڑی کسی میں عوام کو فریب دیا، چالاکی سے کام لیا، رسالہ کیا لکھا گویا مجموعہ جہالات گلدستہ مزخرفات بنایا، ان لوگوں نے اپنی قوت بھر شمع اسلام کے گل کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

اگر شہسوارانِ سنت نگہبانانِ بوستانِ شریعت کی چند متبرک صورتیں نہ پڑتیں تو نہ معلوم دشمنانِ دین متین کی کس قدر ہمتیں بڑھتیں آخر ایک شیر بیشہ شریعت، عالم اہل سنت حاجی بدعت اٹھ کھڑا ہوا، جملہ روباہ بازیوں کو آن کی آن میں نیست و نابود کر دیا حالات اندرونی و بیرونی کو آشکارا کیا، یعنی ”ضروری سوال“ کا جواب لا جواب سراپا

صدق و صواب مسمی باسم تاریخی "اجتناب العمال عن فتاوی الجہال"
اس خوبی سے تحریر فرمایا کہ مخالفین نے بھی نعرہ مرحبا بلند کیا، حسن لیاقت کی کامل داد دی،
تحقیق انیق کی بہت کچھ تعریف کی۔

اے قادر تو انا حضرت مجیب لبیب مولانا مولوی محمد حامد رضا خان صاحب کو
دارین میں جزائے خیر عنایت فرما جنہوں نے حمایت شریعت اعانت اہل سنت و جماعت
فرما کے بہت سے سنیوں کو ورطہ گمراہی سے نکالا۔

قطعہ تارخ

کہاں ہے وہ نجدی فرخندہ خو ☆ کہ اسال جاگے ہیں جس کے نصیب
بچھایا تھا عرصے سے دام فریب ☆ کہ لوگوں کو پھانے بنا کر حبیب
دوورقی رسالہ بھی اک لکھ دیا ☆ جہالات اس میں بھر وہ عجیب
کہ اطفال سن کر ہنسیں اور کہیں ☆ اسی ماڈے پر یہ بنا ہے ادیب
انھوں نے لکھا اس رسالے کا رد ☆ جو بیماری جہل کے ہیں طبیب
کھلی سب حقیقت ہوا راز فاش ☆ جسے شک ہو دیکھے جواب مجیب
وہ ایسا چھپا صاف اور بے نظیر ☆ ہیں تعریف کرتے فہیم و لبیب
ضیاء کو ہوئی فکر تارخ کی ☆ خرد نے کہا سن لے میرے حبیب
تجھے فکر کیوں ہے یہ مشہور ہے ☆ لکھا ہے یہ اچھا جواب غریب

فتاویٰ حامد پ

کتاب

السیوع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص دھان اس طرح فروخت کرتا ہے کہ اگر نقد روپیہ ہو تو بازار کے بھاؤ
یعنی ۱۶/۱۰ سیر کے اور اگر قرض ہو تو ۱۰/۱۰ سیر کے، آیا اس قسم کی بیع جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب:-) اگر نفس عقد میں شرط لگائی کہ نقداً اتنے اور نسیئاً اتنے کو تو فاسد ہے
کہ بیع ہرگز ایسی جہالت ثمن کا تحمل نہیں کر سکتی۔

فی الخلاصة:

”رجل باع شيئاً على انه بالنقد بكذا او بالنسيئة
بكذا لم يجز“ یعنی اگر کسی شخص نے اس طور پر بیع کی کہ
نقداً اتنے روپے میں اور ادھار اتنے روپے میں تو یہ بیع
جائز نہیں۔ (فاروقی)

ہاں اگر نفس عقد میں کوئی شرط نہ کی اور مشتری کو قرض لیتا دیکھ کر دبایا اور نقد
قیمت سے زائد کو بیع کیا تو اگرچہ بیع صحیح بلا کراہت ہوئی لیکن خلاف اولی ہوئی۔
”ردالمحتار“ میں ذکر بیع ”غنیۃ“ میں زیر قول ”وہو مکروہ“ فتح سے نقل کیا:

”ان لم يعد (ای العین الی البائع) كما اذا باعه

التمديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف

الاولی اھ مختصراً“ یعنی بیع بائع کی طرف نہیں لوٹایا

جائے گا جیسے کہ جب مدیون نے اسے بازار میں
بیچا تو اس بیچ میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ خلاف
اولیٰ ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محمد المعروف بحامد رضا البریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

كان له الله تعالى بجاه حبيبته احمد المجتبی عليه التحية والثناء

الحظ الموفق

فتاویٰ حامد پ

کتاب

الحظرو الایبا ح

حضور پر نور مرشد برحق سیدی و مولائی حجۃ الاسلام شیخ الانام

مولانا مفتی الشاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ

دامت برکاتہم القدسیۃ و متع اللہ المسلمین بطول بقائہم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد اشتیاق آستانہ بوسی معروض، حضور والا اس وقت مسلم لیگ مسلمانان اہلسنت کے دین و ایمان کے لئے جس قدر تباہ کن و نیکن ثابت ہو رہی ہے، کسی سنی مسلمان پر مخفی نہیں، اس کے چاروں مقاصد اساسیہ مشتمل بر محرمات و ضلالت و بطالات بلکہ منجر بکفریات ہیں اس کے آل انڈیا لیڈران اپنی تقریروں میں کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ اہلسنت و وہابیہ و روافض کے تفرقے مٹا دو سب کو آپس میں ملا دو، صاف صاف پکار رہے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے سوالات کو اس وقت مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے سے افتراق و اختلاف پیدا ہوتا ہے لہذا ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کو دفن کر دینا چاہیے، مولویوں نے مذہب کی دوکانیں کھول رکھی ہیں، ہمیں اس وقت ان کا بائیکاٹ کر دینا چاہیے، خاکساروں سے بڑھ کر مرتدین و کفار اس زمانے میں اور کون ہوں گے جن پر حکیم الامتہ الوہابیہ اشرف علی تھانوی کو بھی فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔

مگر مسلم لیگ کے ذمہ دار لیڈران ان کفار خاکسار کو اسلام کا راز دار بتا رہے

ہیں کانگریس کے مقابلے میں خاکساروں کی حمایت و دسوزی کے مرثیے گا رہے ہیں

لیگی اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ عنایت اللہ خاں مشرقی نے ”تذکرہ“ میں قرآن پاک کے حقائق و معارف ظاہر کئے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسی حالت میں ہر ایک سنی مسلمان پر روشن ہے کہ مسلم لیگ اس وقت سنی مسلمانوں کے دین و مذہب کی کانگریس سے بھی زیادہ دشمن ہے۔

سنی علماء پر فرض ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ساتھ اس لیگ خبیث کا بھی واضح طور پر رد فرمائیں اور سنی مسلمانوں کو لیگ کے فتنہ عظمیٰ سے بچائیں مگر نہایت ادب کے ساتھ معافی مانگتے ہوئے خدمت اقدس میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں یہ خبر ملی ہے کہ سرکار والا تبار خاک بدہن بد مذہبوں کے ساتھ ساتھ لیگ پر رد فرمانے سے سکوت فرماتے ہیں، بلکہ جو لوگ مسلم لیگ پر رد کر رہے ہیں حضور والا ان پر ناراض ہیں بلکہ یہاں تک یہاں کہا جاتا ہے کہ حضور والا شرکت مسلم لیگ کو منحصر و ضرورت کے ماتحت لا کر معاذ اللہ سنی مسلمانوں کو اس کی رخصت شرعیہ دیتے ہیں ہم خدام بارگاہ رضوی کو بالخصوص مجھ سگ آستانہ رضویہ کو ظن غالب ہے اور جس مسند پاک پر سرکار جلوہ گر ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یقین کامل ہے کہ یقیناً یہ خبر جھوٹی ہوگی۔

لہذا عرض کرتا ہوں کہ اس الزام سے حضور والا اپنی ذات مقدس صفات کی تبریت بہت جلد تحریر فرمائیں اس تحریر منیر پر سرکار کے دستخط شریف اور مہر اقدس ضرور ثبت ہوں تاکہ ہم غلاموں کو اطمینان حاصل ہو اور جن لوگوں نے یہ خبر وحشت اثر دی

ہے ان کی زبان بند کی جاسکے، یہ عریضہ نیاز جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب قادری گورداسپوری زید مجدہم کی معرفت حاضر خدمت کرتا ہوں تاکہ وہ ایسے وقت جو حضور والا کی فرصت کا ہو خدمت اقدس میں پیش کریں اور حضور والا اس کا جو کچھ جواب عطا فرمائیں وہ میرے نام روانہ فرمائیں والسلام مع التَّحْمِيل والا کرام۔

حضور والا کا حلقہ بگوش حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی چلای عفی عنہ

رہنوی پ فیکٹری جام جو دھپور کاٹھیاواڑ شنبہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

مکرر عرض ہے کہ یہ عریضہ نیاز پہلے جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب کی معرفت بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت کیا تھا اب تک اس کے جواب سے مشرف نہ ہوا لہذا آج دوبارہ یہی عریضہ براہ راست خدمت اقدس میں حاضر کرتا ہوں والسلام مع التَّعْظِيم والا کرام۔

چهار شنبہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

((الجمہور)) برخوردار سعادت آثار حامی سنت عزیز طریقت سیٹھ عثمان عبداللہ

سلمہ المولیٰ تعالیٰ، آپ کا مسرت نامہ موصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی تمہاری خیرت معلوم ہو کر مسرت ہوئی، میں ضعیف و نحیف تمہیں معلوم ہے کہ ایک مدت مدیدہ تک علالت شدیدہ برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ نے حیات تازہ عطا فرمائی، میں اپنے دل و دماغ کی کمزوری کے باعث کوئی دماغی محنت کرنے کے نا قابل ہوں۔

میرے اوپر جو افتراءات و اتہامات اٹھائے جا رہے ہیں ان کی نسبت صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ”إِلَى اللَّهِ الْمُسْتَكِي“ یعنی اللہ ہی کی طرف شکوہ ہے مفتریوں کو یہ وعید قرآنی کافی ہے کہ:

إِنَّمَا يُفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ
جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان
نہیں رکھتے۔ (کنز الایمان)

میرے احباب کو ضرور ان افتراءات سے روحانی صدمہ قلبی اذیت پہنچی ہوگی اور قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَسَبُوا فَقَدْ
اِحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا یعنی اور جو ایمان والے مردوں اور
عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ
اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان)

ان باتوں سے جو آپ نے مجھ کو لکھیں مجھے سخت اذیت اور روحی صدمہ پہنچا۔
حدیث میں ہے:

”مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى“ یعنی جس نے کسی مسلمان کو
اذیت دی بے شک اس نے مجھے اذیت دی۔ (فاروقی)

میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ مراسلہ آپ کا مراسلہ نہیں ہے
 کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری مگر ☆ اور ہی کوئی ہے اس پردہ زنگاری میں
 خیر وہ کوئی بھی ہوا ہے ایک یہ حدیث پہنچا دیجئے:

”مَدْعُونَ مِنْ ضَارٍّ مَوِّمًا وَمَكْرًا جَوْمُ الْمُسْلِمَانِ كَوْمَضْرَتٍ پَهْنِجَائِے
 یا اس کے ساتھ مکاری کرے تا جدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے
 وہ ملعون ہے۔ رواہ الترمذی عن ابی بکر الصدیق (رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ) وقال هذا حدیث غریب“

دوسری حدیث میں ہے:

”مَنْ ضَارَّ مَوِّمًا ضَارَّ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ
 یعنی جس نے مسلمان کو مضرت پہنچائی یا پھوٹ ڈالی وہ ملعون
 ہے اللہ اسے مضرت دے گا“

قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا یعنی بے شک
 جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی
 لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت

کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

عزیزم! حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد سنا کہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا پہنچائی ارشاد قرآنی سنا کہ جو لوگ ایمان والے مردوں، عورتوں کو اذیت دیتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل کو ایذا دیتے ہیں انہوں نے اپنے سر لیا کھلا بہتان اور اس ارشاد ربانی میں صاف صاف ارشاد ہوا کہ:

”إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا“ یعنی بے شک

جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی

لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت کا

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

یہ سارے کرتوت اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے اور امام اہلسنت حضور پر نور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے قلب انور کو ان کے مزار اطہر میں اذیت پہنچانے والے ہیں وہ یقیناً اللہ کے سچے محبوب عاشق رسول سچے نائب غوث الوریٰ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وعلیٰ ابنہ الکریم وبارک وسلم تھے اور بحمدہ تعالیٰ انہوں نے مجھے اپنا سچا جانشین کیا اور میں نے مولانا عبد الباری لکھنوی کے ساتھ انھیں کی روش برتی جبکہ وہ لکھنؤ کے ریلوے

اسٹیشن پر میرے استقبال کے لئے آئے تھے اور ان کے ہمراہ لکھنؤ کے بڑے بڑے جاگیردار اور روسا و علماء سینکڑوں کی تعداد میں تھے میری گاڑی کے آنے پر میرے سیکنڈ کلاس کے ڈبے کے پاس بسرعت آئے اور جب میں اتر انہوں نے سلام کیا میں نے جواب نہ دیا انہوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھ مصافحہ کو نہ دیا میں ویٹنگ روم کی طرف بڑھا وہ میرے پیچھے پیچھے آئے اور دیر تک میری شرکت کے لئے اصرار کرتے رہے میں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک میرے اور آپ کے درمیان مذہبی صفائی نہ ہو جائے میں آپ سے نہیں مل سکتا نہ آپ کے جلسے میں شرکت کروں نہ آپ سے میل جول رکھوں اور بحمدہ تعالیٰ میری اس روش سے انہیں متاثر ہونا پڑا اور انہوں نے صدرالافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے بالمشافہ توبہ نامہ تحریر فرمایا اس کے بعد میں ان سے ملا۔

عزیزی مولوی حشمت علی صاحب اس کے شاید ہیں عزیزم پھر مجھ پر یہ افتراء کہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول اتحاد و ارتباط روا رکھتا ہوں، کہاں تک قابل یقین ہو سکتا ہے؟ میں ہرگز ہرگز مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوا تھا واللہ علی ما اقول وکیل۔

بلاشبہ بحالت موجودہ لیگ قابل اصلاح ہے، اس میں بہت سی شرعی خامیاں ہیں، میں نے ہرگز آج تک کسی سے اس کی شرکت کو نہ کہا و کفی باللہ شہید اہاں

بعض اوقات جب مجھ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو میں نے اس کے شرعی نقائص پر روشنی ڈالی، ہاں اتنا ضرور کہ جو سنی رضوی اس میں کسی غرض شرعی یا محض ناواقفی سے اس میں شریک ہو گئے ہیں ان کی نسبت میں کوئی سخت حکم نہیں لگاتا اور یہ شرعی نقطہ نظر سے کہتا ہوں اس کے لئے میرے ذہن میں دلائل ہیں، اس سے مجھے لیگ کی حمایت مقصود نہیں بلکہ اپنے سنی رضوی بھائیوں کو تکفیر و تصلیل و تفسیق سے بچانا مقصود ہے، میرے سامنے حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روش ہے، مدرسہ (منظر اسلام) بحیثیت تبلیغ دین اور جماعت (رضائے مصطفیٰ) بحیثیت تبلیغ عقائد اہلسنت بفضلہ تعالیٰ اسی روش اور اسوۂ حسنہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیں۔

حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مولوی عبدالباری صاحب کی دعوت پر اس جلسے میں بھیجا تھا جس کے دعوت نامے میں مولانا عبدالباری صاحب وغیرہ علمائے فرنگی محل کے ساتھ مجتہدین روافض کے بھی نام تھے اور یہ وہ وقت ہے جب مانٹی گو وزیر ہند ہندوستان آیا تھا اور سیلف گورنمنٹ کا ہندوستان میں ایک شور غوغا مچا ہوا تھا، مولانا عبدالباری صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس وقت اگر ہماری آواز کوئی وزن نہ رکھے گی تو دیوبندی تمام مسلمانوں کے نمائندے بن کر اہل سنت کو مضرت پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے۔

میرے ہمراہ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری صدر دارالعلوم اور

جناب مولانا مولوی رحمہ الہی صاحب اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب خلفائے اعلیٰ حضرت بھی تھے اور ہمیں اس جلسے میں جانا پڑا تھا جس میں روافض و وہابیہ وغیرہ بھی شریک تھے تو کیا تحفظ حقوق کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیں اجازت شرکت دینا عیاذ باللہ تعالیٰ گمراہی و فسق کہا جاسکتا ہے اور کیا ہم سب شریک ہونے والے کسی گمراہی و فسق کے مرتکب ہوئے تھے؟ حاشا!

”الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات ولکل امری مانوی یعنی امور اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہوتے ہیں اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی“ (فاروقی)

عزیزم ان افتراءات کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ میں نے اس مسئلہ کے متعلق محض بطور افہام و تفہیم تبادلہ خیالات کرنا چاہا تھا میں اہل سنت میں تفریق اور رضویوں پر فتویٰ تضلیل و تفسیق پر گزیر نہیں کروں گا، میرے نزدیک جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے حلقہ بگوش ہیں وہ اگر کسی غرض شرعی سے شریک ہو گئے ہیں تو ان پر میری فقہی نظر میں کوئی شرعی الزام نہیں ہاں جن کے عقائد فاسد ہوں جیسے عقائد رکھتے ہوں ویسے ہی حکم تکفیر یا تضلیل یا تفسیق کے مستحق ہوں گے۔

عزیزم میں نے تو اس بلائے عظیم کو دیکھتے ہوئے چاہا تھا کہ اہل سنت کی تشکیل

ہو جائے اور علمائے کرام ایک تنظیم کے تحت اپنی وہ آواز حق بلند کریں جو حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز تھی یعنی کفار و مشرکین سے موالات حرام ہونا اور یہ آواز حضور پر نور ہی کی آواز نہیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائے برحق ہے۔

ہماری آواز پر اہلسنت لبیک کہیں گے اور ہماری منظم جماعت کی آواز ملک و قوم میں اپنے سر کے کانوں ہی تک نہیں دلوں کی گہرائیوں میں اثر کرے گی، مسلمان لیگ وغیرہ کی رو میں نہ بہیں گے بلکہ ہمارے ساتھ ہم آواز ہوں گے اس طرح ہم لیگ کے شریک نہ سمجھے جائیں گے بلکہ لیگ ہماری آواز اٹھانے والی ہوگی، اس ”منظم جماعت علماء“ کی ہدایات لیگ اور تمام ادارات اسلامیہ کو مذہباً ماننا پڑیں گی، مسلمان ان مفاسد شرعیہ سے محفوظ ہو جائیں گے جن کا خطرہ اب محسوس کیا جاتا ہے۔

عرس سراپا قدس امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو اکابر علمائے اہل سنت تشریف لائے تھے میں نے ان سب کو جمع کر کے اس تنظیم کی تحریک کی تھی مگر شوئی قسمت سے بعض حضرات کو ایک آنکھ نہ بھائی، مجلس مشاورت سے انھوں نے اس تفریق کو نظر استحسان سے دیکھا۔

پیارے عثمان! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے جو یہ راہ عمل نکالی تھی اس میں کوئی شرعی نقص تھا؟ یا کوئی کفر و گمراہی کا راستہ تھا جس کی یوں تخریب روارکھی گئی؟ مجھے اس کی

ان صاحبوں سے ضرور شکایت ہوئی اور ہے جب یہ سب بنایا کھیل بگاڑ دیا تو مجبوراً میں اور دوسرے صاحبان بھی اٹھ کر چلے آئے، زمانہ شناسی اگر ہوتی تو اس وقت دیوبندیوں پر بری بنی تھی جگہ جگہ انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا تھا، مسلمان ان سے متنفر ہو رہے تھے اگر یہ ”تنظیم علمائے اہلسنت“ ہو جاتی تو ہماری آواز نہ صرف کانگریس کے لئے زلزلہ افگن ہوتی بلکہ احرار ”جمیۃ العلماء“ دہلی اور تمام کانگریسی دیوبندی مولوی سب سے مسلمان جدا ہو کر اہلسنت کے ساتھ ہوتے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز حق بلند کرتے ان کی سچی غلامی کا دم بھرتے میں ضرور اس کی ضرورت محسوس کرتا تھا اور اس وقت جو مہلکے کی حالت مسلمانوں کے لئے ہے وہ کھلی آنکھوں کے سامنے ہے، مشرکین ہمارے دین اور مساجد کی توہین کر رہے ہیں، قربانی گاؤں اور اذان جیسے شعار دین بند کئے جا رہے ہیں، مسلمانوں کی جان و مال و عزت و آبرو سخت خطرے میں ہے، اسلام کے نام ایوا محض اس جرم پر کہ ”مسلمان“ ہیں ذبح کئے جا رہے ہیں، کیا اب بھی ضرورت شرعی کا تحقق نہیں ہوتا؟

حضرت سید محمد میاں صاحب نے مارہرہ شریف میں خود اس کا اعتراف کیا کہ حالت مجسمہ ہے، میں نے اس مسئلہ میں تنقیح کے متعلق بحث و تمحیص کے طور پر تقریر کی تھی، اس سے میری غرض کسی کی موافقت یا مخالفت برگز نہ تھی، میری اس تقریر کی بنا پر اتہامات و افتراءات کئے جا رہے ہیں، میں اب بھی یہ کہنے کو تیار ہوں کہ ضرورت شرعیہ

کے وقت بہت سے محظورات مباح ہو جاتے ہیں بلکہ محرمات قطعہ حتی کہ کفر بھی زبان پر لانا حلال و روا ہو جاتا ہے۔

خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ یعنی اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو ناچار ہونہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ہے (کنز الایمان)

”تفسیرات احمدیہ“ میں حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

”ثم هذه المحرمات انما حرم اكلها اذ كان في حالة الاختيار واما في حالة الاضطرار فحكمها الرخصة عني ما صرح به في قوله تعالى فمن اضطر الاية، يعني فمن اضطر من جوع او شرب بحيث يخاف تلف نفسه“ یعنی ان محرمات کا کھانا اس صورت میں حرام ہے

جبکہ حالت اختیار میں ہو اور اگر حالت اضطرار ہو تو حکم رخصت
 ہے جیسا کہ اللہ کے اس قول ”فمن اضطر الاية“
 سے مصرح ہے یعنی اس قدر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہو کہ
 جان پر بن آئی ہو۔ (فاروقی)

اس آیت کریمہ میں تحریم میتہ و دم مسفوح و گوشت خنزیر اور جو چیز کہ غیر خدا کے
 نام پر ذبح کی گئی ہو بنص قطعی بیان فرمائی گئی پھر ارشاد فرمایا گیا کہ یہ حرمت حالت
 اختیار میں ہے مگر حالت اضطرار میں ان کا استعمال بقدر ضرورت روا ہے یعنی سخت
 بھوک یا پیاس کے وقت جبکہ اندیشہ ہلاکت ہو تو جان بچانے کیلئے بقدر سدر متی حیات
 سورا مردار یا ایسی چیز جس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا گیا ہو کھانے کی رخصت
 ہے، ہمارے اکثر ائمہ کرام کا مناسب مذہب مہذب یہی ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ
 رہی حتیٰ کہ اگر صبر کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مر گیا۔

اسی ”تفسیرات احمدیہ“ میں ارشاد فرمایا:

”وذهب اکثر اصحابنا الى انه ير تفع الحرمة اصلاً حتى
 لو صبر و مات يموت آثماً“ یعنی ہمارے اکثر ائمہ کرام کا
 مذہب یہ ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ رہی یہاں تک کہ اگر وہ
 اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مرا۔ (فاروقی)

ہمارے یہ حضرات ائمہ کرام قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال فرماتے ہیں:

”وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرُّرْتُمْ
إِلَيْهِ“ یعنی وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر
جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔ (کنز الایمان)

اور جو کلام مقید باستثناء ہوتا ہے وہ صادر امر مستثنیٰ سے تعبیر ہوتا ہے تو ثبوت حرمت
صرف حالت اختیار میں ہوا اور قبل تحریم اباحت تھی تو حالت اضطرار میں وہ بحالہا باقی
رہی اور حرمت مرتفع ہو گئی کما افید فی التفسیر المذکور۔
یہ تو ارتکاب محرمات قطعیہ کا جواز وقت ضرورت صحیحہ شرعیہ تھا جس کا ثبوت میں
نے قرآن کریم سے دے دیا میں نے کہا تھا کہ اجرائے کلمہ کفر کی بھی ایسی حالت میں
اجازت ہے، اسے بھی قرآن کریم ہی سے سن لیجئے۔
قال تعالیٰ:

”مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ
مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ“ یعنی جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ بعد
ایمان لانے کے مگر وہ کہ مجبور کیا گیا حالانکہ قلب اس کا
ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب کفار قریش نے ضعفائے مسلمین مثل حضرت بلال و خباب و عمار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر قابو پالیا تو ان کو باکراہ و اجبار ارتداد و کفر پر مجبور کیا حتیٰ کہ والدین حضرت عمار نے شہادت قبول فرمائی اور ایمان پر ثابت قدم رہے، کفار کے اکراہ کا کچھ اثر نہ لیا مگر حضرت عمار چونکہ ضعیف و نحیف تھے اور کوئی منفر کی صورت نہ تھی تو انہوں نے اپنی زبان پر کلمہ کفر کا اجرا فرمایا مگر ان کا قلب مبارک ایمان کی تسلی و سکون سے مملو تھا، یہ بات حضور تاجدار دو عالم ﷺ تک پہنچائی گئی اور کہا گیا کہ معاذ اللہ عمار کا فرہو گئے، تو ارشاد فرمایا:

”کَلَّا اِنْ عَمَّارِ اٰمَنَیْ اٰیْمَانَا مِنْ قَرْنِهٖ اِلٰی قَدَمِهٖ وَ اِخْتَلَطَ

اِلَیْمَانٍ بِسَحْمِهٖ وَ دَمِهٖ ۚ یَعْنٰی عَمَّارٌ سَرَّ سَیِّئًا تَحْتَ نُوْرِ اٰیْمَانٍ

سے پڑے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں مخلوط ہے“

اس کے بعد حضرت عمار روتے ہوئے حاضر ہوئے تو رحمت عالم ﷺ نے ان کا خون پونچھا اور ان کی چشمان مبارک اپنے ملبوس اقدس سے صاف فرمائیں اور ان سے ارشاد کیا کہ:

”یَا عَمَّارُ کَیْفَ وَ جَدْتَ قَنْبَکَ حَیْنَ اَکْرَهْتَ اَنْ اَکْرَهْتَ

جَبْ تَمَّ مَجْبُورٌ کَیْفَ تَمَّ تَمَّ نَیْ اَیْنِ قَلْبٍ کُوْیْسًا یَا یَا؟“

تو عرض کیا کہ مطمئن بالا ایمان، ارشاد فرمایا کہ:

”ان عادوا لك فعدلهم“ اگر پھر تمہارے ساتھ کریں تو تم

ان کے ساتھ ایسا ہی کرو، یعنی پھر تم سے بالا کراہ کلمہ کفر

کہاؤ تمیں تو تم باطمینان قلب کہہ لو

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی، یہاں بھی ”الامن اکروہ“ استثناء متصل ہے یعنی:

”من اکروہ عسی اجراء کلمۃ الکفر عسی نسبائہ و کان قبہ

مطمئن بالصدق فانہ لیس بکاذب او مفتر او مغضوب“

یعنی جو اپنی زبان پر اجراء کلمہ کفر کے لئے مجبور کیا جائے

اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو تو نہ وہ جھوٹا ہے نہ

مفتری نہ مغضوب۔ (فاروقی)

ہاں یہاں صرف رخصت ہے، عزیمت یہی ہے کہ صبر کرے اور اجراء کلمہ

کفر زبان پر نہ کرے یہاں تک کہ قتل کیا جائے اور شہید مرے۔

علامہ مرغینانی صاحب ”ہدایہ“ نے ”کتاب الاکراہ“ میں فرمایا اگر اللہ کے

ساتھ کفر یا سب نبی پر مجبور کیا جائے اور اسے اپنی جان یا کسی عضو کے کٹ جانے کا

خوف ہو تو اسے جائز ہے کہ جس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے اسے ظاہر کرے اور اپنے دل

میں ایمان کو مخفی رکھے لحدیث عمار المذکور۔

کفار نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر تم اسلام سے منحرف

ہو جاؤ تو ہم تمہاری جاں بخشی کر دیں گے تو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
خدا کی قسم اگر تمام دنیا کی دولت میرے قدموں میں ڈال دی جائے تو بھی میں اسلام
سے روگردانی نہ کروں گا، یہاں تک کہ سولی دے گئے، حضور سرور کوئین ﷺ نے ”سید
الشہداء“ کا خطاب عطا فرمایا اور ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد ہوا:

”ہو رفیقی فی الجنة“ (یعنی وہ جنت میں میرے
ساتھی ہیں۔ (فاروقی)

فقہائے کرام کے اقوال مبارکہ اس بارحے میں بیش از بیش ہیں انہوں نے ضرور
خود ایک اصل شرعی وضع فرمائی اور ارشاد فرمایا:

”الضرورات تبیح المحظورات“ یعنی ضرورات شرعیہ
سے ممنوعات شرعیہ مباح ہو جاتے ہیں۔ (فاروقی)
اور حدیث ”صحیح مسلم“ میں فرمایا:

”من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما یعنی جو شخص دو
بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو وہ ان میں سے آسان کو
اختیار کرے“

فقط۔ فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

از آستانہ رضویہ عالیہ قدسیہ محلہ سوداگران بریلی شریف

بملاحظہ حامی سنت جناب بابا اعلیٰ صاحب سلمہ المولیٰ تعالیٰ.....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اور اس بنا پر میں نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی جو لوگ اس میں خالص سنی رضوی شریک ہو گئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطہ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنی تظلیل و تفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر و مرتد و مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداً بسلام کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتداً بسلام اور بلا وجہ شرعی مخالفت حرام، ان کے لئے افعال تعظیمی بالفاظ تعظیمی کا بھی حکم فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دیدیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد

فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انہیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطہ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دارالعلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفیٰ کو لگی کہے وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر و تقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع
من آنچه شرط بلاغ ست با تو میگویم تو خواہ از خشم پند گیر و خواہ ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آسانہ، رضویہ بریلی شریف

سوال آمدہ ۲۱/ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ متعلق مسلم لیگ

(الجواب :- ملاحظہ حانی سنت ماحی بدعت مکرمی حاجی ابو بکر حاجی احمد صاحب

سکریٹری انجمن تبلیغ صداقت بمبئی سلمہ المولیٰ تعالیٰ۔

بعد تحیہ مسنونہ و ادعیہ خلوص مشحونہ، آپ کا کر منامہ وصول ہوا ہر سہ رسائل

مذکورہ ”مسلم لیگ کی از رین بخیرہ دری، واحکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ“ اور ”الجوابات

السنية على زهاء السوالات البكية... مجھے ملے تھے مگر بعض دوسرے صاحب ان کو دیکھنے کی غرض سے مستعار لے گئے تھے انہیں آج تک نہ دیکھ سکا اس لئے ان کے متعلق اب تک کوئی اظہار خیال نہ کر سکا۔

میری حالت سے آپ غالباً آگاہ نہیں میں نہایت سخت غلیل تھا سات آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا حیات مستعار کی قطعاً امید باقی نہ تھی زندگی سے دور موت سے قریب تھا ابھی تک پوری صحت کافی قوت حاصل نہ ہوئی تھی کہ اس اثناء میں میرے گھر میں سخت علالت ہوئی اور وہ جانبر نہ ہو سکیں نیز میری علالت ہی میں میری ایک جوان بھتیجی اور میری ایک نواسی انتقال کر گئی پھر میرے عم محترم مولانا محمد رضا خان صاحب نے انتقال کیا اس بنا پر ہجوم افکار اور اس کے ساتھ کثرت کار نے مجھے بیکار کر رکھا، پھر ابھی تک بوجہ ضعف و نقاہت پیرانہ سالی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کوئی دماغی محنت کا کام کرنے سے معذور ہوں، ذرا دیر کتاب دیکھنے سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، یہ وجوہ ہیں کہ میں ضروری سے ضروری مراسلات کے جوابات نہیں دے سکتا اور تعویق و تاخیر پیش آ جاتی ہے۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ اچھا نہیں سمجھتا اس میں ضرور شرعی مفاسد ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے، میں نے اس کی اصلاح کو محسوس کیا تھا کہ علماء اہلسنت اس کی طرف متوجہ ہوں اور عوام جو سیلاب کی طرح بد مذہبوں، مرتدوں کے پنجوں میں پھنس

رہے ہیں اس سے محفوظ رہیں۔

کانگریس کی شاہی مسلمانوں کے۔ لے پیام موت تھی اس کا مجھے قلق تھا مگر علمائے اہل سنت کی طرف سے کوئی متفقہ آواز اس کے خلاف میں نہ اٹھی یہ کام کا وقت تھا کانگریسی مولوی اور دیوبندی اس وقت نہایت سخت ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گر رہے تھے، ان کی کانگریس میں شرکت مسلمانوں کو ان سے نفور کر رہی تھی، جگہ جگہ ان پر لوگ حملہ آور ہوئے، داڑھیاں پکڑ پکڑ کر کفش کاوی کرتے۔

مگر افسوس ہمارے علماء کا جمود نہ ٹوٹا ان کی کوئی آواز مسلمانوں کے کان تک نہ پہنچی، کوئی صاحب اسلامی جھنڈا لے کر نہ اٹھے کہ تمام سنی اس کے نیچے جوق در جوق آجاتے اور ہماری ملک میں ایک آواز گونج جاتی، کفار و مشرکین گمراہ بد دین جماعتوں کے مقابل خالص اہل بہت کا ایک محاذ قائم ہو جاتا، جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف سے خبیث کانگریس کی شرکت کی حرمت پر ایک نہایت مدلل فتویٰ قرآن کریم کے براہین کے ساتھ شائع ہوا حسین احمد وغیرہ تمام دیوبندی مولویوں کو میں نے بھی چیلنج دیا تھا کہ اس کی شرکت کا جواز ثابت کریں اور جن آیات قرآنیہ سے اس کی حرمت کا ثبوت دیا گیا ہے ان کا جواب دیں، کانگریس کے مظالم اس قابل نہیں کہ مسلمان بھول سکیں، افسوس۔ افسوس کہ ہمارے علمائے اہل سنت و زعمائے ملت و اُمنائے سنت شریعت سوتے ہی رہے، اور وقت ضائع کر دیا۔

میں نے عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تنظیم اہل سنت کے لئے بہت سے اکابر علماء کو جمع کر کے چاہا تھا کہ ہماری ایک متفقہ آواز ملک سے مسلمانوں کی حمایت کے لئے اٹھے، اور مسلمان ہمارے علماء کی آواز پر لبیک کہیں، اور بیدینوں کے پنچے سے اس طرح انہیں نجات ملے اور اغیار کی قیادت سے نکل کر علمائے اہل سنت کی قیادت میں ہم اپنا کام کریں مگر اس کی تخریب کر دی گئی جس کے محتر ب ہمارے ہی بعض افراد تھے، یہ ہماری غایت درجہ کی عاقبت نا اندیشی اور زمانہ ناشناسی تھی۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اور اس بناء پر میں نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی جو لوگ اس میں خالص سنی رضوی شریک ہو گئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطہ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنی تفصیل و تفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر و مرتد و مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداءً بسلام کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتداءً اسلام اور بلا وجہ شرعی مخالفت حرام، ان کے لئے افعال تعظیسی بالفاظ تعظیسی کا بھی یہی حکم فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انھیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطہ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دارالعلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفیٰ کو لگی کہے وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر و تقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع

من آنچه شرط بلاغ است باتو میگویم

تو خواه از خشم پند گیر و خواه ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم آستانہ رضویہ و گدائے سجادہ عالیہ بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱)..... مذہبی نقطہ نظر سے پارلیمنٹری بورڈ کیسا ہے؟ اور اس کی شرکت اور اعانت

و حمایت کا کیا حکم ہے؟

(۲)..... اگر کسی عالم سے کوئی مذہبی سوال ہو تو اس کا کسی کی رورعایت سے جواب

نہ دینا کیسا ہے بینوا و توجروا۔

(الجواب:- گاندھی گردی کی نامبارک مردہ تحریکوں کے اواگون کی جون

خلافت کمیٹی تھی اس کی ٹکٹی نکل جانے پر دوسری جون یونٹی بورڈ بدلی، اب اسی نے

تیسری جون مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے جنم لیا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی می پوش

من انداز قدرت رامی شناسم

بالشبہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کانگریس کا طفل نوزائیدہ ہے، اس کے ارباب

بست و کشادہ ہی ہیں جو خلافت میٹی کے تھے، ان کی اسلام فروشیاں، کفر نوازیوں کے

کارنامے تحقیقات قادریہ وغیرہ مسائل اہل سنت میں مفصل درج ہیں کس نے نہ

دیکھا کہ بریلی میں جو پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ ہوا اس میں چوٹی کے وہابیہ دیوبندیہ

خدا لہم اللہ تعالیٰ ہی پھرے ہوئے تھے وہی اس کے گل سرسبد و اہل حل و عقد تھے جو

جماعت اللہ و رسول کو کالیاں دینے والوں کی جماعت ہو اللہ و رسول اس سے بیزار و بری

ہیں (جل جلالہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) وہ ہرگز مسلمان کی جماعت کہلانے کا حق نہیں رکھتی اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے جو احکام قرآن و حدیث کے دلائل و براہین کی روشنی میں خلاف کمیٹی کے متعلق دیئے تھے وہی پارلیمنٹری بورڈ کے متعلق ہیں۔

کیا عزیزان اہل سنت ان سے نابلد ہیں؟ کیا وہ ارشادات عالیہ فراموش کر دینے کے قابل ہیں؟ فقیر اپنے زاویہ نگاہ سے پارلیمنٹری بورڈ کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے ساتھ تعاون و شرکت عمل، اس کی حمایت و اعانت کو مذہبی نقطہ نظر سے ناجائز و حرام جانتا ہے، الیکشن کی اہمیت ہرگز ناسخ احکام شریعت نہیں ہو سکتی۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتومی گویم

تو خواہ از خنم پند گیر و خواہ ملال

(۲)..... کسی مذہبی سوال کا بے عذر شرعی جواب نہ دینا گناہ ہے اس کے متعلق وعید

شدید آئی ہے حدیث میں ہے:

”من سئل عن علم فکتمہ الجہم بلجام النار یعنی جس

سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپایا تو اس کے

منہ پر آگ کی لگام چڑھائی جائے گی“

دوسری حدیث میں فرمایا:

”الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق سے خاموش

رہنے والا گونگا شیطان ہے“

مذہب میں رو رعایت مد اہنت حرام ہے قال تعالیٰ:

”وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيَدُ حُنُونٍ لَّيَعْنِيٰ وَه تَوَاسِ آرْزُو مِیں ہیں کہ

کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں“ (کنز الایمان)

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ

مسلمانے دیگر یک مسلمان معروف النسب رانا حق دشنامہائے ناسزا یعنی حرام

زادہ و بد طینت گفت وز نے محصنہ پاکیزہ را متہم بزنا کرد و استفتائے شریعت را ہم انکار

نماید یعنی چوں اور اعالمے گفت کہ برہنچیں قول تو بحسب شرع فتویٰ باشد گفت کہ ”من

چندیں استفتہائے شرع را حدث کردہ بر باد دادہ ام و نیز خواہم داؤ“ پس بحسب شرع

شریف و دین منیف چہ حکم دارد و مخالطت و مجالست با اور و ابا شد یا نہ بینوا تو جروا۔

(الجواب) :- سب و شتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است حرام قطعی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

سباب المسلم فسوق و دشنام دادن مسلمان را معصیت است

کبیرہ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن

ماجة و الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وی فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”سَابَ الْمُسْلِمَ كَالْمَشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ مُسْلِمٌ رَاثِنَام

دہندہ گویا در ہلاکت زئندہ رواہ الامام احمد و البزار عن

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند جید

نیز می فرماید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

”مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَانِي وَمَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى اللّٰه

کے کہ مسلمان را ایذا داد مابدولت را ایذا داد (سرت گروم و

قربانت شوم) و ہر کہ مابدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد

(عز جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رواہ الطبرانی فی الاوسط

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن

و اللہ تعالیٰ شانہ می فرماید:

”وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ“

وی فرید جل جلالہ:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا

وَالْآخِرَةُ وَاعْدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا لَا رَيْبَ كَسَانِيكَ اللَّهُ وَرَسُولُ الرَّ

ایذامی دهند خدای ایشان را لعنت کرده است در دنیا و آخرت

مہیا کرده است مرا ایشان را عذاب دردناک و خوارکننده

پس از فرمان حضور سرور دو جہاں علیہ التحیۃ و الثناء کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ

حاصل شد "مَنْ اَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ اَذَى اللّٰهَ" صغری کنیم و آیت کریمہ "ان الذین

یؤذون الایہ" را کبری پنداریم نتیجہ ہیچہ برمی خیزد کہ بر ناحق شاتم مسلم بلاہابی ریزد و

ہیچنہیں است حکم قذف محصنہ کی بے حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزایش ہستادورہ و

نامقبول شہادت ابدیت بر آن طرہ۔

پس در صورت مستفسرہ این کس ناکس فاسق ست و بر فسقش خود قرآن ناطق:

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُو

هُمْ ثَمْنِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَاصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ"

و آنچه نسبت فتاوی شرعیہ چہیں و چناں گفت و بصریح استخفاف گل دیگر شگفت از

اثم و فسوق بالا تاخت و سند آن کفر بر جام ایمانش انداخت بتوبہ و انابت پردازد و کلمہ

شہادت بصدق قلب بر زبان راند ورنہ عجب نے کہ شامت ایں کلمات کفر بسوئے خاتمہ

انجامد و بر ہمیں ارتداد جان از دست باز د۔

در ”خلاصہ“ می فرماید:

”لو قال مرابا مجلس علم چه کار او قال من يقدر على اداء ما

يقولون يكفراه“

در ”عالمگیری“ ست:

”لو تلقى الفتوى على الارض وقال ایں چه شرعست كفراه ملخصاً“

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در ”شرح فقہ اکبر“ ارشاد می نماید:

”لقى الفتوى على الارض اى اهانة كما يشير اليه

عبارة الالقاء او قال ماذا الشرع هذا كفراه“

الحاصل ایں کس ناکس فاسق یعنی چه فاش مرتدست و مخالطت و مجالست با و بالا جماع

حرام و موجب ہزاراں آثام و نسلل اللہ عفو و العافیة فی الدین و الدنيا و

الآخرة و اللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم.

محمد بن المعروف بحمد رضا

كانه له الله تعالى بجاه جليله المحبتي عليه افضل التحية الشاء

ترجمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مسلمان نے ایک دوسرے معروف النسب مسلمان کو ناسزاگالیاں دیں یعنی

حرام زادہ اور بد طینت کہا اور ایک پاکباز محضہ عورت کو زنا سے متہم کیا اور شرعی استفتاء کا بھی انکار کرتا ہے یعنی جب ایک عالم نے اس سے کہا کہ تیرے اس قول پر حسب شرع فتویٰ لگے گا اس نے کہا میں نے شریعت کے ایسے فتوؤں کو پھاڑ کر کے بہا دیا اور بہادوں گا، پس ایسے شخص پر بحسب شریعت و دین منیف کیا حکم ہے؟ اس سے ملنا جلنا اس کے ساتھ نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں؟ بیان کیجئے اور ثواب پائیے!

(الجواب :- بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینا برا بھلا کہنا حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اس حدیث کو امام بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا“

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت میں پڑنے والا ہے اس کو امام احمد اور بزاز نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سند جید سے روایت کیا“

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”جس نے کسی مسلمان کو ایذا دیا اس نے مجھ کو ایذا دیا اور

جس نے مجھ کو ایذا دیا مالک حقیقی کو ایذا دیا (عز جلالہ و صلی

اللہ علیہ وسلم) اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن سے روایت کیا

اور اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے:

”جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے

درناک عذاب ہے“

نیز فرماتا ہے:

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے اس پر دنیا اور

آخرت میں خدا کی لعنت ہے اس کے لئے درناک اور دشوار

کن عذاب تیار کیا گیا ہے“

تو فرمان حضور سرور دو جہاں علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق شکل اوّل پر نتیجہ حاصل

ہوا ”من اذی مسلماً فقد اذی اللہ“ کو ہم صغریٰ بناتے ہیں اور آیت کریمہ

”ان الذین یوذون اللہ“ کو کبریٰ بناتے ہیں تو ایک صاف ستھرا روشن نتیجہ نکل آتا ہے

کہ بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینے والے پر مصائب نازل ہوتے ہیں۔

یہی حکم محضہ پاکدامن عورت پر تہمت لگانے والے کا ہے کہ بلا وجہ شرعی معصیت

کبیرہ ہے اور اس کی سزا اسی کوڑے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ”مردود الشہادہ“ رہے گا۔

تو صورت مستفسرہ میں یہ شخص فاسق اور خود قرآن اس فسق پر ناطق اور وہ جو اس نے فتویٰ شرعیہ کے بارے میں چین و چنابکا اور استخفاف صریح میں ایک اور ہی گل کھلایا اور گناہ و فسق کو بلائے طاق رکھ دیا، اثم و فسوق کے لئے بھی اونچی چھلانگ لگائی اور اپنے جامہ ایمان پر کفر کی سند چسپا کر لی تو بہ واستغفار کرے اور صدق دل سے کلمہ شہادت زبان پر لائے ورنہ عجب نہیں کہ یہ کلمہ کفر خاتمہ کی طرف پہنچے اور اسی ارتداد پر جان ہاتھ سے دھو بیٹھے۔

”خلاصہ“ میں فرماتے ہیں:

”اگر کسی نے یہ کہا: مجھے مجلس علم سے کیا کام، یا یہ کہا کہ ”کون قادر ہے اس کی ادائیگی پر جو یہ (علماء) لوگ کہتے ہیں کافر ہو گیا“

”عالمگیر یہ“ میں ہے:

”اگر فتویٰ کوزمین پر پھینک دیا اور کہا یہ کیا شریعت ہے کافر ہو گیا اہ ملخصاً“

علامہ علی قاری ”شرح فقہ اکبر“ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”فتویٰ کا زمین پر پھینکنا یعنی اہانت کرنا جیسا کہ ”القہی“ کے

لفظ سے اشارہ ہوتا ہے یا کہا کہ یہ کیا شرع ہے یہ کافر ہو گیا“

الحاصل یہ شخص فاسق اور کھلا مرتد ہے اور اس سے میل جول اور اس کے

ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالاجماع حرام اور ہزاروں گناہوں کا موجب ہے:

ونسل اللہ العفو والعافية یعنی ہم اللہ سے بخشش و عافیت کا سوال

فی الدین والدنیا والآخرة کرتے ہیں دین و دنیا اور آخرت میں

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اللہ اس کی ذات پاک و بلند ہے

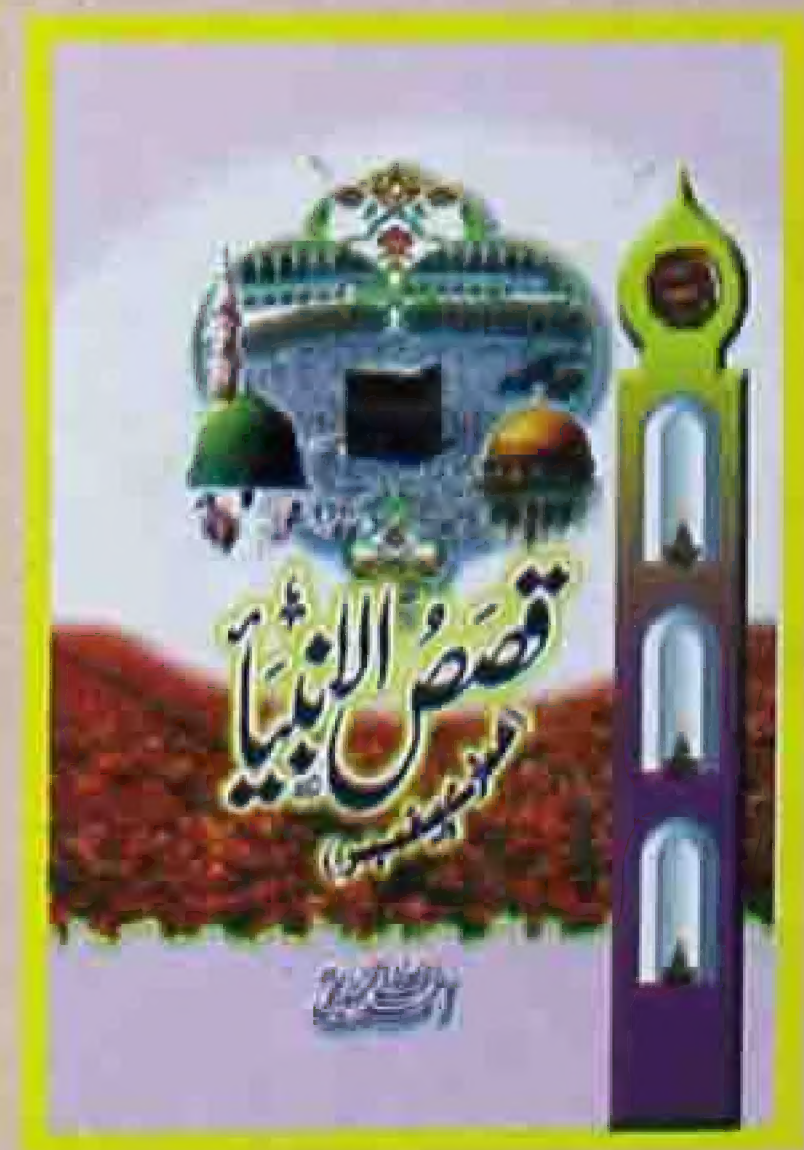
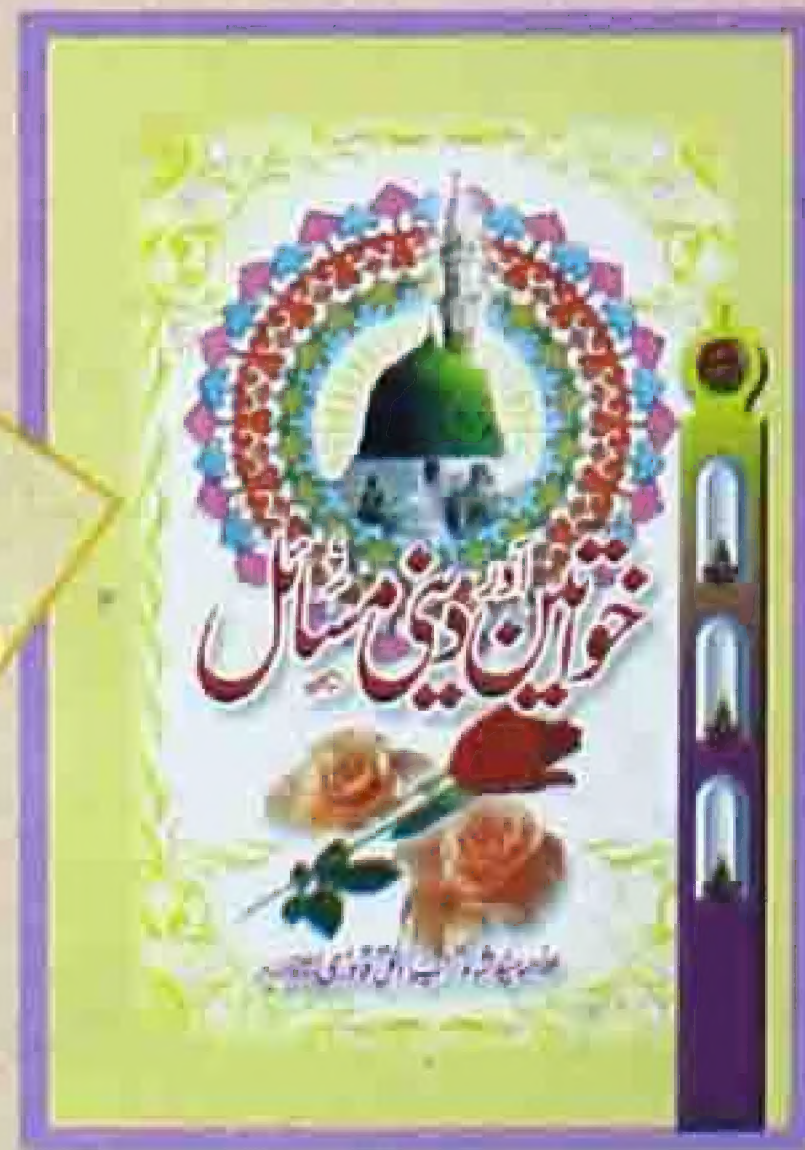
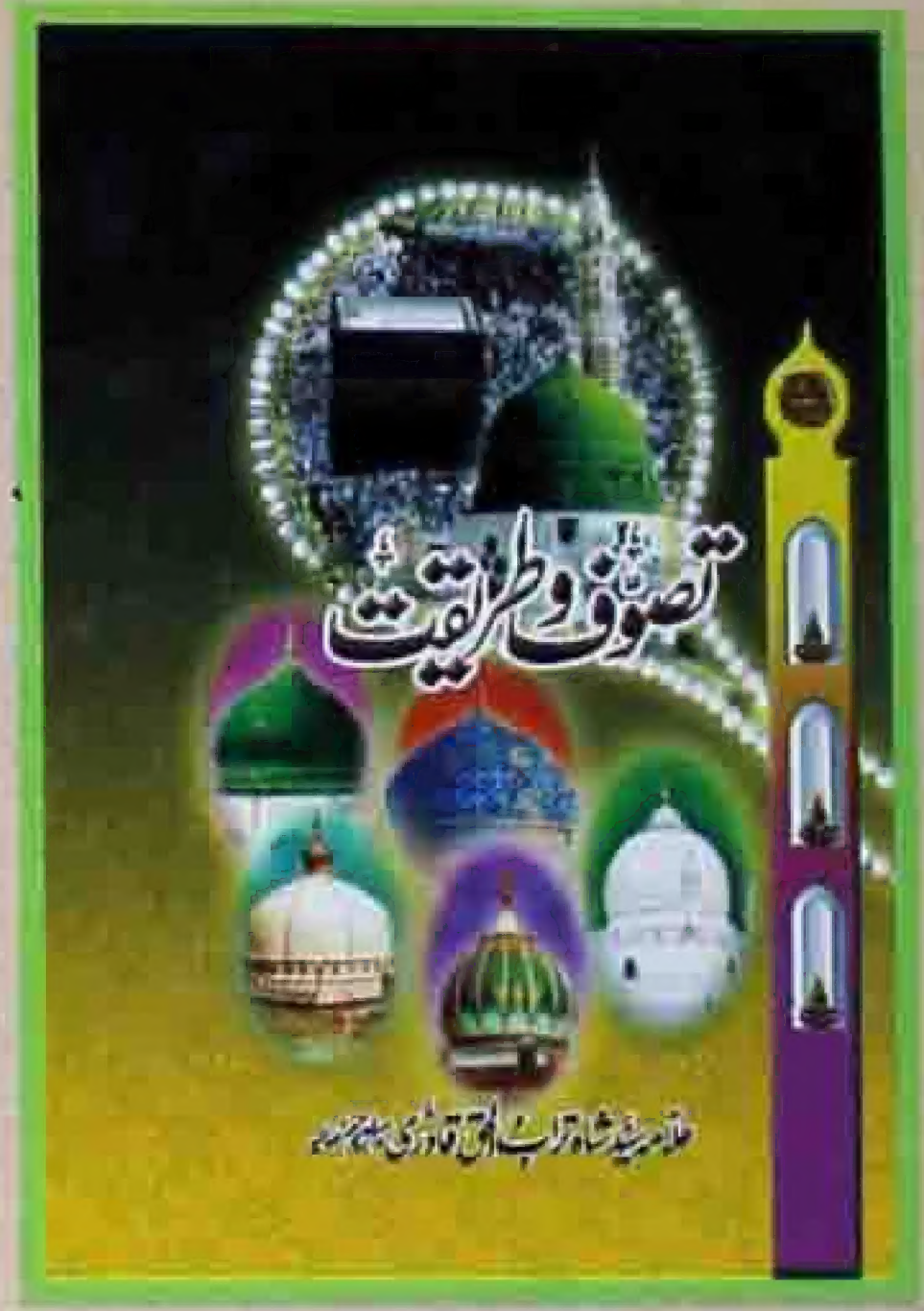
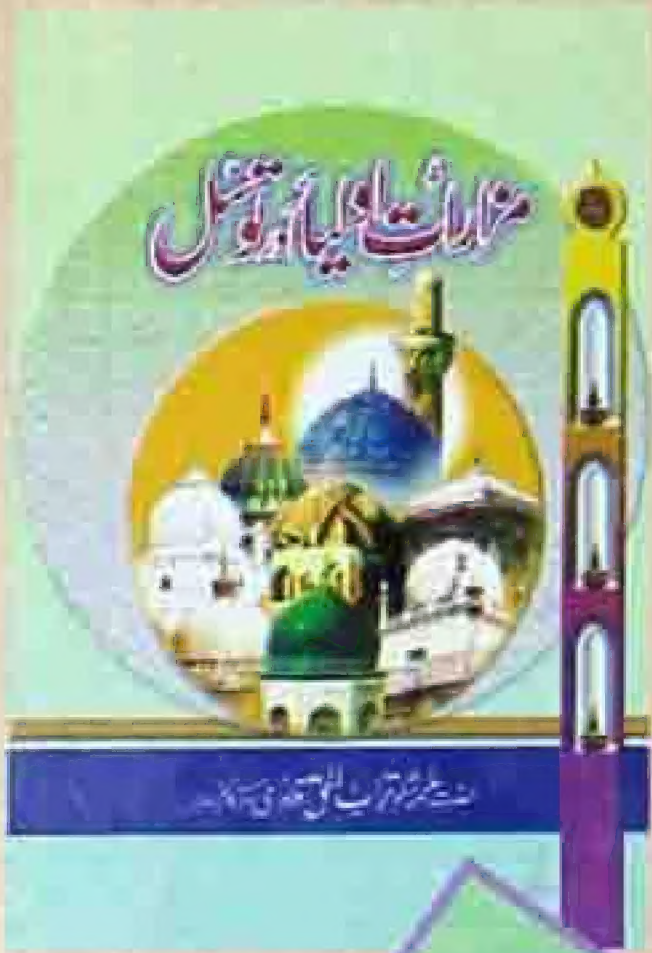
اعلم وعلمہ جلّ مجده وہی زیادہ جانتا ہے اور اسی کا علم

اتم واحکم و بزرگی بلندی میں اکمل واحکم ہے۔

حکیم محمد المعروف بحامد رضا

كانه له الله تعالى بجاء جليبه المجتبى عليه افضل التحيات الشناء

الحمد لله



زاد پبلشرز

6 مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047